پھول وتی

عُرف

سُندر شانتا سنتی

حصۂ سوم

از تصنیف جناب مولوی عبدالباری صاحب آسی الدنی مقیم لکھنؤ

مصنف سندر شانتا ۲ حصہ و عیار فقیر و ملا زاغلول و اقوال اکبر و شرح دیوان غالب

و شرح تحفۃ العراقین وغیرہ

جسمیں

کمال جانفشانی اور محنت سے سچے عشق کی داستان رقابت کے کرشمے، جوانی کے ولولے سحر و عیاری، بد اغرسانی، ہندوستان کی حالت عصمت و عفت وغیرہ وغیرہ کی ایسی سچی تصویریں کھینچی ہیں کہ دیکھ کر دل پر خواہ نخواہ اثر ہوتا ہے

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

نولکشور پریس لکھنؤ میں چھپکر شایع ہوئی

سنہ ۱۹۲۳ء

اطلاع۔ اس مطبع میں ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شایق کو چھاپہ خانہ سے ملسکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شایقین اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے تین صفحے جو سادے تھے ان میں بعض کتب ناول مرغوب دل اُردو کے درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت
کتب ناول مرغوب دل اُردو	
اندرموہنی۔ حصہ اول	۴ عہ/
" " دوم	عہ/
" " سوم	عہ/
" " چہارم	۱۲/-
کالجگ کی کھونٹی۔ عرف بازیچہ اطفال مترجمہ منشی دوارکا پرشاد افق	۸/
بزم اکبری۔ حصہ اول۔ تاریخی ناول قابل دید	عہ/
" حصہ دوم۔	۸/
مکاری کا پتلہ۔ عیارانہ کارروائیوں کا مخزن۔	عہ/
بادشاہ سلامت۔ ناول	۸/
ماتا۔ اُردو۔	عہ/
چابک سوار معشوقہ	۱۲/-
کرشن کانتا۔ حصہ اول عیارانہ اور ساحرانہ کارروائیاں وغیرہ وغیرہ	عہ/
کرشن کانتا۔ حصہ دوم	۴ عہ/
کرشمہ تقدیر۔	۴ عہ/

نام کتاب	قیمت
شیرنگ فرنگ۔ تاریخی ناول ہے جس میں بونا پارٹ کے احوال درج ہیں۔	۲ عہ/
شمس وقمر۔ درد انگیز عاشقانہ دلچسپ ناول۔	۵/
حورالعین کامل۔ غدر ۱۸۵۷ء کا تاریخی واقعہ ہے دو حصوں میں	۴ عہ/
خوبی قسمت۔ مصیبت اور پھر وصال کا قصہ۔	۴ عہ/
اسرار ہند۔ قیافہ شناسی۔ ایک ہندی کے حصہ کا کارآمد نوٹس۔	۱۲/
الف لیلہ شہرزاد بطرز ناول معروف بہ دنیازاد از مرزا حیرت دہلوی۔	۱۲/-
شہید جفا۔ دنیا کے انقلاب کا حیرت خیز نظارہ	۸ عہ/
گنجینۂ سراغرسانی۔ حصہ اول و دوم	۴ عہ/
ایضاً حصہ سوم و چہارم	۲ عہ/
اُلو کی دم فاختہ۔	۸/
جفا و وفا۔	۱۲/
حجاب عصمت۔	۱۲/

پھول وتی

عرف سدرشنا ستی

حصہ سوم

سیتا نے جب چمپا سے یہ سُنا کہ پھول وتی
طوطا گڑھ میں نہیں ہے تو اُسے تعجب
کے ساتھ صدمہ بھی بیحد ہوا! وہ
سوچنے لگی کہ اسے خدا کیا ہوا۔ پھول وتی
مار ڈالی گئی یا کہیں نکل گئی۔
اس میں یہ بھی طاقت نہیں ہے کہ وہ
تن تنہا کہیں چلی جاتی اور جاتی تو
کس طرح جاتی۔ اس کی حفاظت
اور اُسکی نگہبانی کرنے کے واسطے
عیار رہوں گے پھر وہ نکل بھی کیونکر
سکتی ہے۔ ہائے کہیں ایسا تو نہیں
ہے کہ اُسے ایسا چھپا دیا گیا ہو کہ کسی کو
کانوں کان خبر نہ ہو۔ اور یا سب
سے تاکید کر دی گئی ہو کہ کسی کو
خبر نہ ہونے پائے اور اسی وجہ سے
چمپا کو پتا نہ لگا ہو۔ ورنہ اور کوئی

بات تو سمجھ میں نہیں آتی۔ اس نے
پھر چمپا سے کہا۔
چمپا مجھے تو اس میں کچھ فریب
کی بو آتی ہے بھلا وہ کہاں جاتی
چمپا۔ نہیں سیتا تمہارا خیال غلط ہے
سیتا۔ کیا تم کو خوب تحقیق ہو گیا کہ
وہ وہاں نہیں ہے۔
چمپا۔ ہاں ہاں مجھے خوب تحقیق
ہو گیا وہ وہاں نہیں ہے۔
سیتا۔ پھر کہاں چلی گئی۔
چمپا۔ اری سیتا تو بڑی نادان ہے
خدا جب دیکھتا ہے کہ کوئی شخص
اتنا مجبور ہو گیا کہ اب کوئی اسکی
مدد کرنے والا نہیں رہا تو پھر وہ
خود مدد کرتا ہے۔ [illegible]
ایسے اسباب ہو گئے [illegible]

جن سے پھول وتی چھوٹ گئی ہو گی۔
سیتا۔ اچھا تم میرے کہنے سے
اب کی یہ تکلیف اور گوارا کرو کہ
وہاں جا کر خوب تحقیق کر کے آؤ۔
باہر ہی سے پتہ نہ لگاؤ اندر بھی
جاؤ۔ محل میں خوب اچھی طرح دیکھو۔
چمپا۔ سیتا تم مجھے فضول پریشان
کرتی ہو ورنہ پتہ تو میں ایسا لگا
لائی ہوں کہ اس میں بالکل فرق
نہیں ہے۔ مگر مجھے تمہارا دل توڑنا
منظور نہیں ہے اور میں تم کو ناراض کرنا
نہیں چاہتی ہوں اس واسطے
پھر جاتی ہوں۔ اس مرتبہ میں
راج محل کا کونہ کونہ دیکھ آؤں گی
اور پوری پوری خبر لاؤں گی۔
ہاں چونکہ یہ مجھے پہلے سے معلوم ہے
کہ آج کل بڑی سخت دیکھ بھال
ہو رہی ہے اس واسطے یہ بھی
بالکل ممکن ہے کہ میں پھنس جاؤں
لہٰذا اگر خدانخواستہ ایسا معاملہ ہو
تو تم کچھ نہ کچھ میری مدد کرنا۔
سیتا۔ ہاں تم جاؤ۔ اول تو ایسا
کیوں ہونے لگا ہے اور اگر ایسا
ہوا تو یہ یاد رکھو کہ میں اپنی جان
تک دے دوں گی مگر تمہیں چھڑا

لوں گی۔
چمپا یہ سنکر پھر چلی۔ آسے
ایک ہنر تو مل ہی گئی تھی اسواسطے
وہ سیدھی اسی کے مکان پر پہونچی
اور وہاں سے اس کا لباس پہنکر
پھر محل میں گئی۔
چونکہ چمپا ایک تو خود ہی ایک
عیارہ تھی۔ دوسرے ایسی عیاروں
کی صحبت میں رہی تھی جس کا
جواب بھی مشکل سے ملسکتا تھا
اس واسطے اس سے محل میں
پہونچکر کوئی حرکت ایسی نہ ہوئی
کہ جو خلاف ہوتی اور اسے کوئی
پہچان لیتا۔ وہ وہاں جب تک
رہی بڑی ہوشیاری سے رہی
اور اپنا کام انجام دیتی رہی محل
کے ایک ایک کونے میں پہونچا
اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ڈھونڈی
ڈھونڈھا اگر پھول وتی وہاں ہوتی
تو اسے پتہ چلتا۔ اس سے برعکس
اس کے محل میں کئی عیاروں سے
پھول وتی کی بابت یہی افواہ
سنی کہ وہ کیونکر غائب ہو گئی اور
اگر [illegible] تو آخر وہاں کہاں
جس سے اسے پورا پورا یقین

ہو گیا کہ وہ ہرگز ہرگز یہاں نہیں ہے۔
جب اُسے یہ اچھی طرح یقین
ہو گیا تو وہ محل سے نکلی اور اُسی
کہارن کو اُس کا لباس دیتی ہوئی
سیتا کے پاس واپس آئی۔ اور
آ کر سب حال کہہ دیا کہ دوبارہ بھی
ڈھونڈھ آئی مگر پھول وتی کی
وہاں کہیں خوشبو بھی نہیں ہے۔۔
سیتا۔ چمپا مجھے آج جتنی حیرت اور
افسوس ہے ایسی تمام عمر نہیں ہوئی
غضب ہے کہ وہ میرے ساتھ
ساتھ آئی اور پھر نہ جانے کہاں پہنچ
گئی۔ آخر وہاں سے کہاں گئی بڑا
افسوس ہے۔۔۔
اس کے بعد سیتا تھوڑی دیر
تک روتی رہی۔ چمپا نے اُسے
سمجھایا اور کہا کہ جو کچھ ہونا تھا ہو چکا
اب رونے دھونے سے کچھ حاصل
نہیں ہے۔ میرے نزدیک تو یہ اچھا
ہوگا کہ بجائے رونے دھونے کے
تم ابھی ہمت کرو اور ادھر اُدھر ڈھونڈھو
سیتا۔ اچھا اب کہاں چلو گی۔
چمپا۔ کوئی جگہ میں نے مقرر کی
نہیں ہے۔ جہاں تم کہو وہاں تمہارے
ساتھ ساتھ چلوں گی۔

سیتا۔ چمپا۔ تم ہوشیتی رانی کے
پاس رہی ہو اس لئے میرا جی
چاہتا ہے کہ میں تم سے ایک بات
کہوں مگر اس میں شرط یہ ہے کہ
تم میرا کہنا مان جاؤ۔
چمپا۔ سیتا اب تم مجھے کوئی غیر نہ
سمجھو۔ جو کچھ تم کہو گی وہ میں بخوشی
منظور کر لوں گی۔ کیونکہ مجھے تم سے
بڑی بڑی اُمیدیں ہیں۔
یہ کہہ کر چمپا کچھ مسکرا دی اور اُس
کی ہنسی کو سیتا بھی سمجھ گئی۔
چمپا پھر بولی کہ کہو جو کچھ کہنا ہے
سیتا۔ میرا خیال ہے کہ پورا پورا
نہیں تو کچھ نہ کچھ تو نجوم بھی جانتی
ہو اور جادو وغیرہ بھی تھوڑا بہت
تم کو آتا ہے۔
چمپا۔ ہاں یہ بھی ٹھیک ہے
کچھ نہ کچھ جانتی ضرور ہوں۔
سیتا۔ تو تم ایسا کرو کہ ایک مرتبہ
میرے سامنے پھول وتی کا حال
دیکھو وہ کہاں ہے اور کس
حال میں ہے اور کچھ نہیں اس
سے مجھے اور تمہیں اطمینان
اور آسانی ہو جائے گی۔ اور پھر
ہم جتنی دیر میں پہنچ جاویں گے جہاں

کہیں پھول وتی ہوگی۔ میری اچھی چمپا دیکھو انکار نہ کرنا۔ اور میرا دل نہ توڑنا۔
چمپا۔ نہیں میں تو پہلے ہی کہہ چکی کہ تمھاری خاطر مجھے ہر طرح منظور ہے اور کسی بات میں انکار نہیں ہے یہ کہہ کر وہ بیٹھ گئی اور دیکھنے لگی کہ پھول وتی کہاں ہے۔
کئی مرتبہ وہ بھولی تھی۔ مگر ایک مرتبہ آخر اس نے یہ کہہ کر سیتا کو خوش کر دیا کہ معلوم ہو گیا اس مرتبہ وہ بُری طرح پھنسی ہے۔
سیتا۔ کہاں۔ آخر کہاں۔
چمپا۔ کوئی ٹھگ ہے وہ اسوقت اس کے قبضہ میں ہے۔
سیتا۔ خیر کہیں ہو یہ تو اطمینان ہوا کہ وہ ہنومان سنگھ کے قبضہ سے نکل گئی ہے اور اب تک زندہ اور بخیریت ہے۔ مگر چمپا یہ معلوم کرلو تو اور بھی اچھی بات ہے کہ وہ ٹھگ کس جگہ ہے پھر تو ہم سیدھے اُدھر ہی کو چل دینگے۔
چمپا۔ یہ مشکل بات ہے۔
سیتا۔ یہ تو مجھے معلوم ہے کہ وہ ایک مرتبہ اور ایک ڈاکو کے قبضہ میں پھنس گئی تھی اور اُس نے خود اپنی زبان سے مجھے یہ قصہ سنایا تھا
چمپا۔ پھر کس بات کا فکر کرتی ہو چلو وہیں چلو۔
سیتا۔ مگر افسوس یہ ہے کہ اُس نے مجھے اپنے وطن کا نام نہیں بتایا تھا شاید وہ وہیں ہے۔ نہیں نہیں اب مجھے یاد آیا ہاں وہ کہیں اسی گرد و نواح میں ہے۔ اُس نے مجھے یہ کہا تھا کہ مجھے ہنومان سنگھ نے وہیں سے چھڑایا ہے۔ وہ کہتی تھی کہ وہ ایک ویرانہ مکان تھا۔ آؤ ہم اور تم تلاش کریں شاید کوئی پرانا مکان مل جائے اور وہ وہیں ہو۔ بہرحال تلاش ہی تو ہے اس میں ہمارا ہرج ہی کیا ہے۔
چمپا۔ اچھا چلو۔ آؤ اپنا لباس پھر بدل ڈالیں اور اس مرتبہ ایسی صورت بنا لیں کہ کوئی بھی عیار ہمکو پہچان نہ سکے۔ ایسا ہی کیا گیا۔ اور دونوں نے اپنی صورت سیاح مسافروں کی سی بنا لی اور وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئیں اور اِدھر اُدھر ڈھونڈھنے لگیں۔ ان کا ایک دن تلاش میں گذر گیا۔ مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا

پہلا باب

اب ہم غریب پھول وتی کی پھر خبر لیتے ہیں۔ جس کی بے بسی پر قلم بھی سیاہ آنسو روتا ہے ہم اتنا لکھ چکے ہیں کہ جس روز کنور بہادر نے راجکماری پھول وتی کو پایا اُسی دن سے نئی نئی تمناؤں کا اظہار شروع کر دیا۔ مگر چونکہ پھول وتی غریب نے کوئی جواب ہی نہ دیا اس واسطے اُس نے بھی ہر بات کو دوسرے موقعہ کے لئے اٹھا رکھا تھا۔ چنانچہ ہم دوسرے وقت کا حال لکھتے ہیں۔ وہ غریب پھول وتی کے پاس سے اُٹھ گیا اور اُس کے سونے کے واسطے ایک تنہا مسہری چھوڑ گیا۔ چونکہ یہ بھی بہت کوفت اُٹھائے ہوئے تھی بیٹھنے کی اس میں تاب بالکل نہ تھی اس لیے یہ دم بھر کے لیے مسہری پر لیٹ گئی لیٹی تو پھر اُنھیں پریشان خیالات نے ہجوم کرنا شروع کر دیا۔ وہ دیر تک روتی رہی آخر سو گئی اور جب اُس کی آنکھ کھلی تو اُس نے اپنے پاس کنور بہادر کو بیٹھا پایا۔ اور اُس کی آنکھیں اور اُس کی شکل کو دیکھکر اُس نے یہ بھی اندازہ کر لیا۔ کہ شاید یہ دیر سے میرے جاگنے کا منتظر تھا لہذا اُس نے پھر آنکھ بند کرنی چاہی۔ اور اُسکی بیہودہ گفتگو سے حتی الوسع بچنے کی کوشش کی مگر ایسا ہو نہ سکا

کنور بہادر بولا۔ آپ تو علو بھی ہے کیا وقت ہو گیا۔ تم بہت سوئیں اب اُٹھ بیٹھو۔

راجکماری۔ مجھے یوں ہی پڑا رہنے دو میرا جی نہیں چاہتا کہ میں بستر سے اُٹھوں۔

کنور بہادر۔ میرا مطلب تو یہ ہے کہ تم مجھ سے کچھ باتیں کر لو۔

راجکماری۔ آخر آپ ایک کمزور ناتوان بے بس عورت کو کیوں ستاتے ہیں۔

کنور بہادر۔ کیوں ہیں تمھیں کیا ستاتا ہوں۔

راجکماری۔ یہی کہ مجھے میرے خیالات میں محو رہنے دو اور مجھ سے کچھ بھی نہ کہو

کنور بہادر۔ افسوس یہ ہے کہ تم بڑی احسان فراموش ہو۔

راجکماری۔ میں نے کیا احسان فراموشی کی ہے۔
کنور بہادر۔ یہ کہ میں نے تمھاری جان بچائی۔ اور تم نے اُس کی قدر نہ کی۔
راجکماری۔ میرے محسن۔ میرے آقا میں سب کچھ مانتی ہوں۔ اور تمھاری اتنی ممنون ہوں کہ اگر میری جان بھی آپ کے کام آئے تو مجھے عذر نہیں ہے مگر میں کیا کروں جیسی تم باتیں کرتے ہو اُن سے مجھے قریب نفرت ہے۔
کنور بہادر۔ خیر میں اس سے خوش ہوا کہ تم نے کم سے کم اسوقت یہ تو تسلیم کیا کہ میں نے تمھارے ساتھ کچھ احسان کیا ہے مگر تم میری بات سنوگی اور اس پر غور کروگی تو یہ بھی تمھاری سمجھ میں اچھی طرح آجائیگا کہ میں جو کچھ آپ سے کہتا ہوں اس میں ظلم اور ناانصافی کا دخل نہیں ہے۔
پھول وتی۔ اچھا فرمائیے۔
کنور بہادر۔ بات یہ ہے کہ تم اب آیندہ کے لئے اس بات کی اُمید نہ رکھو کہ تم کسی اور سے مل سکوگی۔
پھول وتی۔ کیوں ؟
کنور بہادر۔ اس واسطے کہ وہ سب لوگ تہ خاک ہو گئے۔
پھول وتی۔ زبان بند رکھئے۔ بس اور نہ کوسئے۔ ہائے اے ایشور انصاف کر دیکھ ایک خود مطلب صرف اپنے حظ نفسانی اور اپنے مطلب برآری کے لئے کیسی کیسی باتیں کرتا ہے۔ زندہ آدمیوں کو کوس رہا ہے۔ ہائے اے پرماتما کیا میں اتنی دیوانی اور مجنون ہوگئی کہ یہ بچوں کی طرح مجھے بہلاتا ہے نہیں نہیں شکر ہے کہ ابھی میری عقل صحیح و سالم ہے اور میں اس کے دھوکوں میں نہیں آسکتی۔
کنور بہادر۔ اچھا فی المثل فرض کرو کہ وہ زندہ بھی ہیں۔ تو بھی تم اُن سے کہاں اور کیونکر مل سکتی ہو۔
پھول وتی۔ جس نے جدا کیا ہے وہ ضرور ملائے گا۔
کنور بہادر۔ کیا تمھیں اُس پر بھروسہ ہے۔
پھول وتی۔ ہاں۔
کنور بہادر۔ اس انتظار کی کوئی حد ہے۔
پھول وتی۔ کوئی حد نہیں ہے۔

کنور بہادر۔ اچھا یہ تو بتاؤ۔ کہ تم
مجھ میں ایسے کیا عیب دیکھتی ہو کہ
تم میرے ساتھ شادی کرنے پر رضامند
نہیں ہوتی ہو۔
پھول وتی۔ (ہنس کر) تم میں
لاکھ عیب ہیں۔ بلکہ تم سراپا عیب
ہو۔ تم ڈاکو۔ تم چور۔ تم بدمعاش۔
اس وقت کی ہنسی پھول وتی
کے بہت کام آئی۔ اگر پھول وتی
یہ باتیں ہنسکر نہ کہتی کنور بہادر بگڑ
جاتا اور معلوم نہیں کہ کیا کیا کہتا۔
مگر یہ ہنسی دیکھکر اس کے بدن میں
ایک سنسنی سی پھیل گئی۔ اس کی
زبان سوٹی ہو گئی اور اس سے
اس کے سوائے اور کچھ بھی نہ کہا گیا
کہ اچھا اور جو کچھ تمہارے جی میں
آئے وہ بھی کہہ لو۔
پھول وتی۔ اور کچھ نہیں کہتی
ہوں۔ یہ بھی غیرت دار آدمی کے
ڈوبنے کو بہت باتیں ہیں۔ اچھا
اب خدا کے لئے تم مجھے بتا دو کہ تم
مجھے چھوڑ دوگے یا نہیں۔
کنور بہادر۔ چھوڑتا۔ چھوڑتا۔
اس کا تو نام ہی نہ لو۔ اگر تمہیں
چھوڑ دوں گا تو گویا دیدہ و دانستہ

اپنا گلا کاٹوں گا۔
پھول وتی۔ ہائے تقدیر۔
تا دم مرگ اب امید رہائی کی نہیں
کس بلا میں مرے اللہ پھنسایا مجھکو
کنور بہادر۔ تم کچھ بھی کہو میں تو
تم سے ایک بہت صاف اور سچی
بات کہے دیتا ہوں اور یہی ہوگا۔
پھول وتی۔ ہاں وہ بھی فرما دیجئے
کنور بہادر۔ یہ کہ اگر دس روز
تک کوئی آپ کو چھڑانے نہ آئیگا
تو میں بعد کو زبردستی سے راضی کرونگا
پھول وتی۔ اور اگر کوئی آگیا۔
کنور بہادر۔ خدانخواستہ۔ کوئی
کیوں آنے لگا ہے۔
پھول وتی۔ فرض کر لیجئے۔
کنور بہادر۔ کیوں فرض کروں۔
پھول وتی۔ اے ظالم بدکار
کیا تو خدا کو اس قدر بھولا ہوا ہے
کہ یہاں تک کسی کا آنا بھی مشکل
اور محال سمجھتا ہے۔
کنور بہادر۔ ہاں اس وقت تک
تو یہی خیال ہے۔
پھول وتی۔ میں بھی منظور کرتی ہوں
اور تیری شرط کو مانتی ہوں [illegible]
[illegible] مجھے [illegible]

کر دے اور اپنے اس ظلم کے پیشہ سے آیندہ کے واسطے توبہ کر لے۔
کنور بہادر۔ اچھا اگر تم کو یہ شرط منظور ہے تو مجھے بھی منظور ہے۔
پھول وتی۔ خدا کو دور نہ سمجھو وہ ضرور میری مدد کرے گا اور کوئی نہ کوئی ضرور مجھے چھڑانے آئے گا۔ وہ مظلوموں کا سچا اور بڑا دادرس ہے۔
کنور بہادر۔ یہ یاد رکھو کہ میں بھی اس پیشہ کو ترک کر دوں گا۔ اور آپ کو اس کے حوالے کر دوں گا۔
پھول وتی نے اسی وقت سے دعائیں مانگنا شروع کیں۔ اور وہ سوچتی رہی کہ اگر اس وقت تک کوئی نہ پہنچا۔ اور اسے موقع ملا کہ یہ اپنے ارمان نکالے تو میں اپنی جان دیدوں گی۔

دوسرا باب

اب ہم دوسرے حصہ کے انیسویں باب سے پھر اپنے قصہ کو شروع کرتے ہیں کہ جس وقت دلجیت سنگھ اور باسدیو نے یہ معلوم کر لیا کہ کمار طوطا گڈھ میں نہیں ہیں اور وہ قید کر کے سندر گڈھ بھیجدئے گئے ہیں۔ انھوں نے اگرچہ اسیوقت یہ ارادہ کر لیا تھا کہ ہم سندر گڈھ جائیں مگر چند مصلحتوں کی وجہ سے اس روز وہ وہاں رہے۔ کچھ پتہ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے وہ دوسرے روز سندر گڈھ پہونچے۔

چونکہ یہ دونوں عیار پہلے ترلوکی ناتھ اور بھورے کو گرفتار کر چکے تھے اس لئے اب انھیں اس بات کے لئے کوئی دقت اتفاق نہ پڑی کہ کس کی صورت بنائیں۔ دلجیت سنگھ ترلوکی ناتھ بن گیا اور باسدیو بھورے کی صورت بنا۔ البتہ اس بات کے معلوم کرنے کے واسطے دونوں کو صلاح کرنے کی ضرورت پڑی کہ کمار کو کس طرح چھڑائیں اور وہ کہاں ہیں۔ کس حال میں ہیں۔

نقلی ترلوکی ناتھ یعنی دلجیت سنگھ نے کہا کہ بھورے پہلے تم جا کر یہ معلوم کرو کہ وہ کہاں ہیں پھر سب کچھ اکر تدبیر کرو۔

نقلی بھورے۔ آپ بتائیے کس کے پاس جائیں۔

ترلوکی - ارے عیاروں کے لئے
یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے -
بھورے - اچھا خیر تعمیل حکم مجھے
ضروری ہے میں جاتا ہوں اور پتہ
لگاتا ہوں - دیکھئے شاید کامیاب
ہو جاؤں -
دلجیت سنگھ ہاں خدا کا نام لیکر
جاؤ اور کوشش کرو ضرور کامیاب
ہو گے چنانچہ باسدیو یعنی نقلی بھورے
چلا گیا اور دلجیت سنگھ رہ گیا
یہ سیدھا دیوان خانہ کی طرف
گیا جہاں یہاں کے مہاراج سندر سنگھ
بیٹھکر اپنی ریاست کے کاروبار
کیا کرتے تھے اور نوکر چاکر بھی حاضر
رہتے تھے - بھورے نے ایک
سپاہی سے دروازہ ہی پر پوچھا -
کیوں بھائی کیا دیوان خانہ
کے اندر ہم جا سکتے ہیں کوئی ہرج تو
نہیں ہے عام اجازت ہے -
سپاہی - آپ کہاں سے آئے ہیں -
بھورے - میں طوطا گڈھ سے آیا ہوں
سپاہی - کیا مہاراج کے بھیجے ہوئے
یا اور کسی کام سے -
بھورے - بھلا اگر مہاراج نہ بھیجتے
تو میں اندر جانے کو کیوں پوچھتا

سپاہی - مگر بڑے تعجب کی بات ہے کہ مہاراج
کے بھیجے ہوئے ہو اور اتنا ڈرتے ہو -
کیا کوئی خط لائے ہو - اگر ہو تو مجھے
دو میں پہونچائے دیتا ہوں جب
وہ اسے پڑھ لیں گے تو تمکو خود بخود
بلا لیں گے -
بھورے - نہیں خط کوئی نہیں ہے
چند زبانی باتیں ہیں -
سپاہی - اس سے تو تمھارا نہ جانا
اچھا - کیونکہ ایک تو تمھارے پاس
خط نہیں ہے - دوسرے میں جو
دیکھتا ہوں تو تم مجھے ایسے بھی
نہیں معلوم ہوتے کہ اپنی میٹھی اور
دلفریب باتوں سے مہاراج کو
رام کر سکو - اچھا یہ تو بتاؤ کہ باتیں
کیا ہیں اور کس قسم کی ہیں -
بھورے - باتیں ایک قیدی کے
متعلق ہیں جو طوطا گڈھ سے یہاں
بھیجا گیا ہے اسی کے متعلق چند ہدایات
ہیں -
سپاہی - ارے کیوں نادان ہوئے
ہو - کیا تم کو اپنی جان کھونا ہے -
جو کچھ تمھارا مطلب ہے وہ میں سمجھ
گیا - شاید تم بھی راجکمار کے متعلق
ان سے کچھ پوچھنے والے ہو گے -

جس روز وہ آئے تھے اتفاق سے
میرا بھی پہرہ تھا۔
بھورے۔ خیر ہمیں اس سے کیا
مطلب ہے ہم سے تو جو کچھ مہاراج
نے کہلا بھیجا ہے وہ کہے دیتے ہیں
اور زیادہ دخل دینے سے نہ ہمیں
مطلب نہ غرض۔ دیکھو جو کچھ کہا
ہے ہیں تمھیں بھی بتاتا ہوں۔
سپاہی۔ بتاؤ۔
بھورے۔ پہلے تم یہ بتاؤ کہ وہ
کہاں قید ہیں۔
سپاہی۔ وہ قلعہ میں قید رکھے گئے
ہیں۔ جس کے چاروں طرف ہر وقت
پہرہ رہتا ہے۔
بھورے۔ بس اسی کے متعلق
مجھے کچھ ہدایتیں کی گئی ہیں۔
سپاہی۔ تو بتاؤ تو سہی۔
بھورے۔ یہ کہ وہ برام گڈھ کے
راجکمار ہری سنگھ ہیں۔ اب وہاں
سے بہت سے عیار انھیں ڈھونڈھنے
کے واسطے نکلے ہیں۔ اُن کی شدید
احتیاط کی جائے اور سخت حفاظت
سے کام لیا جائے۔
سپاہی۔ یہ حکم تو پہلے آچکا ہے۔ اسکے
دوبارہ بھیجنے کی ضرورت کیا تھی

اور بیہودہ بھی زبانی۔ ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ تم مجھ سے فریب کرتے ہو
اور چھپاتے ہو۔
بھورے۔ خیر آپ ایسا ہی سمجھ لیجیے
مجھے ضرورت کیا تھی کہ آپ سے
ناحق فریب کرتا۔
یہ کہہ کر بھورے وہاں سے چل دیا
سپاہی ہر چند اسے بلاتا ہی رہا مگر
پھر وہ نہ رکا اور سیدھا دلجیت سنگھ
کے پاس واپس آیا۔
دلجیت سنگھ دو گھنٹہ سے اسکے
آنے کا سخت منتظر تھا وہ اپنے ساتھی
کو واپس آتا ہوا دیکھ کر خوش ہوا۔
اور سب حال پوچھا۔
بھورے نے جو کچھ کہ معلوم کیا
تھا بے کم و کاست کہہ دیا۔
دلجیت سنگھ۔ تو پھر اب ہم کو یہ
معلوم کرنا چاہیئے کہ قلعہ کہاں ہے
اور کس طرح کا ہے۔ پھر وہاں جاکر
کمار کو تلاش کرنا چاہیئے۔
بھورے۔ ضرور اس سب کام
سے تو آج ہی فراغت کرنی بہت
اچھی معلوم ہوتی ہے کل کے اوپر
اسکو کیوں چھوڑا جائے۔
دونوں نے کچھ دیر اور توقف کیا

اور پھر اُسی بھوپرے اور نرتکی کی نانھ کے لباس سے شہر میں اِدھر اُدھر پھرنا شروع کیا۔

دونوں نے اِدھر اُدھر پھر کر آخر قلعہ کا پتہ لگا لیا۔

ہمیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے جو کچھ اس قلعہ کی باہر سے کیفیت دیکھی وہ قلمبند کر دی جائے۔

یہ قلعہ بالکل سنگ سرخ سے بنا ہوا تھا۔ اس کی مضبوطی اسکی ساخت سے ظاہر ہو رہی تھی۔ اسکی بلند دیواروں اور سنگین ستونوں کے سوا اس میں کاریگروں نے بڑی زبردست یہ بات رکھی تھی کہ چار طرف بڑی گہری گہری خندقیں بنی ہوئی تھیں کہ جن میں ہر وقت پانی بھرا رہتا تھا۔ اسکے اندر داخل ہونے کا صرف ظاہری ایک دروازہ تھا۔ جو بہت ہی چھوٹا تھا اور جس پر سنگین کواڑ چڑھے ہوئے تھے اسی دروازہ پر بہت سے سپاہیوں کا پہرہ رہتا تھا جو ہر وقت ننگی تلواریں لئے رہتے تھے۔ اسی جگہ سے خاص آدمیوں کی آمد و رفت تھی۔ مگر اس میں بھی یہ دیکھا گیا کہ جس کے پاس دستخطی کاغذ ہوتا تھا (جسے ہم پاس کہہ سکتے ہیں) وہی اس میں گذر سکتا تھا ورنہ غیر آدمی کی یہ مجال نہ تھی کہ وہ اندر قدم رکھے اگر بالفرض کوئی اس کے بغیر اندر جانے کا ارادہ بھی کرتا تو گویا دیدہ و دانستہ وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتا تھا۔

دونوں نے یہ کیفیت دیکھنے کو تو دیکھ لی مگر سخت پریشان ہوئے کہ دیکھئے اس کے اندر ہم کیونکر جا سکیں گے۔

بہرحال اُس وقت یہ دونوں وہ حالت دیکھکر اپنی قیام گاہ کی طرف پلٹ آئے اور آپس میں یہ صلاح کرنے لگے کہ اندر کیونکر جائیں

وجیت سنگھ بولا کہ بابا یہ تو ضروری بات ہے کہ یہاں کے مہاراج سندر سنگھ قریب قریب طوطا گڑھ کے سب عیاروں سے پوری پوری واقفیت رکھتے ہونگے اور ہر ایک عیار کو وہ اچھی طرح پہچانتے ہوں گے کیونکہ ہنومان سنگھ سے کوئی معمولی تعلق تو ہے نہیں۔ وہاں سے یہاں ہمیشہ عیار آتے

رہتے ہوں گے اس لئے مجھے یہ بات مناسب اور بہتر معلوم ہوتی ہے کہ تم اسی صورت سے ایک خط لیکر سندر سنگھ کے پاس جاؤ۔ اور وہ خط دو

باسدیو (جو بھورے کی صورت میں تھا) اچھا اُس سے کیا نتیجہ مترتب ہوگا۔

دلجیت۔ ہم اُس کو ہنومان سنگھ کی طرف سے لکھیں گے اور اس میں یہ لکھ دیں گے کہ اس وقت ضرورت نہیں رہی کہ ہری سنگھ کو قید رکھا جائے لہٰذا وہ جس حال میں ہوں انہیں آزاد کر دیا جائے۔

باسدیو۔ مجھے یہ امید نہیں ہے کہ یہ ترکیب کچھ کارگر ہو گی۔ کیونکہ ہم پہلے ہی معلوم کر چکے ہیں کہ اُن کے واسطے سخت احتیاط کرنے کے واسطے حکم دیدیا گیا ہے۔ ہمارے پاس کوئی اُن کا خاص نشان نہیں ہے کہ جس سے وہ فریب کھا جائیں۔

دلجیت۔ یہ صحیح ہے۔ مگر آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ وہ آپ کی صورت کو بھورے عیار کی صورت سے مشابہ پاکر ممکن نہیں کہ دھوکے میں نہ آجائیں۔

باسدیو۔ مجھے آپ کے تعمیل حکم میں عذر نہیں ہے۔ مگر اس میں مجھے خود اندیشہ ہے کہ کہیں میں بھی پھنس نہ جاؤں

دلجیت سنگھ۔ یاد رکھو کہ اگر تم پھنس گئے تو میں خواہ مجھے کیسی ہی کوشش کرنی کیوں نہ پڑے تمہیں پہلے چھڑاؤں گا۔

باسدیو۔ ہاں یہ تو مجھے آپکی طرف سے اطمینان ہے۔

دلجیت سنگھ۔ بس جب اطمینان ہے تو پھر دیر کرنا فضول ہے جلد سے جلد جاؤ۔ اور یہ خط انہیں دو۔

باسدیو نے کہا کہ اچھا آپ خط لکھدیجئے میں اسی وقت جاتا ہوں دلجیت سنگھ نے خط لکھدیا اور باسدیو عیار بھورے عیار کی صورت بنا ہوا چلا گیا۔

تیسرا باب

ہم کچھ دیر کے لئے آپ کی توجہ ایک پہاڑ کی طرف منعطف کرتے ہیں۔ جو طوطا گڑھ کے برابر برابر سندھ اور دور تک چلا گیا ہے اور جہاں حسناتِ قدرت سے وہ وہ دستکاریاں کی ہیں جنہیں دیکھکر

یہ ممکن نہیں ہے کہ بینا آنکھیں متاثر
نہ ہوں اور اُن کی آنکھوں میں
جلوۂ قدرت نہ پھر جائے۔ دراصل
یہ سماں کچھ ایسا پیارا اور اتنا دلکش
ہے کہ جس کی تعریف کرنا ہماری
قدرت سے قریب قریب باہر ہے۔
آپ ہی دیکھئے۔ صبح کا سہانا
وقت خوش آواز چڑیوں کے چہچے
مست شباب حسن پھولوں کے
بیساختہ قہقہے۔ خودرو بوٹیوں کے
چھوٹے چھوٹے پھول سبز سبز پتے
ان پر شبنم کے قطرے۔ اور ترو تازگی
کا عالم۔ ہری ہری کنچل نئی نئی پھوٹی
ہوئی کونپلیں۔ نازک نازک پتے
اُس پر درد آمیز آوازیں پپیہے
کی پی کہاں۔ کوئل کی کوکو۔ قمری
کی حق سرہ۔ سبحان اللہ۔
بھلا کوئی ایسا ہے جو یہ دلکش منظر
یہ جی لبھانے والا سماں دیکھے اور
مست نہ ہو۔ ایک مرتبہ مڑ کر نہ دیکھ لے
مشکل اور غیر ممکن ہے کہ تھوڑا بہت
دل پر اثر نہ پڑے۔ اس لئے کہ
یہ مناظر بھی اُسی صناع کے بنائے
ہوئے ہیں جس نے ہمارے آپ کے
دلوں کو پیدا کرکے اُن کے اندر

رنج و خوشی سے متاثر ہونے کا مادہ
رکھا ہے۔
اسی پہاڑ کی ایک پگڈنڈی
سے (جو طوطا گڈھ کو سیدھی چلی جاتی
ہے) کچھ ملا ہوا ایک چشمہ ہے جس نے
ایک اور ہی لطف پیدا کر دیا ہے
ایک تو اس کا جھرنا ہی ایسا ہے
کہ اسے دیکھ کر آدمی کا دل خوش
ہو جائے اس کے سوا یہاں
یہ پانی بہہ بہہ کر جو ایک گڑھے
میں بھر گیا ہے اور جس نے کہ تالاب کی
شکل پیدا کر لی ہے وہ عجیب
چیز بنا ہوا ہے یوں سمجھئے کہ پہاڑی
کی زینت کے سوا۔ خدا نے مسافروں
اور چوپاؤں۔ درندوں۔ پرندوں
کے آرام کا ایک سبب پیدا کر دیا ہے
عین ایسے ہی وقت کہ جب
آسمان پر شفق پھولی ہوئی ہے جس
سے اندازہ ہوتا ہے اور پتہ چلتا
ہے کہ آفتاب برآمد ہونے والا
ہے۔ مگر ابھی دیر ضرور ہے۔
اُسی چشمہ تالاب نما کے کنارے
دو مسافر بیٹھے ہوئے منہ دھو رہے
ہیں۔ اور آپس میں کچھ باتیں کرتے
جاتے ہیں۔

ایک۔ بھائی ایک وجہ سے میں طوطا گڈھ میں جاتا ہوا گھبراتا ہوں۔

دوسرا۔ کیوں۔

ع۱۔ اس لئے کہ ہم دونوں جس حیثیت کے آدمی ہیں جیسے کچھ بھی ہیں اُس کے بیان سے فائدہ اور نتیجہ کیا ہے۔ اب اس بے سروسامانی سے غیر جگہ جاتا کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا۔

ع۲۔ مگر سازوسامان سے جاکر اپنے کام کو درست کر لینا بھی تو مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اس سے تو یہی بے سروسامانی اچھی۔

ع۱۔ مگر ہمیں ہنومان سنگھ سے ملنا پڑیگا

ع۲۔ ضرور۔

ع۱۔ خیال کیجیے کہ اگر بالفرض ہمارا قیاس اور ہمارا اندازہ صحیح بھی ہوگا تو بھی اس طرح ہمارا کامیاب ہونا ذرا دشوار معلوم ہوتا ہے۔

ع۲۔ وہ کیوں۔

ع۱۔ کیا وہ نہ سمجھ جائیں گے کہ یہ اس کام کے لئے آئے ہیں اور ساتھ ہی یہ خوف معلوم ہوتا ہے کہ کہیں یہ نہ ہو جائے کہ تو آیا تھا مجھ کو یہاں سے لے چلا مجھ کو۔

ع۲۔ پھر اگر یہ ہے تو کیوں چلو چلیں آپ جو کچھ حکم دیں میں ویسا عمل کروں۔

ع۱۔ میری رائے تھی کہ ہم ہنومان سنگھ سے نہ ملتے۔

ع۲۔ نہیں ملنا ضرور چاہیے۔ کچھ آپکو یاد ہے یا نہیں۔

ع۱۔ کس بارہ میں کہو۔

ع۲۔ کہ ہم سے نجومیوں نے کیا کیا کہہ دیا تھا۔

ع۱۔ انھوں نے یہ کہا تھا کہ تمھیں ہری سنگھ وہاں مل جائیں گے۔ یہ جہاں تک میرا خیال ہے نہیں کہا ہے کہ بغیر ہنومان سنگھ کے ملے ہوئے کام ہی نہ بنے گا۔ آیندہ بھائی جو کچھ تم مناسب جانو کرو تم عیار ہو۔

ع۲۔ نہیں نہیں ضرور ملنا چاہیے اگر مجھے یہ اُمید نہ معلوم ہوئی کہ کمار وہاں ملیں گے تو پھر ہم دوسری صورت سے رہنے کے واسطے تیار ہیں۔ یہ بالکل ممکن ہے کہ وہ اپنے دوست کے پاس بیٹھے ہوئے رنگ رلیاں منا رہے ہوں اور آپ اور میں اِدھر اُدھر ٹکریں مارتے پھریں اور کچھ بھی نہ ہو۔

ع۱۔ اچھا۔ لو تم اشنان کر و اور میں پوجا پاٹ سے فارغ ہوتا ہوں بس آفتاب نکلنے سے پہلے ہی پہلے

وہاں پہونچ جاؤ۔
عـــلے اچھا اچھا ۔ آپ اپنا کام کیجیے
اور میں اپنا کام کروں۔
غرض اُدھر اپنی عبادت
میں ایک مشغول ہوا اور دوسرا
اپنے نہانے دھونے میں لگا رہا ۔
جب دونوں اپنے اپنے کام سے
فارغ ہو چکے تو دونوں نے اپنی
اپنی بیش بہا چادروں کی تہ کی
ایک کے پاس ایک گٹھری تھی
اُس نے وہ بغل میں لی اور دونوں
سیدھے طوطا گڈھ کو چل دئے ۔
ابھی تک ناظرین شاید نہ
سمجھے ہوں کہ یہ دونوں کون ہیں
لہذا ہم بتائے دیتے ہیں یہ ہری سنگھ
اور دلجیت سنگھ کے بھائی ہیں
یہ دونوں کمار ہری سنگھ اور دلجیت سنگھ
کی تلاش میں سرگرم ہیں ۔
حیرت کی بات ہے اور آپ کو
حیرت ہوئی ہوگی ۔ اور ضرور ہونی
چاہیے کہ انھیں یہ کیونکا معلوم
ہوا کہ وہ دونوں طوطا گڈھ میں
ہیں ۔ لہذا ہم ابھی آپ کو بتائے
دیتے ہیں ۔ یہ تو آپ کو معلوم
ہی ہے کہ دلجیت سنگھ کے بھائی

اودے سنگھ نے کمار مان سنگھ
کو ہری سنگھ کا تھوڑا تھوڑا حال
سنا ہی دیا تھا ۔ کہ جب وہ طوطا گڈھ
سے آئے تھے تو بیمار ہو گئے تھے ۔
اور اکثر آہ وغیرہ کرتے تھے ۔ کمار
مان سنگھ کو بھی خیال یہی تھا کہ
ضرور ایسا ہوا ۔ مگر پھر بھی چلتے چلتے
انھوں نے احتیاطاً ایک اور
تدبیر کی گوبند ناتھ عیار جس کا
ذکر ہم کر چکے ہیں ۔ اُس کو بلایا
اور کہنے لگے کہ اس وقت ایک
ہوشیار منجم کو بلاؤ ۔
گوبند ناتھ بموجب حکم فوراً
ایک نجومی کے بلانے کے واسطے
چلا گیا اور تھوڑی دیر میں وہ ایک
نجومی کو لیکر آگیا ۔
کمار (نجومی سے) کیا تم کو اسقدر
علم ہے کہ میرے کسی سوال کا اچھی
طرح ٹھیک ٹھیک صحیح جواب دے سکو ۔
نجومی ۔ کرپا ندھان ۔ عام آدمیوں
کے سامنے معمولی جواب دیدیے
جائیں تو کچھ گناہ نہیں ہے مگر
مہاراج کے حضور میں کوئی خلاف
بات کہہ کر ہمارا ٹھکانہ کہاں ۔ دوسرے
کیوں کہیں ہمارا علم ۔ ہماری جان

ہماری دولت۔ ہماری عزت ہماری آبرو سب حضور کا ہے۔

راجکمار مان سنگھ۔ اچھا ٹھیک ٹھیک جواب دیجیے کہ ہمارے بھائی کمار ہری سنگھ کس طرف ہیں اور کس حال ہیں۔ کس کام میں ہیں۔

نجومی۔ میں اس کا کچھ دیر بعد جواب دے سکتا ہوں۔

کمار۔ اچھا تمھیں اجازت ہے۔

نجومی نے کچھ اپنا حساب وغیرہ درست کیا انگلیوں پر کچھ گنتا رہا۔ آخر یہ جواب دیا۔

راجکمار جان کی امان دیجائے تو صحیح صحیح جواب دوں۔

مان سنگھ۔ ہم تم کو پہلے ہی اجازت دے چکے ہیں۔ تم بخوشی وہ سب کہہ دو جو تمھارے دل میں ہے اور جو تمھیں حساب سے معلوم ہوتا ہے۔

نجومی۔ حضور گرہ بڑی سخت ہے راجکمار ہری سنگھ کا غائب ہونا کچھ معمولی بات نہیں۔ یہ ایام آنکے لئے گردش کے ہیں اور ساتھ ہی اُن کے مددگاروں پر بھی اُسکا اثر پہونچے گا۔ ناممکن ہے کہ وہ بچے رہیں۔ مگر جان کی خیر ہے اگر ہوسکے تو آپ خود طوطا گڈھ جائیے آپ کو وہیں وہ ملیں گے اور وہیں آپ کی اُن سے ملاقات ہوگی۔ کمار کسی کے عشق میں مبتلا ہوئے ہیں جس کا نام پھول وتی ہے وہ جب کبھی آپ کو ملیں گے وہیں ملیں گے۔ مگر آپ تلاش سے غافل نہ رہئے جہاں جہاں آپ سے ہوسکے اور بھی تلاش کریئے۔

اس ودیا ات میں کچھ نہ کچھ صدمات ایسے ہی خلاف معمول آپ کو بھی ضرور اٹھانے ہوں گے۔ اور آپکو بھی کسی کی محبت کے میدان بے پایاں میں قدم رکھنا ہوگا۔ بلکہ بہ نسبت ہری سنگھ کے آپ کو اور بھی زیادہ دکھ پہونچنے والا ہے۔

راجکمار مان سنگھ ہنس دیئے اور اُنھوں نے اپنے دل کو یہ کہکر مطمئن کرلیا کہ شکر ہے مجھے ابھی تک یہ سابقہ نہیں پڑا کہ کسی سے محبت ہوئی ہو نہ میری اس قسم کی طبیعت ہے اور نہ مجھے آیندہ کے لئے اپنی طبیعت اور اپنے دل سے اُمید ہے میرا دل بے قابو نہیں ہے مجھے اپنے اوپر اطمینان ہے۔

نجومی۔ خیر آپ یہ فرمائیے باقی میں تو جانتا ہوں کہ ایسا ضرور ہونے والا ہے اور یہ ضرور ہوگا میں نے معمولی کوشش کرکے آپ کو نہیں بتلایا ہے کہ بات ٹل جائے۔

کمار۔ خیر ایسا ہی سہی۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ بھائی صاحب کو کوئی تکلیف تو نہ پہونچے گی۔

نجومی۔ ممکن نہیں کہ تکلیف نہ ہو کیونکہ محبت کرنا اور ان باتوں سے محفوظ رہنا ایک فورنا دشوار اور مشکل کام ہے۔ وہ آجکل بھی شاید کئی دن تک کسی خاص جگہ پابند رہینگے

راجکمار۔ تو ہم آج ہی چلے جائیں۔

نجومی۔ نہیں بلکہ دو چار روز بعد طوطا گڈھ پہونچو یہ آپ کو اختیار ہے کہ آپ آج ہی چلے جائیں اور اپنے خیال کے موافق انہیں وہاں ڈھونڈھیں۔

اس کے بعد نجومی کو رخصت کر دیا گیا اور ان دونوں دوستوں نے صلاح کی اور اسی دن چلدئے مگر دو چار روز تو ادھر ادھر گھومتے پھرے تب طوطا گڈھ کے عازم ہوئے ہیں اور اس وقت یہاں پہونچے ہیں۔

جس جگہ کا منظر ناظرین کو دکھایا گیا آیندہ کا حال جو کچھ ہوگا ہم پیش کرتے رہیں گے اس وقت تو صرف یہ ہے کہ دونوں ساتھی جب نہانے دھونے اور ضروریات انسانی سے فارغ ہو چکے تو طوطا گڈھ کی طرف روانہ ہو گئے۔

ہنومان سنگھ ان سے پہلے ہی بدگمان تھے وہ بھلا اب ان دونوں کی صورت سے کیا خاک خوش ہو سکتے تھے کیونکہ دنیا میں تین طرح کے دشمن ہوتے ہیں۔ ایک اپنا دشمن دوسرے دوست کا دشمن تیسرے دشمن کا دوست۔ سو یہ تیسرے مقولہ کے موافق ہنومان سنگھ کے دشمن تھے اور دشمن بھی گہرے دشمن۔

ہنومان سنگھ نے اتنا ضرور مروت سے کام لیا کہ ظاہرا نہ انکے دونوں کے ساتھ وہی برتاؤ کیا جو اس سے پہلے تھا۔ مگر دل میں یہ خیال تھا کہ اگر ہو سکے تو ان دونوں کو بھی قید کر دینا چاہیئے۔ یہ یقینی ہری سنگھ کے بھیجے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ اسے یہ کیا خبر تھی کہ غریب ہری سنگھ کہاں ہے اور کس مصیبت میں ہے

ہم آپ کو یہ بات یہیں بتائے دیتے ہیں کہ یہ دونوں اس وقت پہونچے تھے جب موتی اور مونگا پھول وتی کو بھگانے کے لئے اپنی اپنی کوششوں میں سرگرم کار تھیں۔

منو مان سنگھ ظاہری طریقہ سے ان سے ملتا رہا۔ یہ دونوں دو یا تین روز تک اس کے یہاں رہے اودے سنگھ عیاری کے ذریعہ سے اپنی کوشش میں سرگرم رہا۔ مگر افسوس کہ اس راز سربستہ کا اسے کسی صورت سے بھی علم نہ ہوسکا۔ کہ ہری سنگھ یہاں ہیں یا نہیں ہیں اگر ہیں تو قید ہیں یا کیا۔ اور اگر نہیں ہیں تو کہاں ہیں۔ البتہ اس کی کوششوں کا اتنا نتیجہ نکلا کہ یہ معلوم ہوگیا کہ پھول وتی پر مان سنگھ بھی عاشق ہے اور اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے وہ بالکل ایک غیر عورت ہے اور وہ کسی نہ کسی صورت سے اس کو کہیں سے لے آیا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جتنا منو مان سنگھ پھول وتی کہ کا ؟ جان دیتا ہے اسی طرح پھول وتی کسی اور پر مرتی ہے۔ یہ باتیں معلوم ہوجانی اگرچہ انکو اطمینان بخش ضرور تھیں مگر بے وقت تھیں اسلئے اتنی خوشی نہ ہوئی اور نہ اسوقت اس سے ہوسکتی تھی جتنی ہری سنگھ کی خبر معلوم ہوجانے سے ہوتی۔

آخر اُن دونوں میں مایوس ہوکر ایک دن مندرجہ ذیل گفتگو ہوئی۔

اودے سنگھ۔ کیوں کمار اب آپکا کیا ارادہ ہے۔

مان سنگھ۔ میں نہیں سمجھا کس بات کے متعلق۔

اودے سنگھ۔ اب مجھے تو امید نہیں ہے کہ ہری سنگھ کا یہاں پتہ معلوم ہوگا۔ فرض کر لیجیے اگر یہیں ہیں۔ تب بھی یہاں رہ کر ہرگز کچھ نہیں معلوم ہوسکتا۔

مان سنگھ۔ ہاں اب میں بھی قریب قریب مایوس ہوگیا۔

اودے سنگھ۔ تو اب یہ کرنا چاہیئے کہ کل آپ اُن سے اجازت لے لیجیے اور یہاں سے رخصت ہوجایئے

مان سنگھ۔ ہاں میں ضرور اجازت لے لوں گا۔ جب وہ ہی یہاں نہ ہوں تو ہمارا یہاں ٹھہرنا قریب قریب بیکار ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ان دونوں

نے دوسرے روز ہنومان سنگھ سے
اجازت مانگ لی اور وہاں سے
رخصت ہو گئے۔
اب ہم ناظرین کو یہ بات بتا دینی
ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ دونوں کمار
سے ایک دن ہی پیچھے راجگڈھ
سے رخصت ہوئے تھے۔ آپ ان
دونوں کے قصہ کا سلسلہ وہیں سے
سمجھئے۔ یا بالفاظ دیگر یوں سمجھ لیجئے
کہ راجکمار ہری سنگھ دوسرے مصائب
میں پھنسے ہوئے تھے۔ ورنہ یہ اسوقت
تک دشمن گڈھ پہنچے نہ گئے تھے۔ بلکہ
طوطا گڈھ تک بھی پہنچے نہ تھے۔ اور یہ
ہنومان سنگھ کے پھر ہاتھوں میں گرفتار ہو چکے
ہم نے احتیاط برت کر یہ چند
کلمے لکھے ورنہ قصہ پڑھنے والوں
کو یاد ضرور ہوگا کہ یہ جس وقت
سے رخصت ہوئے ہیں ان کا کوئی
خاص حال نہیں لکھا گیا ہے لہذا
ہم وہیں سے بالترتیب اور مسلسل
لکھتے ہیں یعنی
یہ دونوں طوطا گڈھ سے رخصت
ہو گئے۔ اور انھوں نے ارادہ کر لیا
کہ ہم راجگڈھ کو واپس جائیں۔
مگر پھر دونوں کو یہ خیال پیدا ہوا
کہ ہم کو ایسا نہ چاہئیے کہ ادھورا
کام کر کے واپس جائیں۔ اب
ہمارے واسطے بہتر یہ ہے کہ جب
گھر سے ہری سنگھ اور رنجیت سنگھ
کی تلاش کو نکلے ہیں تو اب قدم
گھر میں اس وقت رکھیں جس وقت
کہ وہ دونوں بھی ہمارے ساتھ
میں ہوں۔
ان کی غیرت۔ اور ان کے
مجبور دل کی صلاح نے انھیں گھر
نہ جانے دیا۔ اور یہ دوسری جگہ
تلاش کرنے پر مجبور ہو گئے۔ دونوں
دونوں مختلف کی اور راہ اور بیابانوں
میں چکر لگاتے رہتے۔ اور اس میں
انھوں نے اتنا وقت گذار دیا
جب تک کہ کمار ہری سنگھ طوطا گڈھ
میں ہنومان سنگھ کے ہاتھوں میں
پڑ کر گرفتار ہوئے اور انھوں نے
انھیں گرفتار کر کے دشمن گڈھ بھیج دیا
کمار ہری سنگھ کو دشمن گڈھ
بھیجے ہوئے ایک روز ہوا تھا کہ
یہ دونوں گھومتے پھرتے طوطا گڈھ
کی سرائے میں آ کر فروکش ہوئے۔
ہم اس کا مفصل ذکر فضول
سمجھ کر چھوڑے دیتے ہیں۔ اور

صرف یہ لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں کہ
انھوں نے بھی یہ معلوم کرلیا تھا۔
کہ ہری سنگھ کو ہنومان سنگھ نے
گرفتار کرلیا ہے۔ اور انھیں سندرگڈھ
بھیج دیا گیا ہے۔ اور تفریب سے یہ
معاملہ انھیں نہایت ہی اچھی طرح
سے معلوم ہوگیا۔ معلوم ہوتے ہی
مان سنگھ نے اودے سنگھ سے کہا
کہ میرے نزدیک جب ہمکو بھائی صاحب
کے اس کے ہاتھوں پڑ کر قید ہوتے
کی خبر قطعی معلوم ہوگئی اور عدم
یقین کی کوئی وجہ نہیں رہی۔ تو
اب ہم کو ضرور وطن کو واپس جانا
چاہیئے۔ اور وہاں جاکر پتا جی
مہاراج کو سب حال سنا کر ادھر
ان دونوں ریاستوں پر فوج کشی
کرنا چاہیئے۔ اچھا ہوگا کہ ہم بھی
اس طرف چلدیں۔ کاش اگر ہم
یوں ہی شرمندے جائیں گے تو
کام خراب ہوگیا ہے اور ہوجائیگا
اور آخرکار ہم کو پھر بھی خبر کرنی پڑیگی
اودے سنگھ۔ راجکمار بات یہ ہے
کہ مجھے آپ کی اس راے سے
ذرا اختلاف نہیں ہے اور اختلاف
کرنے کی کوئی وجہ بھی نہیں ہے کیونکہ

میں آپ سے کسی طرح زیادہ عقلمند
نہیں ہوں۔ مگر مجھے شرم آتی ہے
کہ آپ ذرا سے معاملے کی بزرگوں
کو کیوں خبر کی جائے۔ درحالیکہ
ہم گھر سے یہ کہہ کر چلے ہیں کہ ہم ایک
تقریب میں طوطا گڈھ جاتے ہیں
تو اب یہ کہنا کچھ اچھا معلوم نہیں
ہوتا ہے کہ ہم اُن سے یہ درخواست
کریں کہ آپ ہمارے حوالے کچھ
فوج کیجیے۔ اس میں ہم خود بھی جھوٹے
بنیں گے۔ اور کمار ہری سنگھ کی
بھی عزت و ناموس پر پانی پھر جائیگا
اور کچھ عجب نہیں ہے کہ اسی
بات پر وہ ہم سے کچھ کشیدہ ہوجائیں
اور رنجش بربادی کا لازم کا معاملہ
پیش آئے۔ مصیبت اور عیش سب
انسان ہی کے واسطے ہوا کرتی ہے
اس سے گھبرانا محض بزدلی ہے۔
کمار مان سنگھ۔ اچھا اگر یہ نہ کروگے
تو اور تمھارا کیا ارادہ ہے۔
اودے سنگھ۔ میرا ارادہ تو یہ ہے کہ
ہم کو بلا کسی پس و پیش کے سندرگڈھ
جانا چاہیئے اور وہاں کے حالات
کو دیکھنا چاہیئے۔ اور وہاں سے
عیاری۔ زور زبردستی غرضکہ ہر نوع

کہ ممکن ہو اُن کو چھڑا لانا چاہیئے۔
کمار مان سنگھ۔ یہ ایک دریا کا سا سفر ہے۔ اس میں نفع اور نقصان دونوں کے پہلو موجود ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ہم کو کوئی نقصان پہونچ جائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں فرض کرو کہ اگر ایسا ہوا کہ ہم دونوں پر کوئی آفت آئی تو پھر کیا کرسکوگے۔
اودے سنگھ۔ خدا ہر حال میں ہمارے ساتھ ہوگا۔ بس میرا یہی مختصر جواب ہے۔
کمار۔ خیر تمھاری خوشی۔
اب وہ وقت آگیا کہ یہ دونوں نوجوان چلنے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے دونوں کے دونوں ناز پروردہ تھے کبھی سفر کیوں اُٹھائے تھے سندرگڈھ جانے کا اور وہ بھی اس حالت میں کیوں کبھی اتفاق ہوا تھا۔ اسواسطے راستہ بہت ہی دور دراز معلوم ہوا اور ٹھوکریں کھاتے اور بھٹکتے ہوئے بہت دیر میں اُس وقت سندرگڈھ کے قریب پہونچے جب آفتاب زرد پڑ گیا تھا اور جلد جلد اپنے کاشانہ میں جانے کے واسطے راستہ طے کر رہا تھا۔

چوتھا باب

شام کا وقت ہے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنی شروع ہو گئی ہے باغوں اور جنگلوں میں وہ بہار ہے کہ دیکھکر ہر آدمی کا جی خوش ہوتا ہے منچلے اور شوقین مزاج آدمی اسوقت نچلے گھروں میں نہیں بیٹھ سکتے تفریح کے لئے بازاروں میں گھومنے کیلئے چلے جاتے ہیں۔ یا کہیں کسی باغ میں اپنا یہ وقت گذارتے ہیں اس وقت ہمارے پیش نظر ایسا باغ ہے جو سندرگڈھ کے حوالی میں موجود ہے۔
یہ شاہی باغ ہے۔ اسکے چار طرف پختہ دیوار ہے اور ایک دروازہ ہے جس پہ ایک بڑا طاق ہے۔ اور اس میں اس باغ کے بانی کی تعریف۔ اُسکی بنا کی تاریخ وغیرہ لکھی ہے اور موٹے موٹے جلی حرفوں میں اس قسم کے شعر لکھے ہوئے ہیں ؎

اگر فردوس بر روے زمین ست
ہمین است وہمین است وہمین ست

یا ۔ ۵

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد
کسے را با کسے کارے نباشد

سربہ فلک کشیدہ درخت جو اپنے قیام سے باغ کو زینت دے رہے ہیں اس کے اندر کھڑے ہوئے ہیں اور باہر والے آدمیوں کو اپنے ہاتھوں سے اشارہ سے اندر بلاتے ہیں غرضکہ باہر سے دیکھنے والے اجنبی کا ضرور یہ جی چاہتا ہے کہ ایک دم کے لئے اندر چل کر اس کی ہوا کھائیں ۔ مگر سندرگڈھ کے رہنے والے لوگ خوف کی وجہ سے اس میں قدم نہیں رکھتے ۔ اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ یہ شاہی باغ ہے اور یہاں جانے کا حکم نہیں ہے ۔

ہمارے دونوں نوجوان مسافر چونکہ راستے سے واقف نہ تھے اس لئے ٹھوکریں کھاتے اور بھٹکتے ہوئے ادھر بھی آنکلے ۔

وقت بےوقت چلنے پھرنے کی وجہ سے دونوں کا بدن چور چور ہو رہا تھا ۔ چلنے کی کوفت کی وجہ سے ہاتھ پانوں شل ہوگئے تھے ۔ اس لئے تاب نہ ہوئی ۔ اور بے اختیار جی چاہا کہ اندر جائیں اور کچھ دیر کے لئے درختوں کے پاس بیٹھکر ان کے خوشنما پھولوں سے اپنی آنکھوں کو تراوٹ پہونچائیں ۔ چونکہ انھیں یہ معلوم نہ تھا کہ یہاں جانے اور سیر کرنے کی اجازت نہیں ہے اس لئے بے تکلف دروازے پر آئے ۔ اور اندر جانا چاہا ۔ مگر دیکھا کہ کئی ایک سپاہی پہرہ دے رہے ہیں ۔ انھوں نے انھیں (یہ کہہ کر کہ اندر حکم نہیں ہے) روکا ۔

کمار مان سنگھ ۔ ہم مسافر ہیں اگر تھوڑی دیر کے واسطے یہاں بیٹھکر اس خوشنما منظر سے اپنا دل خوش کریں گے تو تم لوگوں کا کوئی ہرج نہ ہوگا ۔

پہرہ دار ۔ ہم کیا کریں ہم کو حکم نہیں ہے ۔ ہم آپ لوگوں کے دل کو خوش کر کے اپنے دل کو رنجیدہ نہیں کرنا چاہتے ۔

کمار مان سنگھ اگرچہ نہایت نیک طینت آدمی تھے اور انکی طبیعت

میں شر نہ تھا مگر وقت کی بات کہ انھیں بھی ضد چڑھ گئی اور وہ چیں بچبیں ہو کر پہرہ داروں سے کہنے لگے۔ تم لوگوں کا خیال غلط ہے تم ہم کو روک نہیں سکتے۔

پہرہ دار۔ تم تو کون ہو سپدی تہ پدی کا شور رہا۔ ہم نے آج تک اچھے اچھے آدمیوں کو نہیں جانے دیا۔

مان سنگھ۔ وہ کوئی اور ہونگے ہم رک نہیں سکتے۔

اب تک تو سپاہیوں کو خیال یہ تھا کہ یہ لوگ صرف ناواقف ہیں مگر جب باوجود واقف کردینے کے بھی ادھر سے یہ ضد رہی تو ان سب کو شبہ پیدا ہو گیا کہ یہ لوگ کوئی مخدوش آدمی معلوم ہوتے ہیں اس ضد سے تو بالکل یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ کچھ بڑا زبردست ارادہ کرکے چلے ہیں۔ ان کو اگرچہ یہ اب اندر بھی نہ جانا چاہیں گرفتار کرنا چاہیئے۔ یہ لوگ بھلے آدمیوں کی صورت میں ہیں مگر در اصل انکی باتوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ سفید پوش بدمعاش ہیں۔

دوسرا سپاہی۔ ہاں ضرور یہی بات ہے

تیسرا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو یہ اس قدر اندر جانے کے واسطے ضد کیوں کرتے۔ یہ ضرور مخدوش آدمی ہیں۔

چنانچہ سپاہی آپس میں یہ کہہ کر کمار مان سنگھ اور اودے سنگھ کی طرف بڑھے۔ اور یہ گفتگو ہوئی

ایک سپاہی۔ خیریت اسی میں ہے کہ تم لوگ اپنے آپکو ہمارے حوالے کر دو۔

اودے سنگھ۔ کیوں۔

سپاہی۔ مہاراج کا حکم ہے کہ ایسے بدمعاشوں کو فوراً گرفتار کرکے ہمارے سامنے پیش کرنا چاہیئے

اودے سنگھ۔ تو کیا تم نے سچ مچ ہمیں بدمعاش سمجھ لیا ہے۔

سپاہی۔ سمجھ کیا لیا ہے واقعی تم بدمعاش ہو۔

اودے سنگھ۔ تمھارا یہ خیال غلط ہے۔ لو اگر یہ بات ہے تو ہم اندر بھی جانا نہیں چاہتے ہمیں جھگڑے اور فساد کی ضرورت نہیں۔

دوسرا سپاہی۔ دیکھا چور کے پاؤں کہاں۔ جب انھوں نے دیکھا کہ اب ہم دونوں گرفتار ہونے ہیں

تو یوں رنگ بدلا - اور نوکدم بھاگنا چاہا - مگر اب کہاں جا سکتے ہیں اب تو یہ وقت نکل گیا -

سب کا افسر - تم لوگ انھیں گرفتار کرلو ہم حکم دیتے ہیں -

سب سپاہی ان دونوں کی طرف پھر پڑے -

کمار اودے سنگھ ضبط نہ ہو سکا وہ جب سے چور بدمعاش وغیرہ کے نازیبا الفاظ ان کی زبان سے سن چکے تھے اسی وقت سے بھر رہے تھے اب انھوں نے تلوار نکال لی اور ایک سپاہی پر وار کرکے اسکو زخمی کردیا اب کیا تھا گویا بارود میں آگ لگانے کی دیر تھی - وہ سب بھی ٹوٹ پڑے - اور دم بھر میں دونوں کو بے حد زخمی کیا -

مثل ہے کہ ایک کی دوا دو اور دو کی دوا چار ہوتے مگر یہ آٹھ دس زبردست نوجوان اور کہاں یہ دو حسین نازک لڑکے تھا کر رنجیکمار رمان سنگھ کے اتنے زخم آئے کہ وہ بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑے -

اس درمیان میں اودے سنگھ نے کئی مرتبہ یہ چاہا کہ وہ کچھ عیاری کرکے ان لوگوں کو بیہوش کردے مگر چونکہ موقع ہی نہ ملا اس لئے وہ مجبور رہا -

دونوں آخرکار گرفتار ہوگئے - اب باغ کے دروازہ پر ایک غیرمعمولی ہجوم ہوگیا اور بہت سے تماشائی جمع ہوگئے - سب لوگ ان دونوں کو ڈاکو کے نام سے یاد کر رہے تھے اودے سنگھ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے - اور کمار بیہوش پڑے ہوئے تھے -

پانچواں باب

اب ہم ناظرین کو اسی باغ کی اندرونی کیفیت دکھاتے ہیں یہ باغ نہایت ہی باقاعدہ لگا ہوا تھا - پھولوں اور خوشنما گملوں نے اسے ایسا آراستہ و پیراستہ کر رکھا تھا کہ باغ ارم کا نمونہ بنا ہوا تھا - طرح طرح کے خوش الحان جانور بلند درختوں کی چوٹیوں پر بیٹھے ہوئے نغمہ سرائی میں مصروف تھے - چمن کی طرح طرح کی آوازیں سنکر ہر شخص کا جی بہلتا تھا اس میں ایک چڑیا خانہ تھا

جس میں دنیا بھر کے جانور جمع کئے گئے۔ ہرن۔ خرگوش۔ تیندوے شیر۔ چیتے۔ بھیڑیئے وغیرہ۔ علیحدہ رکھے گئے۔ اُن کی چراگاہیں جدا بنائی گئی تھیں جس سے ایک عجیب وغریب رونق آرہی تھی۔

باغ کے مالیوں نے جو اپنے فائدہ کی غرض سے جابجا چھوٹے چھوٹے قطعوں میں اپنے لئے ترکاریاں کاشت کر رکھی تھیں اُنھوں نے باغ و پھلواریوں کی زیب وزینت کو دُوگنا کر رکھا تھا۔

اسی باغ میں ایک بہت بڑی نہر بنائی گئی تھی جس کے اوپر چھوٹے چھوٹے لوہے کے خوشنما پل بنائے گئے جابجا گھاٹ بنے ہوئے تھے۔ مگر اندر اس میں عورتیں ہی عورتیں تھیں مرد تو نام کو کوئی تھا۔ یہیں ایک خوشنما کوٹھی تھی۔ جو صناعوں کی دستکاری کا ایک اعلیٰ نمونہ تھی۔

اس زیبائش اور سجاوٹ کے بیان کو ختم کرکے۔ ہم دوسری طرف متوجہ ہوتے ہیں جس وقت کہ یہ دونوں نوجوان گرفتار ہوئے اندر عورتوں کا ہجوم ہوا اور وہ سب کے سب ایک محل کے پاس جمع ہوکر کسی کا انتظار کرنے لگیں۔

یکایک ایک زرنگار کشتی نمودار ہوئی۔ جس پر کئی عورتیں سوار تھیں درمیان میں ایک خوبصورت پندرہ سولہ برس کی لڑکی جس کے سر پر ایک مرصع تاج رکھا ہوا تھا اور زیبائش و آرائش سے پورا پورا پتہ چلتا تھا کہ یہ ان سب کی سردار ہے اس لڑکی کی سادگی لباس کچھ اور بھی اس کے حسن کو دوبالا کر رہی تھی جی چاہتا ہے کہ ہم ایک سر سے پاؤں تک ناظرین کو اس کی تصویر دکھادیں مگر امید نہیں ہے کہ اُس کے حسن کی پوری پوری تعریف لکھ سکیں۔ اس کے لمبے اور پیچیدہ بال سنبل پیچان۔ اسکی پیشانی لوح زمرد اس کی ناک الف کی طرح سیدھی۔ اس کے رخسارے لال لال اس کے پتلے پتلے ہونٹ اس کے موتی کی طرح چمکتے ہوئے سیب ذقن۔ اس کی صراحی دار گردن اس کا سینہ جو دریائے حسن تھا اور جس میں ہوائے جوانی کے

جھونکوں سے وہ حباب اُٹھے ہوئے تھے۔ اس کا صاف شفاف قاقم و سنجاب کی طرح نرم پیٹ وغیرہ وغیرہ یہ سب ایسی چیزیں تھیں جنھیں دیکھتے ہی خرمن ہوش و خرد پر بجلی گرتی جس سے مرغ دل کے جل بھن کر کباب ہو جاتے تھے۔ اسکا شگفتہ چہرہ بیشک ایسا تھا کہ جسے دیکھکر رنجیدہ دل انسان بھی خوش و خرم ہو جاتا تھا۔ اس کی چلبلی اور چنچل عادت سے دل کا اضطراب اس درجہ بڑھ جاتا تھا کہ پھر قابو میں آنا محال ہوتا تھا اور عمر بھر سیماب کی طرح تڑپتے ہوئے گزرتی تھی غرضکہ کشتی چلتی آئی اور آکر ایک خوشنما گھاٹ کے پاس ٹھہر گئی ملاح نے (جو ایک عورت ہی تھی) کہا کہ حضور اگر تفریح کے لئے جی چاہے تو باغ میں ہوا کھائیے۔

لڑکی۔ ہاں جی چاہتا ہے ابھی کچھ دیر چل پھر کر یہاں جی بہلائینگے تب مکان کو واپس جائیں گے یہ کہہ کر کشتی سے اُتری۔ اور ساتھ ہی ساتھ سب عورتیں بھی کشتی سے اُتر پڑیں۔ یہ سب گھاٹ کے راستہ سے سیڑھیوں پر سے ہوتی ہوئیں باغ میں آئیں۔ یہاں جو عورتیں استقبال کے لئے کھڑی ہوئی تھیں اُنھوں نے باادب جھک جھک کے سلام کئے لڑکی نے بھی سب کا خلق سے جواب دیا اور پھولوں کو دیکھتی بھالتی کوٹھی کے دروازہ پر آئی۔ اسی درمیان میں جو اسکی گھومتی ہوئی نگاہ باغ کے دروازہ پر جا پڑی تو ہجوم بے شمار دیکھکر حیران سی رہ گئی اور ایک عورت سے نہایت بھولے پن اور سادگی سے پوچھنے لگی۔ رام پھولی یہ مجمع کیسا ہے۔

ایک مالن۔ حضور آج باغ میں ایک نیا واقعہ ہوا۔

لڑکی۔ کیوں کیا ہوا۔

مالن۔ حضور دو چور۔ یا ڈاکو گھسے ہوئے چلے آتے تھے انھیں سپاہیوں نے روکا مگر وہ دونوں کچھ ایسے ڈھیٹ تھے کہ اُنھوں نے ذرا بھی پرواہ نہ کی اور کسی کی بھی نہ سُنی اور اپنی طرح چلتے رہے۔ اب سپاہیوں نے ذرا سختی سے کام لیا تو ان دونوں نے وار کرنے شروع کئے۔ بلکہ ایک آدھ کے زخم بھی آیا اب تو چار پانچ سپاہیوں

نے بھی کچھ کوتاہی نہ کی اور انھوں
نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دینے
شروع کیئے آخر ایک کو تو یہاں تک
زخمی کیا کہ بیہوش ہو کر گر پڑا۔ اور
اس وقت تک اسی طرح سے
بیہوش ہے۔ دوسرا بھی اگرچہ کچھ
کم مجروح ہے مگر وہ بیہوش نہیں ہے
لڑکی۔ تو کیا دونوں بڈھے بدمعاش ہیں
مالن۔ نہیں ایسے بڈھے بھی نہیں۔
راجکماری سچ کیوں نہ کہوں صورت سے
تو یہ لوگ بدمعاش بھی نہیں معلوم
ہوتے ہیں۔ مگر معلوم نہیں کہ ایشور
کا کیا بھید ہے کہ وہ اس نیت سے
یہاں آئے۔

چونکہ مالن کی زبانی یہ معلوم ہوا
کہ یہ لڑکی کوئی راجکماری ہے
اس لئے ہم بھی راجکماری ہی لکھینگے
راجکماری۔ کیا اس میں کچھ ہرج
ہے کہ ہم بھی اُن کو دیکھیں۔
رام بھولی۔ نہیں ہرج تو کچھ نہیں
ہے مگر کسی دشمن نے اگر مہاراج کے
کان تک یہ بات پہونچا دی۔ تو پھر
آپ کے ساتھ ہی ہم پر تنبیہ کی جاویگی
کماری۔ ظاہرا تو مجھے تم میں سے کوئی
اپنا دشمن نہیں معلوم ہوتا۔ اور اگر
چھپا ہوا کوئی آستین کے سانپ کی طرح
کام کرے تو دوسری بات ہے۔
مگر کم سے کم مجھے اُمید نہیں ہے۔
رام بھولی۔ مگر آپ کو اُن کے دیکھنے
سے فائدہ ہی کیا ہے۔
کماری۔ چپ رہو۔ تم کیوں دل دیتی ہو
سچ یہ ہے کہ زبردست کا پتھر زبردست
ہوتا ہے۔ وہ سب کچھ کہہ لیتا ہے
اور سب کو سننی پڑتی ہے۔ جب
اس کی مرضی کسی طرف دیکھتے ہیں
تو سب اسی طرف کوئی اچھا کام ہو
یا بُرا سب اسی کی تائید کرنے لگتے
ہیں۔ یہی حال اس وقت ہم نے
رام بھولی اور کماری کا بھی دیکھا
جب تک کہ کماری نے کچھ سختی
سے جواب نہ دیا تھا اس وقت
تک تو وہ سب کچھ کہہ رہی تھی۔ مگر
جبکہ یہ ذرا غصہ ہوئی اس وقت
وہ ٹھنڈی پڑگئی اور کہنے لگی کہ میں
تو یوں ہی انکار کرتی تھی کہ شاید
کوئی اور بات ہو جائے اب جب
آپ ہی کی یہ مرضی ہے تو خیر۔
کماری (مالن سے) سپاہیوں سے
کہو کہ دونوں چوروں کو باغ میں
لے آئیں۔

مالن۔ بہت اچھا جاتی ہوں۔

یہ کہہ کر مالن چلی گئی۔ جاتے ہی تمام حال جو کچھ راجکماری نے کہا تھا سپاہیوں سے کہہ دیا۔

ایک سپاہی۔ راجکماری سے ہماری طرف سے یہ کہہ دو کہ یہ لوگ چونکہ ہمارے ہاتھوں سے زخمی ہو چکے ہیں اس لیے ہم کو اندیشہ ہے کہ شاید کچھ آپ کے ساتھ بدمعاشی وغیرہ سے پیش آئیں۔ اور پھر بعد کو کوئی برا نتیجہ نکلے۔

مالن نہیں۔ ایسا نہ ہوگا۔ کیونکہ ہم بہت سے آدمی اور وہاں موجود ہیں۔

سپاہی۔ ہاں تم نے تو یہ کہہ دیا۔ مگر ہم کو تو اندیشہ ہے۔

مالن۔ صرف اسی سمجھانے کی وجہ سے تو وہ اپنی سہیلی سے خفا ہو گئیں۔ اگر آپ کی طرف سے بھی ایسا ہی جواب گیا تو اندیشہ ہے کہ شاید اُن کا مزاج مکدر ہو اور آپ سے بھی کچھ خفا ہو جائیں۔

سپاہیوں نے بھی خیال کیا۔ کہ راجکماری کی ضد ہے اس میں ہمارا کیا ہرج ہے اور راجکماری یہ باغ چونکہ اُنھیں سے متعلق بھی ہے اُنھیں ہر بات کا اختیار ہے وہ اگر چاہیں تو ہم کو انعام بھی دے سکتی ہیں۔ اور چاہیں تو ان چوروں کو آزاد کر کے اُن کی خطائیں معاف کر سکتی ہیں۔

یہی سوچ کر اُنھوں نے زیادہ حجت سے کام نہیں لیا۔ فی الفور مالن سے کہہ دیا کہ راجکماری سے کہہ دو۔ کہ ہم لوگ ان مجرموں کو لیکر اندر حاضر ہوتے ہیں۔ آپ اندر ہو جائیں اور پردہ کر لیں۔ جب آپ ملاحظہ فرما چکیں تو ہم کو حکم دیدیا جائے کہ آیا اُن کو مہاراج کے سامنے لے جائیں یا کیا کریں۔

مالن اندر آئی سپاہیوں کا پیغام راجکماری کو پہونچا دیا۔

راجکماری فوراً معہ ساتھیوں کے کوٹھی کے اندر چلی گئی۔ مالن پھر واپس گئی اور اُس نے جا کر سپاہیوں سے کہہ دیا کہ اب ان دونوں کو اندر لے آؤ۔ کیونکہ راجکماری پردہ میں چلی گئیں۔

سپاہیوں نے۔ زخمی راجکمار مان سنگھ کو اُٹھایا اور اودے سنگھ

کا بھی ہاتھ پکڑ اندر لائے۔
کمار کو تو خبر نہ تھی کہ دنیا کا کیا رنگ
ہے اور کیا ہو گیا۔ کیونکہ اُنکی مسلسل
بیہوشی اس وقت تک ختم نہ ہوئی
تھی۔ مگر چونکہ اودے سنگھ ہوشیار
تھا۔ اور اُسے ابھی اتنا ہوش ضرور
تھا کہ وہ اپنے اچھے بُرے کو سوچکر
اپنے دل میں اُس کا فیصلہ کرسکتا
تھا۔ لہذا وہ اپنے دل میں سوچنے لگا
کہ دیکھئے اب نئی سرکار میں جانے
ہیں وہاں سے بیگناہ مجرموں کے
بارے میں کیا حکم ہوتا ہے آسمان کیا
شعبدہ دکھاتا ہے اور برگشتہ تقدیر
کیا رنگ لاتی ہے۔
سپاہی اودے سنگھ کی مشکیں
کسے ہوئے اندر لائے اور کمار
کی لاش کو اُٹھایا ایک چبوترے
پر ڈال دیا اور عورتوں کے سپرد کرکے
اور خبرداری کی مزید تاکید کرنے
کے بعد باہر واپس چلے گئے۔
سپاہیوں کے جاتے ہی راجکماری
کو خبر دی گئی۔ اور وہ اپنی سہیلیوں
کے جھرمٹ میں ستاروں میں چاند کی طرح
نمایاں باہر آئی۔ اول اُس کی
نگاہ اودے سنگھ پر پڑی جس کا
غرض زخم سے تمام لباس لہو میں شرابور
اور تر بتر ہو رہا تھا۔
اودے سنگھ کی صورت دیکھتے
ہی اُس کے سب خیال بدل گئے
اس کا غصہ جاتا رہا اور اُس کے
دل میں رحم اور محبت جوش زن
ہو گئے۔ ازاں بعد اُسنے اودے سنگھ
کے بیساختہ بہتے ہوئے آنسو دیکھکر کہا
کیا تھوڑی سی مصیبت پر روتے ہو-
ویسے تو آپ کی صورت سے اسقدر
کمزوری ظاہر نہیں ہوتی ہے جیسی
کہ حالت سے ہو رہی ہے صبر کرو
اور بتاؤ کہ تمھارا دوسرا ساتھی کہاں ہے
اودے سنگھ۔ وہ سامنے پڑے ہوئے ہیں
جوں ہی راجکماری نے کمار کو
دیکھا۔ اگرچہ زبان سے کچھ نہ کہہ سکی
مگر یہ لفظ اُس کی زبان سے نکلے۔
ہائے سپاہیوں نے بڑا ظلم کیا
اور پھر سٹا اُسے پسینہ آگیا۔
رام بھولی۔ لیجیے اب تو آپ کا
جی خوش ہوا جب دو زخمیوں اور
مجرموں کو دیکھ لیا واقعی سزا تو
ان لوگوں کو اس سے بھی کچھ زیادہ
ملنی چاہیئے تھی اُنھوں نے خطا تو
ایسی ہی کی ہے۔ دن دھاڑے

چوری - اور چوری بھی نہیں ڈاکہ اور وہ بھی کہاں مہاراج سندر سنگھ کی راجکماری کے باغ میں -

اودے سنگھ - ہائے جو جی چاہے سب کچھ کہہ لو -

راجکماری - رام بھولی سے - بس اور کچھ نہ کہو - آؤ میرے ساتھ آؤ مجھے تم سے کچھ کہنا ہے -

رام بھولی تعمیل حکم کے واسطے کماری کے ساتھ ساتھ چلی گئی -

کماری - رام بھولی - سچ سچ کہنا کیا تجھے یہ چور معلوم ہوتے ہیں -

رام بھولی - پیاری تلوتما - تم بھولی ہو - تم نے دنیا نہیں دیکھی ہے آج کل کا زمانہ ایسا ہی ہے کہ بھلے آدمیوں کی صورت بنا کر وہ بدمعاشی کے کام کرتے ہیں کہ بدمعاش سے بدمعاش بھی نہ کرے -

کماری - رام بھولی خدا کو نہ بھولو ایمان کو نہ نگلو - کیا چوروں کی یہی صورت ہوا کرتی ہے - ہائے کپڑے لتے پر موقوف نہیں ہے - بڑے وقت سے خدا سب کو محفوظ رکھے - اس میں کیسا ہی آدمی ہو دو کوڑی کا ہو جاتا ہے - شرافت اچھے کپڑوں وغیرہ کا نتیجہ نہیں ہے جاننے اور پہچاننے والے فوراً پہچان لیتے ہیں کہ یہ چڑیا کدھر اُڑ کر جاتی ہے - اور اس آدمی کا ارادہ کیا ہے -

رام بھولی - اچھا فرض کیا کہ آپ کا ہی خیال صحیح اور سچا ہے - مگر پھر یہ سپاہیوں پر وار کیوں کرتے

کماری - اس سے تو اور بھی پتہ چلتا ہے - کہ یہ کسی بڑے گھرانے کے ہیں - ظاہر ہے کہ سپاہی کی جا بیجا بات ان سے سنی نہ گئی ہوگی اسی واسطے یہ نوبت آئی ہے -

رام بھولی - اچھا پھر آپ کا مطلب کیا ہے -

کماری - میرا مطلب تو یہ ہے کہ تم اس شخص سے جو ابھی ہوش میں ہے دریافت کرو - کہ آخر یہ کون ہیں

رام بھولی - پھر کیا کرو گی -

کماری - اگر یہ بے قصور ہوں گے اور اُن کی بے قصوری مجھے ثابت بھی ہو جائے گی تو میں یقینی اسی وقت اُن کو آزاد کر دوں گی -

رام بھولی - راجکماری بعض اوقات آپ کی ضد بھی عجیب قسم کی ہوا کرتی ہے -

بھی ۔۔۔ بس اور ۔۔۔ میں کہتی ہوں
یہی ۔۔۔ رہنا چاہیئے۔
رام بھولی۔ آپ کو خفا کیوں کروں
مجھے کیا مطلب ہے۔ میں ابھی اس
شخص سے پوچھتی ہوں کہ یہ کون ہیں
آیئے آپ بھی سنئے۔
کماری۔ کسی کے سامنے کسی کا بھید
کھولنا۔ اور کسی کا عیب ظاہر کرنا
مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا اگر تم کو
پوچھنا ہے تو علیحدہ بلا کر پوچھو۔
رام بھولی۔ اچھا یہ بھی سہی۔
یہ کہہ کر وہ اودے سنگھ کے پاس
پہونچی۔ اور کہا کہ آپ ذرا میرے ساتھ آیئے
اودے سنگھ مجبوراً ناچار ساتھ ہو لئے
دس قدم علیحدہ جا کر اس سے اسکی
یہ گفتگو ہوئی۔
رام بھولی۔ دراصل یہ کیا قصہ ہے۔
یہ بتایئے اچھا یہ بھی پھر سہی۔ آپ
پہلے اپنا نام بتایئے۔ مگر سچ سچ۔
اودے سنگھ۔ جھوٹ بول کر مجھے
آپ سے کوئی انعام تو حاصل کرنا
ہے نہیں بہتر! میں جو کچھ آپ سے
کہوں گا وہ سچ سچ ہوگا۔ اور یوں
بھی مجھے زمانہ سازوں کی طرح
جھوٹ بولنے کا ربط نہیں ہے یہیں

اسے بڑا گناہ سمجھتا ہوں۔
رام بھولی۔ خیر آپ کا تقطع کلام
ہوتا ہے۔ طویل التقریر آدمی سے
میں ذرا گھبراتی ہوں یہ کہتے ہیں
رام بھولی ذرا چپ ہو گئی۔
اودے سنگھ۔ میرا نام اودے سنگھ
سنگھ ہے) اور یہ جو بیہوش ہیں
راجکمار رمان سنگھ والی راجگڈھ
کے کنور ہیں۔
رام بھولی۔ کیا یہ سچ ہے۔
اودے سنگھ۔ خیر اگر آپ جھوٹ
سمجھتی ہیں۔ تو اور کیا ہے کچھ
انعام نہ دیجیئے۔
رام بھولی۔ اچھا آپ یہاں
کہاں اور یہ آپ کی حالت کیوں ہے
اودے سنگھ نے بلا کم و کاست
جو کچھ واردات گذری تھی حرف بحرف
مفصل کہہ سنائی۔
یہ بات اب بھی چھپا ڈالی کہ
ہم راجکمار ہیرا سنگھ کی تلاش
کے لئے آئے تھے صرف اپنی
سیر و سیاحت کے شوق کی وجہ سے
اس طرف کا آنا بیان کیا گیا۔
اب تو رام بھولی کو بھی ذرا
افسوس ہوا۔ کہ واقعی ان کے

بیان سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں بیچارے بے خطا مارے گئے وہ یہ کہہ کر کہ اچھا تم ٹھہرو۔ ہم ابھی کچھ انتظام کرتے ہیں۔

اودے سنگھ۔ اجازت ہو تو میں اور کچھ پوچھ لوں۔

رام پھولی۔ پوچھو۔

اودے سنگھ۔ یہ جن سے کہ آپ اجازت لینا چاہتی ہیں کون ہیں

رام پھولی۔ یہ راجکماری تلوتما ہیں۔ جو مہاراج سندر سنگھ کی چھوٹی لڑکی ہیں۔ یہ باغ انھیں سے متعلق ہے۔ بلکہ یوں کہو کہ یہ انھیں کے واسطے بنایا گیا ہے۔

یہ جواب دینے کے بعد رام پھولی کماری تلوتما کے پاس چلی گئی۔ اور جا کر کہا کہ کماری لو یہ تو تمھارا ہی خیال درست اور صحیح معلوم ہوتا ہے

کماری۔ کیا معلوم ہوا۔

رام پھولی۔ یہ تو راجگڈھ کے راجکمار ہیں۔

کماری۔ ہم تو پہلے ہی کہتے تھے۔

رام پھولی نے پھر پوچھا کہ اچھا اب کیا کروگی۔

کماری۔ (ایک مالن سے) تم ان بیہوش کو پھولوں کے گلدستے وغیرہ سنگھاؤ اور ہوش میں لاؤ جلدی کرو۔

مالنیں اپنی اپنی تدبیریں کرنے لگیں۔

تھوڑی دیر کے بعد کمار نے آنکھیں کھول دیں۔ اور اپنے آپ کو اس حالت میں زخموں سے چور دیکھ کر اپنے اوپر افسوس ظاہر کیا۔ اور اودے سنگھ کو آواز دی۔ چونکہ اودے سنگھ بہ قریب ہی کھڑے ہوئے تھے۔ اسواسطے انھوں نے جواب دیا۔

کمار۔ ہم یہ کس حالت میں ہیں۔

اودے سنگھ۔ کے آنسو نکل پڑے

راجکماری۔ (کمار سے) آپ پریشان نہ ہوجیے۔ آپ سے کوئی بدسلوکی نہ کی جائے گی

اب کمار کی نگاہ راجکماری تلوتما پر پڑی۔ اور خدا جانے دیکھتے ہی آنکے دل پر کیا رنج وصدمہ ہوا۔ فوراً آنکھیں بند ہوگئیں۔ اور وہ کچھ دیر کے لئے پھر بیہوش ہو گئے۔

راجکماری۔ مالنوں سے۔ انھیں اٹھاؤ اور مسہری پر لٹادو۔

مالنوں نے فوراً حکم کی تعمیل کی اور انھیں کوٹھی کے اندر لیجا کر ایک مسہری پر لٹا دیا ہوا وغیرہ دی گئی تو ان کو پھر ہوش آگیا۔

ایک عورت پھر اندر آئی اور اُس نے کہا کہ راجکماری سپاہی تقاضہ کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ان قیدیوں کے واسطے کیا حکم ہے۔ جلد اُن کو ہمارے حوالے کر دیجئے۔ کیونکہ رات ہوئی جاتی ہے ہم ان کو شہر میں لیجاکر وہاں پہونچا دیں گے۔ جہاں قیدی رکھے جاتے ہیں۔

راجکماری نے جواب دیا کہ جاؤ ان سب کے سردار کو فوراً ہمارے پاس بلا لاؤ چنانچہ مالن چلی گئی اور تھوڑی دیر میں ایک بڈھے سپاہی کو بلا لائی۔

اس کی صورت دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ سب سپاہیوں کا سردار ہے۔ وہ آتے ہی دروازہ پر کھڑا ہوا۔ اور کماری نے دیوار کے پیچھے کھڑے ہوکر اُس سے یہ کہا

جمعدار۔ تم نے آج ایسی بیباری خطائی ہے جو کسی صورت میں معافی کے قابل نہیں ہوسکتی ہے۔

جمعدار۔ خیریت ہے۔ میں نے تو کوئی عدول حکمی نہیں کی۔

کماری۔ سپاہیوں میں نوکری کرتے ہوئے آپ کی یہ عمر تو آگئی۔ مگر پھر بھی آپ یہ نہیں پہچانتے کہ کون کیسا آدمی ہے جنھیں تم نے چور سمجھکر گرفتار کیا ہے وہ وہ ہیں کہ اسی وقت تم سب کو پھانسی کے تختہ پر لٹکوا سکتے ہیں۔

جمعدار۔ حضور بلند اقبالی عالی حوصلگی سرداری اور بدنصیبی۔ افلاس وغیرہ کسی کی پیشانی پر تو لکھا ہوتا نہیں ہے۔ آدمی حالت اور باتوں سے ہی پہچانا جاتا ہے۔ انھوں نے کیوں ایسا کیا کہ ہم کو یہ دھوکا ہوا۔

راجکماری۔ افسوس تم اپنے بچاؤ کے لئے۔ میرے سامنے ایسی باتیں کرتے ہو کہ جیسے میں تمھارے بہکاتے میں آجاؤں گی۔ یاد رکھو مجھ پر تمھاری ان باتوں کا اثر نہ ہوگا خیر صرف تمھاری عمر۔ اور تمھاری بزرگی کا خیال کرکے میں اس وقت اس خطا سے درگذر کرتی ہوں۔ اور اس معاملہ کو چھپائے ڈالتی ہوں۔ ورنہ یاد رکھو کہ اگر مہاراج کو خبر ہوئی تو کچھ تو اس وجہ سے کہ انکے راجکدھ

کے راجہ سے تعلقات ہیں۔ اور کچھ آپ کی بے خبری اور اس خیال کی وجہ سے کہ ممکن ہے کسی اچھے آدمی کے ساتھ بھی یہ کبھی ایسی ہی غلطی کریں تمہارے ساتھ بہت بُری طرح پیش آئیں گے بس بہتر یہ ہے کہ تم اپنے ساتھیوں سے کہہ دو کہ اس معاملہ کو زیادہ طول نہ دیں ورنہ نتیجہ تمھیں آپ کے حق میں بُرا نکلے گا۔

بڈھا جمعدار یہ تقریر سنکر سہم گیا کہاں اُس کو یہ خوشی تھی کہ وہ چور بدمعاش گرفتار کئے ہیں آج کچھ انعام ملے گا۔ کہاں یہ عتاب آمیز باتیں سُننی پڑیں جس سے اس کی ارمانوں پر اوس پڑ گئی۔ پھر بھی اُس نے اور اور باتوں پر غور کرتے ہوئے کئی اک اور بھی نتیجے نکال لئے۔ مگر راجکماری کے سامنے اور کیا کہہ سکتا تھا یہی کہہ کر کہ بہت اچھا حکم کی تعمیل کی جائے گی چلا گیا۔ اور جاکر اپنے ساتھیوں سے افسوس کے ساتھ کہہ دیا کہ ہو نماز بخشوانے گئے تھے روزے گلے پڑ گئے۔ چوروں کو گرفتار کرنے گئے ہم خود چور بن گئے۔ لو راجکماری نے حکم یہ دیا ہے کہ کہیں یہ بات ظاہر نہ ہونے پائے ورنہ تم سب کی قید کرا دیجائیگی۔

ایک سپاہی۔ بہت ٹھیک۔

دوسرا۔ آخر کیوں وجہ۔

جمعدار۔ بتاتی ہیں کہ یہ راجکمار ہیں۔

دوسرا۔ بیشک۔ راجکماریوں ہی چوروں کی طرح پھرا کرتے ہیں۔

تیسرا سپاہی ؎

این ہم گلے از بہار عشق است

اِدھر یہ چہ میگوئیاں ہوتی رہیں اُدھر راجکماری نے فوراً ایک سپاہی کو حکم دیا کہ شہر کے کسی جراح کو بلا کر لاؤ۔ جو اپنے پیشے میں مشہور ہو مگر غیر معروف ہو اور کوئی دربار میں اُسکو جانتا نہ ہو۔

بس حکم کی دیر تھی۔ فوراً سپاہی رخصت ہوا۔ اور ایک ہوشیار جراح کو اپنے ساتھ لایا۔

راجکماری نے مرہم پٹی کے واسطے حکم دیا اور آپ آدھے گھنٹے سے یہ کہہ کر کہ اب رات ہو گئی لہذا ہم واپس جاتے ہیں مگر آپ سے یہ التجا ضرور ہے کہ آپ کئی دن کے واسطے ہماری مہمانی قبول فرمائیے۔ کم سے کم جب تک کہ آپ کے ساتھی بالکل تندرست نہ ہو جائیں۔

اودے سنگھ۔ آپ کی مہربانی کا شکریہ
نہیں ادا کرسکتا۔

اُدھر اس نے مالنوں وغیرہ سے
یہ تاکید کی کہ دیکھو کسی طرح کی ان
دونوں آدمیوں کو تکلیف نہ ہونے دینا
اور بہتر اور مناسب یہ ہے کہ ہرگز کسی
کو یہ خبر نہ ہونے دینا۔ کہ کوئی یہاں
ٹھہرا ہوا ہے۔

سب نے اس پر بھی رضامندی
ظاہر کی۔

راجکماری اپنی ساتھی رام پھولی
اور دوسری عورتوں کو ساتھ لے کر
پھر کشتی پر سوار ہوئی تھوڑی دیر میں
کشتی کو روانہ کر دیا گیا۔ اور یہ کشتی
باغ کی دیوار کے نیچے جو ایک پل
تھا وہاں تک جا کر یکایک آنکھوں
سے غائب ہو گئی۔

چھٹا باب

رات ہو گئی۔ اس کوٹھی میں جس میں
کہ ہمارے دونوں مجروح مہمان
ٹھہرے ہوئے ہیں آج اور دن سے
کچھ زیادہ دھوم دھام اور چہل پہل
ہے۔ روشنی بھی معمول سے زیادہ
لگی گئی ہے مالنیں جو اکثر اسوقت
اپنے اپنے گھروں کو چلی جایا کرتی
تھیں۔ یا اپنے اور اور کاموں میں
مصروف و مشغول ہو جایا کرتی تھیں
آج نہیں گئی ہیں بلکہ کمار اور اس
کے ساتھی کی خدمت میں مشغول
ہیں۔

کمار کی حالت یہ ہے کہ کبھی
بے ہوش ہو جاتے ہیں اور کبھی آنکھیں
کھول دیتے ہیں۔ اگر یہ کسی مرتبہ
زیادہ تر غافل رہتے ہیں تو اودے سنگھ
کے آنسو نکل پڑتے ہیں اور وہ اُن
کے ہوشیار کرنے میں مشغول ہو جاتے
ہیں۔ اور جب وہ ہوش میں آجاتے
ہیں تو کسی قدر اُن کو تسلی ہو جاتی
ہے۔

ایک مرتبہ جو کمار کو ہوش ہوا۔
تو اودے سنگھ کہنے لگے۔ کہ کمار اب
آپ کا مزاج کیسا ہے۔

کمار۔ شکر ہے۔ زندہ ہوں۔ ہائے
بس اور کیا کہوں۔

اودے سنگھ۔ تردد نہ کیجیے انشاء اللہ
مرہم پٹی کر دی گئی ہے اب جلد تر
افاقہ ہو جائے گا۔

راجکمار۔ اگر ممکن ہو تو مجھے کچھ کھلاؤ۔

اودے سنگھ۔ اور کچھ نہیں تھوڑا سا
دودھ یا شربت پی لیجیے۔
راجکمار۔ اچھا یہی سہی۔
اودے سنگھ نے ایک مالن سے
کہا۔ اور تھوڑی دیر میں دودھ
آگیا۔ کمار نے دودھ پیا اور پھر
اودے سنگھ سے کہنے لگے۔ یہ ہم کہاں
ہیں۔ اور کس حال میں ہیں۔ کیا
ابھی باغ میں ہیں جہاں کے آنے سے
روکے گئے تھے۔
اودے سنگھ۔ ہاں وہیں ہیں۔
کمار۔ یہ ہم سے کس نے ایسا سلوک
کیا ہے۔
اودے سنگھ۔ مہاراج سندر سنگھ کی
لڑکی تلوتما شاید سیر کے لئے آئی تھیں
اور وہی ہمارے واسطے سب کچھ
انتظام کر گئی ہیں۔
راجکمار۔ اودے سنگھ میرا جی نہیں
چاہتا کہ میں یہاں ٹھہروں۔ کیونکہ
اس کا باپ ہمارا دشمن ہے۔ اور
یہیں میرا پیارا بھائی قید ہے۔
اگر تم مناسب سمجھو تو چلو اسوقت
میرے بدن میں اتنی طاقت موجود
ہے کہ میں چل سکوں۔
اودے سنگھ۔ کمار میں اُن سے یہاں
ٹھہرنے کا اقرار کر چکا ہوں۔
کمار۔ بلا سے کچھ بھی کیوں نہ ہو۔
اودے سنگھ۔ آپ تو ضد کرتے ہیں
اور میں کہتا ہوں کہ اگر خدا کو منظور
ہے تو جو مقاصد ہمارے مدنظر ہیں
وہ سب کماری تلوتما کے ذریعہ سے
پورے ہوں گے۔
کمار۔ ہائے۔ کیا کہوں اُس کے
شریفانہ برتاؤ اور اُس کی بھولی بھولی
صورت نے مجھ پر بھی جادو کر دیا ہے
مگر کیا کروں۔ میری غیرت مجھے مجبور
کرتی ہے۔
اودے سنگھ۔ دشمنوں کی سرکوبی
کے واسطے تو ایک عمدہ ذریعہ ہاتھ
آگیا ہے۔ اس موقع کو رائیگاں نہ
کھونا چاہیئے۔
کمار۔ آہ تم نے یہ کیا نام لیا تلوتما
بڑا پیارا نام ہے۔ کیا کہوں میری
حالت تو عجیب ہے۔ مگر موقع غیر
ہے۔ کچھ نہیں ہو سکتا۔
اودے سنگھ۔ سب کچھ ہو گیا ہے
اور سب کچھ ہو جائیگا۔ مگر آپ
ذرا اپنی حالت کو درست رکھئے
جہاں تک مجھے خیال ہے اور یہ خیال
ہی نہیں ہے بلکہ صحیح بھی ہے اسوقت

آپ کو اتنی تلوتما سے محبت نہیں ہے
جسقدر تلوتما کو آپ سے ہے - مگر
آپ کو اب ضبط سے زیادہ کام لینا
چاہیئے - کیونکہ اگر راز محبت
اُس پر بھی کھل گیا - تو شاید رقا زیلنا
کے واقف آپ سے بیپروا ہو جائیگی -
کمار - اب مجھے موقع ہی کیوں ملیگا
کہ میں اُس سے کچھ کہوں -
اودے سنگھ - اُمید یہ ہے کہ آپکو
ابھی بہت سے موقع ملیں گے -
کمار - اودے سنگھ کچھ نہ پوچھو - اگرچہ
میں نے اُسے صرف اک نظر ہی
دیکھا ہے مگر میری عجیب حالت ہوگئی
ہے - اُس وقت سے مجھے دلی تکلیف
ہوگئی ہے - ظاہری زخموں سے بہت
زیادہ اور گہرے زخم میرے دل میں
پڑگئے - جنھیں تم نہیں دیکھ سکتے مگر
میں اُن کی تکلیف کو اچھی طرح
محسوس کر رہا ہوں - آہ ہ
مسخر کر لیا آخر کو نیگا لے کے جادو نے
بڑا ہول آگے آیا ہم جو بولے تھے ظرفین میں
ہائے اگر ایک بار اور بھی میں نے
تلوتما کو نہ دیکھا تو میرا خیال یہ ہے
کہ میں ضرور مر جاؤں گا - اور اگر اُسے
شربت دیدار سے میری دوا ہوئی ابھی
تو مجھے اسی وقت سے تندرست سمجھو
اودے سنگھ یہ کہہ کر کہ خیر اب ذرا
دل کو سنبھالے ہوئے رہیئے اٹھ گئے
اور راجکمار پھر اپنے خیالات میں محو ہوگئے
وہ کہتے تھے کہ ہائے میں اِس ارادہ
سے چلا ہوں کہ اپنے پیارے بھائی
کا پتہ لگانے چلا تھا - مگر تقدیر نے
مجھے عجیب رنگ دکھایا خود اُس کے
دام گیسو میں اسیر ہوگیا - ہائے اب
مجھے ان سے لڑا بھی نہ جائے گا
تلوتما کا خیال رہ رہ کر مجھے پریشان کیا
کرے گا - دیکھیئے اب کیا کیا سوانحات
پیش آئیں گے - اور یہ میری جان زار
کن کن مصیبتوں کی شکار ہوگی -
غرضکہ ایسے ایسے خیالات نے
انھیں اتنا پریشان کیا کہ رات
بگذر گئی - اور اب پاس کی بیچ والی
بالبنوں وغیرہ نے بھی اجازت
چاہی - کمار نے بے تکلف سب کو
رخصت کر دیا -
اتنے میں اُسے کسی کے آنے کی
آہٹ معلوم ہوئی - پہلے تو [illegible]
پیدا ہوا کہ شاید کوئی [illegible]
وغیرہ میں سے ہوگی - مگر جب ایک
نوجوان لڑکے کی تصویر انھیں اپنے

مقابل کھڑی دکھائی دی تو اُن کا وہ خیال جاتا رہا۔

یہ شخص۔ یا یہ نوجوان بالمقابل کھڑا رہا۔ اور اُس نے ابھی اپنی زبان سے کوئی لفظ بھی نہ کہا تھا کہ راجکمار کے دل میں یہ بات آئی۔ کہ ممکن ہے۔ یہ کوئی سندر سنگھ کے نوکروں میں سے ہو۔ اس لئے انھوں نے اودے سنگھ کو آواز دی۔ مگر تھکا ہوا مجروح غمگسار بھی اس وقت سو گیا تھا۔ اس نے نہ سُنا اور وہ اسی طرح سوتا رہا۔ جب وہ بھی نہ بولا تو راجکمار نے خیال کیا کہ خیر ہرچہ باداباد اب اس سے باتیں کرنی چاہئیں یہی بات سوچ کر وہ کہنے لگے۔ کہ آپ کون ہیں۔

نوجوان۔ س

رند خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تو
تجھکو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

میری آپ کیوں پوچھتے ہیں اپنی کہئیے۔ آپ کون ہیں۔

کمار۔ مجھے تو تم جس حال میں دیکھتے ہو یہی سمجھو یعنی ایک مصیبت زدہ

نوجوان۔ مصیبت زدوں کا یہاں کیا کام ہے۔ یہ تو تفریح کی جگہ ہے

کمار۔ تفریح کی جگہ اُن کے لئے ہوگی جن کا دل خوش ہے اور ہم تو مصیبت زدہ ہیں ہمارے واسطے ہر جگہ مصیبت ہی مصیبت ہے۔

نوجوان۔ خیر آپ کوئی ہوں۔ مگر مجھے کوئی معمولی آدمی نہ سمجھئے مجھے آپ سے دو ایک باتیں پوچھنی ہیں

کمار۔ بڑے شوق سے پوچھئے۔

نوجوان۔ مگر شرط یہ ہے کہ جواب صحیح صحیح دیجئیے گا۔

راجکمار۔ میری فضول جھوٹ بولنے کی عادت ہی نہیں۔

نوجوان خیر اجازت ہو تو میں بیٹھ جاؤں

کمار۔ بسم اللہ۔ بسر وچشم۔

نوجوان بیٹھ گیا۔ اور پوچھنے لگا کہ یہ تو آپ کہہ چکے ہیں کہ میں جھوٹ نہ بولوں گا مگر میں پھر اسی بات کو دہراتا ہوں۔ آپ جو بات ہو سچ سچ کہدیجیے۔

کمار۔ ہاں اب یہ پوچھئے تو سہی

نوجوان تم نے آج تلوتما کو دیکھا ہے۔

کمار۔ ہاں دیکھا ہے۔

نوجوان۔ کیا آپ کو بھی اُس سے کچھ محبت ہو گئی ہے۔

کمار اس سوال سے بہت ہی زیادہ

چکر میں آئے وہ سوچتے تھے کہ اگر میں اس
سے متعلق صحیح حال کہے دیتا ہوں تو معلوم
نہیں یہ کیا آفت برپا کرے اور اگر سچ سچ
نہیں کہتا ہوں تو یہ بھی عذاب ہے۔
خواہ مخواہ مجھے جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔
آخر انھوں نے یہ کہا کہ تم مجھ سے اتنا بھاری
سوال کیوں کرتے ہو۔

نوجوان۔ اسی وجہ سے تو میں نے
تم سے عہد لے لیا ہے۔

کمار۔ سچ تو یہ ہے کہ مجھے آپکی
عادات اور اخلاق کی وجہ سے
بڑی محبت ہو گئی ہے اور میرے
اس راز کے بتا دینے سے خواہ تم
میرے ساتھ کیسی ہی بدسلوکی کرو
مگر میں اپنی بات کو واپس لینے
کے واسطے تیار نہیں ہوں۔

نوجوان۔ تم نے سچ سچ کہدیا مجھے
اس سے بڑی خوشی ہوئی میں آپکے
بدلے میں آپ سے کوئی بدسلوکی کرنا
تو درکنار۔ بہت زیادہ خوش ہوں
یہ کہہ کر نوجوان اٹھا اور بغیر کچھ
کہے سنے چلا گیا۔

راجکمار ابھی یہی سوچ رہے
تھے کہ یہ کون تھا اور اس نے مجھ سے
ایسا ادق سوال کیوں کیا اور یہ
پوچھنے سے اس کا مطلب کیا تھا
اور اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ کہ پھر کھٹکا
ہوا اور کوئی آتا ہوا معلوم ہوا۔
اور اک دم سامنے تلوتما آن کھڑی
ہوئی۔

ہرچند مکان خالی تھا سوائے
کمار اور تلوتما کے یہاں کوئی دوسرا
آدمی نہ تھا۔ مگر پھر بھی تلوتما کے
چہرہ پر عرق انفعال بہ نکلا تھا
اور وہ حیران ششدر سکتہ کے
عالم میں کھڑی ہوئی تھی۔

راجکمار بھی اگرچہ زخموں میں چور
تھے اور نئے زخموں کی ٹیسیں اور
درد نے انھیں بیحد پریشان کر رکھا
تھا۔ مگر ان سے نہ رہا گیا۔ اور وہ
بیحد کوشش کرکے ایک مرتبہ
کھڑے ہوگئے۔ اور رکتی ہوئی زبان
سے یہ لفظ ان کی زبان سے نکلے۔
میری محسن اور پیاری تلوتما بیٹھ جاؤ۔

تلوتما برعکس اس کے کہ کوئی
معقول جواب دے کہنے لگی۔ شام
کے وقت جو آپ کی تکلیف دیکھ
گئی تھی مجھ سے اس وقت بھی
رہا نہ گیا۔ اور میرا جی چاہا کہ ایک
مرتبہ میں آپ کو دیکھ آؤں۔ سنئے

اب تو آپ کا مزاج اچھا ہے۔
کمار۔ میں کس زبان سے آپ کے احسانات کا شکریہ ادا کروں۔
تلوتما۔ شکریہ کی ضرورت مجھے نہیں ہے
کمار۔ اگر آپ کچھ دیر کے لئے بیٹھ جائیں تو مجھ پر اور احسان ہو۔
تلوتما۔ یہ سچ ہے۔ اور میں اسے برا بھی نہیں سمجھتی مگر مجھے فرصت کم ہے۔
کمار۔ پھر بھی ایک بیمار کی خاطر کرو۔
تلوتما۔ ہائے۔ اب تمام عمر مجھے اس بیمار کی خاطر۔ یہ کہتے کہتے اس کی زبان لڑکھڑائی۔ اور وہ کچھ آہستہ سے کہہ کر بیہوش ہو کر راجکمار کے اوپر گر پڑی۔
بیمار کی اگرچہ سخت تکلیف میں تھے مگر محبت نے اُن میں اس وقت ایک تازہ روح پھونک دی اور وہ اُس کے ہوش میں لانے کی تدبیر کرنے لگے اور آخر تلوتما کو ہوش بھی آ گیا۔
تلوتما شرمندہ ہوئی اور وہ دیوانہ وار پھر کمار سے لپٹ گئی اور کہنے لگی
میں اپنے سپاہیوں کی حماقت اور بیوقوفی کی آپ سے معافی مانگتی ہوں
کمار۔ اگرچہ آپ کے سپاہیوں کی کوئی خطا نہیں تھی۔ مگر میں پھر بھی آپ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں اور معاف کرتا ہوں۔
تلوتما۔ اب مجھے یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ اب جس وقت تک کہ آپ کو بالکل آرام نہ ہو جائے کہیں آنے جانے کا ارادہ نہ کیجیے
کمار۔ مجھے کہیں آنا جانا نہیں چاہتا اور رہنا تمہاری مرضی پر موقوف ہے۔
تلوتما۔ میں تو یہی کہوں گی۔
کمار۔ مگر اس صورت میں مجھے تمہاری بدنامی کا بھی ڈر ہے۔
تلوتما۔ اگر آپ برسوں بھی یہاں رہیں گے۔ تو کسی کو خبر نہ ہوگی۔
راجکمار۔ پیاری تلوتما تمہیں یہ سن کے اور بھی خوشی ہوگی کہ میری موت اور میری زندگی میری خوشی اور میری ناخوشی سب تمہارے اختیار میں ہے۔
تلوتما۔ وہ کیا۔
راجکمار۔ یہ پھر عرض کروں گا۔ اب تو مجھے یہ پوچھنے دو کہ تم کیونکر آئیں کیا تنہا آئی ہو۔
کماری۔ نہیں میں بیگم آپکو بتاتی ہوں۔ یہ شہزادی تیلعلی کی خدمتگوں

سے جا ملتی ہے میں روزانہ ایک
کشتی میں سوار ہو کر وہاں سے یہاں
تک تفریح کے واسطے آیا کرتی ہوں
خندق سے ایک چور دروازہ قلعہ
میں کو جاتا ہے۔ مجھے کشتی کھینے میں
اچھی خاصی مہارت ہے اسی کے
ذریعہ سے میں اس وقت بھی
یہاں آئی ہوں۔ مجھے صرف یہ
تمھارا حال پوچھنا تھا۔
کمار۔ میرے خدا نے میری سن لی
شکر ہے کہ تمھیں بھی میرا کچھ خیال ہے
تلوتما۔ آپکو کیا معلوم ہے۔ کہ محبت
کیسی ہوتی ہے۔ خیر اسے اس سے
پوچھئے جو اپنا آرام کا بستر چھوڑ کر
بلا خوف و خطر دریا کا سفر کر کے آپ
کے پاس آ پہونچی ہے۔
کمار۔ آہ یہ بدگمانی تم مجھے محبت میں
ثابت قدم پاؤ گی۔
راجکماری۔ جو کچھ آپ کسی دوسرے
وقت مجھ سے کہنے والے ہیں اسے
ابھی میں سمجھ گئی ہوں۔
کمار۔ فرمایئے۔
کماری۔ سوچتی ہوں کہ جب آپ
خود ہی وہ سب حال مجھ سے کہینگے
تو میں کیوں کہوں کیا فائدہ ہے

کمار نے ہرچند کوشش کی کہ تلوتما
بتا دے کہ وہ کیا سمجھ گئی ہے مگر
تلوتما نے اور کچھ نہ کہا۔ اور وہ
یہ کہہ کر کہ اب شاید رام کھولی
میرا انتظار کر رہی ہوگی میں جاتی
ہوں۔ کمار سے رخصت ہو کر نہر پر
آئی اور نہر کے ایک گھاٹ پر آکر
کشتی میں سوار ہوئی۔ اور پھر خود ہی
کشتی کو کھیتی ہوئی غائب ہو گئی۔
ادھر کمار اس اُدھیڑ بن میں
لگے کہ کیا میں صبح کو یا جب دوسری
ملاقات ہو تو تلوتما سے کہہ دوں
کہ میرا بھائی ہری سنگھ تمھارے
یہاں قید ہے اور میں صرف اُن کی
آزادی کے لئے تکلیف کر کے یہاں
تک آیا ہوں کیا وہ اس میں
میری کچھ مدد کرے گی۔ کہیں
ایسا نہ ہو وہ یہ سنکر بگڑ جائے اور
اُس کے دل میں یہ خیال پیدا
ہو جائے کہ یہ میرے باپ اور
میرے ایک قریبی عزیز کو نیچا
دکھانا چاہتے ہیں۔ خیر کچھ بھی ہو
میرا اس سے یہ ضرور کہوں گا۔
دیکھا کو وہ کچھ بھی سنے اور کچھ بھی کرے

ساتواں باب

اب ہم راجکماری تلوتما کیساتھ تھسا جاکر آپ کو اُس کا حال سُناتے ہیں۔ کہ اس پہ یہاں سے جانے کے بعد کیا گذری یا وہ کیسے وہاں تک پہونچی۔

کشتی دریا میں رواں ہوئی اور باغ میں سے نکل کر وہ ایک پل کے نیچے پہونچی یہاں دونوں طرف اُس دریا کے دیواریں کردی گئی تھیں اور اوپر سے بالکل پٹی ہوئی جگہ تھی لالٹینیں اس میں دو طرفہ روشن تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کا یہاں کوئی خاص انتظام تھا اسی پل یا درے میں بہتی بہتی یہ کشتی قلعہ کی خندق میں جا نکلی جہاں کا نظارہ ہم کسی دوسرے باب میں ناظرین کو دکھا چکے ہیں یہ کشتی بالکل دیوار کے متصل پہونچی۔ اور راجکماری نے یہاں ایک کھڑکی کو کھولا۔ اس کے بعد وہ غائب ہو گئی اور کشتی وہیں رہی۔

ناظرین کو تعجب ضرور ہوگا کہ جب دیوار کے برابر برابر پانی تھا تو کیا کھڑکی کے ذریعہ سے پانی قلعہ میں نہ جاتا ہوگا۔ نہیں۔ بلکہ یہ کھڑکی پانی کی سطح سے کچھ اونچی تھی اور دیوار میں اس کا کوئی نشان نہ معلوم ہوتا تھا۔ اس طرح سے پتھروں کو وصل کیا گیا تھا۔

جب اس کھڑکی کو کھول کر اندر کی طرف قدم رکھتے تھے تو وہاں سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں جن کے ذریعہ سے اترتے ہوئے خاص اس سطح زمین پر پہونچ جاتے تھے جو قلعہ کی طرح تھی۔ اندر پہونچکر اس کھڑکی کو بند کر دیا جاتا تھا۔ یہ بھی بتا دینا ضرور ہے کہ یہ سیڑھیاں جس میں بنی ہوئی تھیں۔ اور یہ کھڑکی جس کی دیوار میں تھی وہ ایک کوٹھری تھی جو اسی قلعہ کے ایک دالان میں واقع تھی۔ اور جیسا کہ راجکماری نے ابھی کمار سے بیان کیا تھا وہ چور دروازہ یہی تھا۔ اس سے آگے ایک دالان بنا ہوا تھا اور پھر اور اور مکانیت تھی جس کا بیان قریب قریب فضول ہے۔

کماری جس وقت کہ سیڑھیوں

سے اُتر کر اس کوٹھری میں آئی اُس نے کھڑکی بند کی اور پھر دالان میں آئی۔ دالان کے برابر ہی اُسے ایک زینہ نظر پڑا وہ اوپر چڑھ گئی اور اوپر پہونچ کر ایک کمرہ سے ہوتی ہوئی دوسرے کمرے میں پہونچی۔ یہ کمرہ نہایت ہی آراستہ و پیراستہ تھا یہاں ایک مسہری بچھی ہوئی تھی۔ جس پر سفید چادر لگی تھی۔ اور طرح طرح کے بیش بہا سامان سے تکلف بنی ہوئی تھی۔ کئی ایک پہرہ دار عورتیں اس کمرے کے ادھر اُدھر تھیں جو اس وقت خواب غفلت میں تھیں۔ اور کسی کے آنے جانے کی خبر نہ تھی۔

اس کمرے سے آگے۔ اور کچھ کچھ فاصلہ پر اور کمرے بھی تھے جنکا ذکر بے وقت اور فضول سمجھ کر ہم چھوڑتے ہیں۔ پھر وقت پر نیچے اوپر کے کمروں اور تمام قلعہ کا حال لکھینگے اس وقت کماری کے کمرے کا حال لکھنا ہے سو لکھے دیتے ہیں۔

راجکماری نے اس وقت نہ کسی کو جگایا۔ نہ کسی سے کوئی بات کی اُس نے آہستہ سے کمرے کے اندر پہونچ کر اپنی مسہری کے پردہ کو اٹھایا مگر وہ فوراً سہمی ہوئی کھڑی رہ گئی جس وقت کہ اُس نے یہ دیکھا کہ بجائے میرے اس وقت میری مسہری میں اور کوئی سو رہا ہے۔

کچھ دیر تو وہ کھڑی ہوئی اپنی رسوائی کا غم کرتی رہی۔ اور اُسے آیندہ اور حال کے غموں نے گھیرے رکھا۔ کیونکہ وہ جو وقت گئی تھی اس وقت اپنے بستر کو خالی چھوڑ گئی تھی اور اُس کے سوا اور کوئی نہ تھا۔

جب وہ ان باتوں پر غور کر چکی تو اُس نے دوبارہ ہمت باندھی اور اپنے دل میں طرح طرح کے جوابات کے منصوبے سوچ کر اُس نے ایک دم سونے والے کے منھ پر سے کپڑا اٹھا دیا مگر اس کی صورت دیکھتے ہی اُس کے اندیشے باطل اور متوحشانہ خیال زائل ہو گئے۔ یعنے دیکھتے ہی اُس کی سمجھ میں آ گیا اور وہ پہچان گئی کہ یہ رام پھولی ہے پھر تو اُس کی ہمت بندھ گئی اور اُس نے بیدھڑک اُسے جگا دیا رام پھولی آنکھ ملتی ہوئی اٹھ

کرتی ہوئی کھڑی ہو گئی۔ فوراً راجکماری
نے کہا کہ آہا آج یہ آپ رات کو
میری مسہری پر کیوں نازل ہوئیں۔
رام بھولی۔ مجھ سے تو پھر پوچھئے
پہلے یہ تو فرمائیے کہ اس اندھیری
رات میں آدھی رات کے وقت
آپ کہاں تشریف لے گئی تھیں
میں بہت دیر سے آپ کی منتظر تھی۔
راجکماری نے کسی ضروری
حاجت کا ذکر کر کے رام بھولی کو
ٹالنا چاہا۔ مگر وہ عیارہ تھی تلوتما
سے زیادہ زمانہ کے سرد و گرم کو دیکھ
چکی تھی وہ بھلا اس کے دموں
میں کیا آتی ہنستے ہنستے اس نے کہہ ہی
دیا کہ کماری مہربانی کر کے انجام
پر نظر کر لو جب کچھ کرنا۔
راجکماری۔ آہا آپ باتوں باتوں
میں اب میرے سر الزام تھوپنا چاہتی
ہیں مگر یہ مشکل اور ناممکن ہے۔
رام بھولی۔ آپ یہ اس سے کہئے
جس نے آپ کو نہ دیکھا ہو۔۔۔
وقت کی بات ہے کہ تلوتما رام بھولی
کے اس حملہ میں الجھی اور آہستہ
خیال ہو گیا کہ شاید یہ میرے ساتھ
تھی اس واسطے اب اس نے

بات کا رخ بدل دیا اور وہ کہنے
لگی کہ۔ رام بھولی میری غمگسار
اور میری سچی ہمدرد جو کچھ ہو وہ
تم ہو اگر تم بھی اس وقت مجھ سے
پھری ہو تو یہ سمجھ لو کہ آئندہ میری
صورت دیکھنی تمھیں نصیب
نہ ہوگی یہ کہہ کر وہ رو پڑی۔
رام بھولی۔ میں کہتی ہوں کہ
آخر تمھاری سمجھ کو کیا ہو گیا ہے۔ تم
دیوانی اور بے عقل کیوں ہو گئیں
کہیں تم پر جادو تو نہیں کر دیا گیا۔
تلوتما۔ ہاں یہ صحیح ہے۔ مجھ پر ضرور
اس کی مدھبری آنکھوں نے جادو
کر دیا۔
رام بھولی۔ تو پھر اپنا علاج کرو۔
تلوتما۔ اب زندگی بھر علاج ہونا غیر ممکن
ہے۔
رام بھولی۔ دیکھو اس میں بڑی
بدنامیاں ہوں گی میں تمھیں سمجھائے
دیتی ہوں اب بھی راہ راست پر آ جاؤ۔
تلوتما۔ ؎
عمر ساری تو کٹی عشق بتاں میں مومنؔ
آخری وقت میں کیا خاک مسلماں ہونگے
رام بھولی۔ اچھا یہ تو بتاؤ کہ اس وقت
تم کیوں گئی تھیں۔

تلوتما - اب جب تم سب راز سے واقف ہو اور مجھے تمھارے اوپر قطعی وثوق سے بھروسہ ہے تو میں تم سے چھپا بھی نہیں سکتی ہوں صاف صاف کہتی ہوں کہ مجھ سے رہا نہ گیا اور میں اس کی تکلیفوں کو یاد کر کے صرف اس کے دیکھنے کے واسطے چلی گئی تھی - اب اس جرم میں تم مجھے سزا دو - یا جو کچھ کرو -

رام بھولی - تمھاری عجب حالت ہو گئی - دیکھو اگر کسی کی محبت بھی ہوتی ہے تو اس قدر بے تابی اچھی نہیں ہوتی ہے - جلدی میں آدمی ہمیشہ خطا کھاتا ہے ضبط کرو ضبط کرنا بہت اچھا ہے -

تلوتما - اچھا اب تو جو کچھ ہوا سو ہوا معاف کرو مگر آئندہ سے مجھ سے کوئی بات ایسی نہ ہوگی جس سے تم ناراض ہو -

رام بھولی - خیر میں تمھیں اس معاملہ میں زیادہ مجبور بھی نہیں کرنا چاہتی ہوں مگر یہ تو بتاؤ کہ کیا باغ میں رہنے سے کسی کو خبر نہ ہوگی -

راجکماری - ہاں [illegible] وہاں رہنے سے کسی کو خبر نہیں ہوگی -

رام بھولی - اگرچہ میں یہ جانتی ہوں کہ وہاں کوئی آتا جاتا نہیں ہے مگر پھر بھی ایسی خبریں چھپانے سے چھپا نہیں کرتی ہیں ؎

عشق اور مشک چھپانے سے کہیں چھپتے ہیں
سر بازار بھی ہاں پتا ہے ڈھونڈھنے والا ان کا

راجکماری - خیر آپ "[illegible]" کی مصداق کیوں بنی جاتی ہیں جب کچھ بات ہوگی دیکھا جاویگا -

رام بھولی - خیر تم کو برا معلوم ہوتا ہے تو جانے دو -

راجکماری - اب یہ بھی بتا دو کہ تمھارے سوا اس معاملہ کی اور کسی کو تو خبر نہیں ہے اگر ہو تو پھر میں انتظام کروں -

رام بھولی - اگر ہو تو پھر کیا کروگی

راجکماری - ابھی زہر کھا کر اپنی جان دیدونگی دوسرے وقت کی رسوائی کا انتظار فضول معلوم ہوتا ہے -

رام بھولی - خیر اطمینان رکھو ہنوز تک اور کسی کو خبر نہیں ہے اب تم سو جاؤ بہت وقت کو آرام سے گذار دو [illegible] ہوں -

چونکہ راجکماری [illegible] لیٹ [illegible]

اندر رام پھول بھی رخصت ہوگئی۔ لہٰذا
ہم بھی آپ سے رخصت ہوتے ہیں
دوسرے وقت آپ کو ان کی حالت
سے مطلع کریں گے۔

آٹھواں باب

ما درچہ خیالیم و فلک درچہ خیال
کارے کہ خدا کند فلک راچہ مجال

عرفت ربی بفسخ العزائم۔ ایک
زبردست عالم کا قول ہے جس کے
معنے یہ ہیں کہ انسان کا چاہا کبھی
پورا نہیں ہوتا بلکہ جو کچھ خدا چاہتا
ہے وہی ہوتا ہے چنانچہ اسی باب
میں آگے چلکر آپ کو اسکے لکھنے
کی حالت معلوم ہوجائے گی۔

شام کا وقت ہے۔ راجہ سندر سنگھ
اپنے دیوان عام میں بیٹھے ہوئے ہیں
اس وقت اتفاق سے اور کوئی
مصاحب موجود نہیں ہے۔ اور
وہ کچھ بیٹھے ہوئے سوچ رہے ہیں
ایک روزنامچہ اُن کے سامنے رکھا
ہوا ہے۔ وہ اُسے دیکھتے ہیں اور
اُس پر غور کرتے ہیں۔ ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ وہ فلک کی کسی گہری
فکر میں پڑے ہوئے ہیں۔ اتنے میں
ایک چپراسی آتا ہے اور وہ مودبانہ
سلام کرکے عرض کرتا ہے کہ مہاراج
دیوان سنگل سین اس وقت حاضر
ہونا چاہتے ہیں۔

مہاراج۔ کہاں ہیں دیوان جی۔

چپراسی۔ دروازے پر کھڑے ہوئے ہیں

مہاراج۔ اچھا اندر بلالو۔

چپراسی چلا گیا۔ اور ایک ہی دو
منٹ بعد مہاراج کے سامنے دیوان جی
آن کھڑے ہوئے۔ مودبانہ سلام
قاعدہ کے موافق کرکے ٹھہر گئے کہ
مہاراج کچھ متوجہ ہوں تو عرض کروں
آخر مہاراج نے کہا کہ دیوان جی
ابھی دو تین گھنٹے گذرے ہوں گے
کہ آپ گئے تھے۔ دوبارہ بے وقت
کیوں تشریف لائیے

دیوان جی۔ کچھ ضروری باتیں عرض
کرنا ہیں۔

مہاراج۔ اچھا کہئے۔

دیوان جی۔ مگر کہتا ہوا ڈرتا ہوں
لہٰذا امیدوار ہوں کہ اگر میری
گفتگو گستاخانہ تصور کی جائے تو مجھے
معافی دیجائے۔

مہاراج۔ خیر تو ہے۔ آخر ایسی کیا

بات ہے۔ کہ جس کے واسطے تم
اس طرح معافی مانگ رہے ہو۔ اچھا کہو
دیوان جگل سین۔ مہاراج ہنومان سنگھ
نے جو راجکماری سنگھ کو قید کرکے
بھیجا ہے اگرچہ اُن کا آنا وغیرہ مجھسے
بھی پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ اور اُنکی
جائے قید وغیرہ سے مجھے بھی مطلع
نہیں کیا گیا ہے۔ مگر میں اس بات
کے متعلق کوئی اعتراض نہیں کرسکتا
اور نہ مجھے اعتراض کرنے کا کوئی
حق حاصل ہے۔ کیونکہ ؎

رموز مملکت خویش خسرواں دانند
گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

مگر میں امید کرتا ہوں کہ مجھے
اس بارہ میں معافی دیجائیگی اور صرف اس
خیال کو مدنظر رکھا جائیگا کہ ایک دیوان جو
جزو کل امور سے مطلع ہونا چاہیئے لہذا علاوہ
علیحدہ اس سے کسی بات کو پوشیدہ ہی کیوں
نہ رکھا جائے مگر پھر بھی اس کو معلوم
کرنا چاہیئے۔

مہاراج۔ خیر اگر تم نے کوئی اس قسم
کی بات بغیر ہم سے دریافت کئے
معلوم کرلی تو اس میں ہمارے واسطے
بھی اعتراض کی کوئی گنجایش نہیں ہے

دیوان۔ خیر میں اب آیندہ کو اور
کچھ کہنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ کسی خاص
وجہ سے قید کئے گئے ہیں۔ اور معلوم
ہوتا ہے کہ وہ ضروری بات ہے
اسی وجہ سے وہاں کے آدمی اُنکی
تلاش میں آئے ہیں۔ چنانچہ ایک
اُن کا بھائی ہے اور ایک کوئی
اور عیار ہے۔

مہاراج۔ تو کیا تم نے اُنھیں گرفتار
کر لیا ہے۔

دیوان۔ نہیں۔ بلکہ مجھے معتبر ذریعہ
سے یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ راجکماری
کے باغ میں کسی بدارادہ سے آئے
وفادار سپاہیوں نے معقول طریقہ سے
اُن سے مقابلہ کیا اور اُن دونوں
کو زخمی کردیا۔ مگر اتفاق سے راجکماری
وہاں پہونچیں۔ اُنھوں نے حمایت
کی اور اُنھیں سپاہیوں سے چھڑا لیا
اُنھوں نے اپنی رحمدلی سے کام
لیا ہے اور اس وقت تک
اُن کے سایۂ عاطفت میں ہیں
اور باغ میں مقیم ہیں۔ اس سے
بڑی بھاری بدنامی کا اندیشہ
ہے مبادا کہ وہ اپنے کسی خاص
مقصد میں کامیاب ہوجائیں۔ اور
میری بھی بدنامی کا باعث ہو۔

ڈاکو۔ گنگو تم تو کچھ ایسے گھبرا رہے ہو جیسے کبھی اس سے پہلے یہاں تک آئے ہی نہ تھے۔ ارے اور کہاں ہوتے یہی سامنے والے کمرے میں ہیں۔

نقلی گنگو نے اور کچھ نہ پوچھا نہ کوئی جواب دیا فوراً سامنے والے کمرے میں پہونچے۔ جہاں کنور بہادر پڑے ہوئے کچھ سوچ رہے تھے انھیں پریشان حال دیکھکر وہ بھی گھبرا گیا۔ اور پوچھا کہ کیوں بادل خیر تو ہے۔ اس وقت تم واپس کیوں آگئے۔ تمھیں آئے ہو یا سب کے سب آ لٹے پھر آئے جلد کہو۔ تمھارے بے وقت واپس آنے نے مجھے بڑے پیچ وتاب میں ڈالدیا

نقلی گنگو۔ اسوقت بڑا غضب ہوا

کنور بہادر۔ کیا ہوا

نقلی گنگو۔ آپ فوراً تیار ہوجائیے اور میرے ساتھ ساتھ چلئے۔

کنور بہادر۔ تم ایسی باتیں کرتے ہو جن سے طبیعت میں ناحق ایک خلجان پیدا ہوتا ہے جو کچھ کہنا ہے وہ صاف صاف کہو۔

نقلی گنگو۔ غضب یہ ہوا کہ اسوقت ہمارے سب ساتھی گھر گئے ہیں۔ دس بارہ سپاہیوں نے اُن کو گھیر رکھا ہے۔ ابھی تک تو سب اُن سے جنگ غلوبہ کے طریقہ پر لڑ رہے ہیں مگر کچھ دیر اگر یہی حالت رہی تو سب گرفتار ہو جائیں گے۔

کنور بہادر۔ کیونکر اُنکو گھیر لیا۔

نقلی گنگو۔ ہم سب لوگ بے خطر ایک جگہ بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے اور اس انتظار میں تھے کہ اگر کوئی آئے تو ہمارا کام چلے۔ چنانچہ ہم کو ایک بارات آتی معلوم ہوئی کہی ایک رتھ اور گاڑیاں تھیں جو ہمارے پاس آئیں ہم سب اُٹھے اور چاہا کہ اُن سے باز پرس کریں اودھر ہم اپنی فکر میں تھے کہ ہمارے برابر آتے ہی سب گاڑیاں رُک گئیں اور اُن میں سے مسلح سپاہی نکل پڑے۔ اور انھوں نے بغیر کچھ پوچھے ہوئے حملے کرنا شروع کردئے جس کو بھاگنے کا موقع ملا وہ بھاگ گیا اور جو اِن لوگوں کے حلقہ میں آگیا وہ نہ بھاگ سکا اور لڑتا رہا چنانچہ بادل اور میں بھی بھاگ آئے۔ ہم نے یہ مناسب سمجھا کہ اس [illegible]

کی آپ کو خبر کر دیں۔ اس وقت یہ البتہ موقع ہے کہ کئی آدمی چلیں اور اکدم سے ان سپاہیوں پر ٹوٹ پڑیں تو یہ امید ہے کہ ہمارا گروہ بچ جائے گا۔ اور اگر اس معاملہ میں ذرا سی بھی غفلت کی گئی تو یہ یقینی بات ہے کہ سب لوگ گرفتار ہو جائینگے اور ان کے گرفتار ہونے کے بعد نہیں یا آپ غرضکہ ہمارے گروہ کا کوئی آدمی بھی اطمینان سے اپنی زندگی بسر نہیں کر سکتا ہے۔ کس واسطے کہ جس وقت ہمارے ساتھی گرفتار ہوں گے اور انھیں یہ خیال پیدا ہوگا کہ کوئی شخص ہماری امداد کے لیے نہیں پہونچا تو آپ یہ یقین سمجھئے کہ وہ تمام ان رازوں کو جو ان کے سینہ میں محفوظ ہیں ان کے سامنے افشا کر دیں گے جس سے ہماری آزادی کے لالے پڑ جائیں گے۔ اور اگر اس وقت ہم سب یکبارگی ان سب پر جا کر ٹوٹ پڑے تو سب سپاہی یقینی مغلوب ہو جائیں گے

کشور رہبادر۔ میں یہ کب کہتا ہوں کہ امداد دینے کے واسطے تم تیار نہ رہو

میرے فرقہ کے لوگوں اور میرے دوستوں کے کام اگر میری جان بھی آجائے تو مجھے دریغ نہیں ہے یہ مجھ سے کب دیکھا جائے گا کہ وہ لوگ گرفتار رہوں اور میں آزاد رہ کر مزے اڑاؤں۔ یہ کہہ کر وہ شیر کی طرح اٹھا۔ اور اس نے ہتھیار بدن پر لگائے۔ اور کھڑا ہو گیا اور لوگوں کو بھی ساتھ لینا چاہا مگر پھر یہ سوچکر کہ اگر یہ جاتے ہیں تو یہ مکان تنہا رہ جائیگا جس سے بڑے بڑے اندیشے ہیں۔ اسواسطے ان سب کو تاکید کر دی کہ جبوقت تک ہم سب کے سب واپس نہ آئیں اس وقت تک ہرگز ہرگز تم لوگ یہاں سے باہر نہ جانا۔ اس کے بعد وہ پھر نقلی گنگو سے متوجہ ہوا اور پوچھا کہ کس جگہ یہ اور وہ یہاں سے کتنی دور ہیں۔

نقلی گنگو۔ کچھ زیادہ دور نہیں ہیں چلئے تو سہی۔

کشور بہادر۔ اس سوال سے میرا مطلب یہ ہے کہ میں گھوڑا ساتھ لے لوں یا نہیں۔

نقلی گنگو۔ کچھ زیادہ ضرورت نہیں ہے

کنور بہادر۔ خیر تمہاری خوشی۔
یہ کہہ کر وہ دونوں نقلی ڈاکوؤں
کو ساتھ لے کر تہ خانہ سے باہر آیا
اور ان سے کہا کہ اب تم لوگ ہمیں
بتاؤ اور آگے آگے رہو۔ ہم تمہارے
پیچھے پیچھے ہیں۔
نقلی گنگو۔ یہ جرأت نہیں ہے کہ
آپ سے آگے آگے رہیں آپ
ساتھ ساتھ چلیے۔ کچھ حرج نہیں
ہے جس طرف کہ ہم چلیں اسی طرف
آپ بھی چلیے۔
کنور بہادر نے اور کچھ نہ کہا
ساتھ ساتھ چل دیا۔ اب چپا یعنی
نقلی گنگو نے دوسرا سلسلہ چھیڑا
کہا کہ پھول وتی آپ کے واسطے
بیتاب ہو رہی ہوں گی۔
کنور بہادر۔ ہائے وہ میرے واسطے
کیوں بیتاب ہونے لگی ہے۔ وہ
تو ہر وقت اس فکر میں ہے کہ اب
بھی کوئی میرے چھڑانے کے واسطے
آ جائے۔
نقلی گنگو۔ پھر آپ شادی کرنے
کے واسطے کیوں کر طیار ہیں۔
کنور بہادر۔ یہ دوسرا معاملہ ہے
کس واسطے کہ میں اس سے آج

آٹھ روز ہوئے کہہ چکا ہوں کہ اگر
اس مدت کے اندر اندر تمہارا
کوئی خبر گیراں نہ آیا تو پھر میں مجبور
ہوں تم کو ضرور میرے ساتھ شادی
کرنی پڑے گی۔ اور اس پر وہ
بھی قریب اقرار کر چکی ہے
اس واسطے اب وہ کچھ نہیں کہتی
ہے۔ مگر دل تو ایک آئینہ ہے۔
یعنی میرا دل جانتا ہے کہ اس کا
دل اب تک مجھ سے صاف نہیں
ہے۔ اور اسی وجہ سے میرا ہر وقت
یہ خیال رہتا ہے کہ کہیں وہ اپنی
جان ضائع نہ کر دے۔
نقلی گنگو۔ مگر بڑی تعدی ہے۔
کنور بہادر۔ تعدی تو کچھ نہیں
ہے۔ یہ بھی ایک معشوقانہ ادا ہے
بادل یاں سے
ہم اس کو چاہیں وہ ہم سے خفا ہو
دلا یہ بھی تو ہے قدرت خدا کی
جسے دم دیتا ہوں میں وہ دیتا ہے دغا مجھ کو
مجھ سا برگشتہ نصیب اے آسماں کوئی نہیں
کنور بہادر۔ خیر [illegible]
نہیں ہے زمانہ [illegible]
ہوا ہے عاشق [illegible]
معشوق [illegible]

ہیں۔ اُن کی کوئی خطا نہیں ہے
باد ل۔ مگر یہ ارادہ تو آپ کا ضرور
ہے کہ شادی کی جائے۔

کنور بہادر۔ شادی تو کسی صورت
میں ٹل نہیں سکتی ہے اور یہ تو کسی
حالت میں ہو نہیں سکتا ہے کہ وہ
کنور بہادر کے ہوتے ہوئے کسی اپنے
اور عاشق کی بغل گرم کرے۔ ؎
وہ اپنی خو نہ چھوڑینگے میں اپنی وضع کیوں چھوڑوں
سبک سر بن کے کیا پوچھوں کہ مجھ سے سرگراں کیوں ہو
کنور بہادر یہ شعر پڑھکر خاموش
ہوا۔ کہ دفعتاً ایک آواز ہوئی۔
بجلی سی چمکی جس سے اندھیرا پھیلا
اور جس وقت کہ وہ تاریکی برطرف
ہوئی دیکھا گیا کہ کنور بہادر زمین پر
پڑا ہے اور چمپا اس کے ہاتھ پاؤں
باندھ رہی ہے۔ اور کہتی ہے کہ
کم بخت بد ذات تیری سزا یہی ہے
ہائے تو نے لاکھوں دل کے شیشوں
کو سنگ جفا سے توڑ ڈالا۔ تو نے
بہت سے گھروں کو بے چراغ بہت
سی سہاگنوں کو بیوہ۔ بہت
امیروں کو غریب کر دیا۔ اب بھی
تجھے صبر نہ آیا تو چاہتا ہے کہ ایک
غریب لڑکی کے ساتھ زبردستی سے
شادی کرے۔ ظالم بے رحم دیکھ
یہ اُس کی آہ کا اثر ہے کہ تو اسطرح
بے بس پڑا ہوا ہے اور سب کچھ
دیکھنے پر بھی کچھ نہیں کر سکتا۔ ع
آہ مظلوم کی خالی نہیں جاتی ہرگز
خون ناحق کبھی چھپانے سے نہیں چھپتا ہے
یہ کرے سر پہ ستمگار کے چڑھ کر فریاد
یاد رکھ اور خوب اچھی طرح کان
کھول کر سن رکھ کہ جس طرح تو نے
ایک مظلوم کو ستایا ہے خدا نے
تجھے یہ اُسی کا بدلہ دیا ہے۔ اور اب
تیری زندگی اور موت صرف اسی
کی ہاں اور نہیں پر موقوف و منحصر
ہے اگر اُس نے یہ کہہ دیا کہ اسے
مار ڈالا جائے تو فوراً تیری بھٹا سی
گردن اُڑا دیجائے گی۔ اور اگر
اُس نے کچھ اور کہا تو ویسا ہی کیا
جائے گا۔

سیاہی چار طرف پھیلی ہوئی تھی
جنگل کی شائیں شائیں سے بدن کے
رونگٹے کھڑے ہوتے تھے۔ اسی حالت
میں بہادر چمپا نے۔ کنور بہادر کے
کپڑے اُتارے اور آپ پہنے۔
اس کے بعد ایک دوا نکالی اور
ایک پٹی پر لگا کر وہ بیہوشی کی پٹی

اس کے دماغ کے اوپر چڑھائی ایک غار میں ڈال دیا۔ اور دونوں پھر اس ویرانہ مکان میں آگئیں۔

اب راستہ تو خوب معلوم ہی ہو گیا تھا لہذا کوئی دقت نہ اُٹھانی پڑی اور کھٹ کھٹ زینہ سے اُتر کر مکان میں پہونچ گئیں۔

جن لوگوں کو کہ چلتے وقت یہاں چھوڑ دیا گیا تھا وہ غالباً تین چار سے زیادہ نہ تھے۔ اُنھوں نے اپنے سردار کو واپس آیا ہوا دیکھ کر ہولناک ہو کر پوچھا کہ کیوں اُستاد خیر تو ہے۔ کیا واقعہ پیش آیا۔ مفتوح رہے یا فاتح۔ کوئی اندیشہ کا تو مقام نہیں ہے۔

نقلی کنور بہادر۔ کبھی آج تک کوئی واقعہ ایسا ہوا ہے کہ جسمیں کنور بہادر نے ہاتھ ڈالا اور وہ ناکام رہا۔

سب یکزبان ہو کر۔ نہیں کبھی ایسا نہیں ہوا اور نہ آیندہ کے لئے حضور کی ذات سے امید ہو سکتی ہے۔ ہم سے خدا کا شکر ادا نہیں ہو سکتا کہ ہم لوگ بے خوفی کے ساتھ اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

کنور بہادر۔ بس تو خدا کا شکر ہے کہ آج بھی ہم کو کامیابی نصیب ہوئی ہے۔ مگر مفصل حال پوچھنے کا یہ وقت نہیں ہے۔ اس وقت تم سب لوگ پہاڑی کے برابر برابر جاؤ۔ جہاں وہ بڑا درخت اور ایک غار ہے وہیں سب سپاہی اُن کو گرفتار کئے ہوئے بیٹھے ہیں تم لوگوں کو اگر اتفاق وقت سے وہ کسب کے سب اسوقت مل نہ سکیں تو تم وہیں ٹھہر جانا اور صبح تک اُن کا انتظار کرنا۔

ایک۔ جب آپ اُن کو وہاں دیکھ اور چھوڑ آئے ہیں پھر بھلا کیوں نہ ملیں گے۔

کنور بہادر۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ وہ کسی شکار کی تاک میں کسی دوسری طرف نکل گئے ہوں اور اگر وہ لوگ تم کو مل جائیں تو تم اُن سے اسوقت ہرگز ہرگز کوئی حال دریافت نہ کرنا۔ ورنہ یہ ہماری ناراضگی کا باعث ہوگا۔

ایک۔ ہماری یہ مجال نہیں ہے کہ ہم حضور کے خلاف حکم کوئی کام کریں۔

کنور بہادر۔ البتہ یہ ضرور کہہ دینا کہ اُستاد نے کہہ دیا ہے کہ تم لوگ اس وقت تک یہیں ٹھہرو جب تک کہ دوبارہ ہم تمھارے پاس نہ پہونچیں۔

یہ سب لوگ حکم پاتے ہی واپس چلے گئے اور اب تہ خانہ میں سوائے دو بہادر ہوشیار اور عیار عورتوں کے اور کوئی بھی نہ رہا۔ جب وقت دونوں کو خوب اطمینان ہو گیا۔ کہ اب اور کوئی مخل نہیں ہے تو چمپا نے بینتا سے کہا کہ بہن اطمینان وغیرہ تو سب کچھ ہے۔ مگر پھر بھی احتیاط بڑی اچھی چیز ہے ایسا کرو کہ اوپر سے آنے کے دروازہ کو بند کر آؤ۔

بینتا نے کہا کہ اچھا وہ اوپر آگئی اور دروازہ بند کر دیا۔ اب انھوں نے ہر ایک کمرہ کو تلاش کرنا شروع کیا ایک کمرہ میں جو نظارہ دیکھا وہ نہایت دردناک تھا ایک کمزور اور نحیف آواز آرہی تھی۔ جس سے ثابت ہوتا تھا کہ نہایت ہی دردرسیدہ اور مظلوم ہے جسے ہم بھی صفحہ کاغذ پر لکھے بغیر رہ نہیں سکتے۔

آواز۔ اے رحم کرنے والے مالک کیا تو اپنے رحم سے مجھے نا امید کئے دیتا ہے کیا واقعی یہ میری زندگی کا آخری دور ہے کیا فی الاصل یہ میری آخری سانسیں ہیں۔ ہائے کیا وہ دن آجائے گا کہ جب یہ ظالم مجھے جبریہ شادی کرنے کے واسطے مجبور کرے گا۔ اور کیا ایسا کوئی نہ آئیگا جو مجھے اس قید اس مصیبت اور اذیت سے رہائی دلائے۔ کیا اب میں سیتا کی صورت کبھی نہ دیکھونگی کیا راجکمار کو کہیں نہ پاؤں گی۔ کیا مجھ پر رحم نہ ہوگا تو انصاف بھی نہ ہوگا۔ افسوس۔ افسوس۔ افسوس بیکسی کی موتیں بہت سی دیکھی ہیں مگر ایسی موت آج تک نہیں دیکھی نہ امید ہے کہ آئندہ کبھی دیکھونگی ہاں ہاں میں مانتی ہوں ہاں ہاں میں جانتی ہوں ایسے بہت سے نامراد پیدا ہوئے ہیں کہ جن کی زندگی کا بیرحم جلادوں کی تلواروں نے فیصلہ کیا ہے۔ ایسے بہت سے پیدا ہوئے جو پھانسی کے تختہ پر لٹکائے گئے ہیں۔ مگر ہائے ایسا کوئی پیدا نہ ہوا ہوگا جس سے دشمنوں کے سوائے کوئی بات بھی کرنے والا نہیں۔ آسمان نے یہ ظلم کا پہاڑ کسی مظلوم پر نہیں ڈھایا۔ اور اس زمین نے میری طرح کسی کو آج تک اپنی آنکھوں سے نہیں گرایا اُف ہ

درخور قہر وغضب جب کوئی ہم سا نہ ہوا
پھر غلط کیا ہے کہ ہم سا کوئی پیدا نہ ہوا

اچھا غم نہیں - اگر وہ دن آئیگا تو آئے - ہم بھی مرنے اور جان دینے کو ہمہ تن مہیا رہیں - مگر آہ اگر مجھے مرنے میں کوئی پس وپیش ہے تو یہ ہے کہ ایک مرتبہ سے زیادہ اس پیاری صورت کو نہ دیکھا جس کی اسوقت تک حسرت ہے - آہ - بس اب کیا امید ہے - کہ کوئی آئے اور مجھے چھڑائے اور اس تک پہونچائے خیر - اے زندگانی فانی رخصت اے دنیائے دوں الوداع -

ہائے جی چاہتا ہے کہ کم سے کم ایک مرتبہ اور بھی دعا مانگوں شاید مقبول ہو -

اے بادشاہ دوجہاں رحم اے مالک کارساز رحم - دیکھ ایک تیری غریب داسی پر کیا ظلم ہو رہا ہے - دیکھ دیکھ ظالم کی نیت کیا ہے وہ اسے مجبور کرکے اسپر آمادہ کرتا ہے کہ زبردستی سے اسکے ساتھ شادی کرے اور اسکی جان کھو دے - دیکھ دیکھ وہ صرف ایک ہی پر ظلم وستم کو ختم نہیں کر رہا ہے بلکہ وہ ایک دوسرے کی بھی حق تلفی کر رہا ہے - اے خدا اگر تیرے یہاں انصاف ہے - اور ضرور تو منصف ہے - میری دعا قبول کر اور کسی کو میری رہائی کے واسطے بھیج دے - یہ کہکر اسکی زبان تتلائی - اور اسکی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے - وہ گرنے والی تھی کہ دروازہ کھلا اور چمپا یہ کہتی ہوئی داخل ہو گئی - پیاری پھول وتی اتنی نہ گھبرا - اپنی جان سے ناامید نہ ہو تیرے خدا نے تیری دعا قبول کر کے دو جان نثاروں کو تیری رہائی کے واسطے بھیجا ہے پھول وتی یہ مشفقانہ آواز سنکر گرتی ہوئی یہ کہکر اٹھی -

ہاتھ رکھکر مرے سینہ پہ جگر تھام لیا
تمنے اس وقت تو گرتا ہوا گھر تھام لیا

مگر جب اس کی شرمگیں نگاہ اوپر اٹھی اور نظر کنور بہادر کے اوپر پڑی - اس کی زبان سے آہ نکلی اور وہ پھر بیہوش ہونے والی تھی - کہ شوخ اور چنچل چمپا نے گال پر آہستہ سے ایک تھپڑ مارا اور یہ کہا - کہ آخر اسقدر فکر کی

ضرورت کیا ہے لو جو اس صورت
سے ناراض ہو تو اس سے تو راضی
ہو۔ فوراً اپنا نقلی لباس اُتار ڈالا
پھول وتی کو خوشی تو کیوں نہ ہوتی
وہ تو دشمن سے دشمن کو بھی اسوقت
محبت کی نگاہ سے دیکھنے لگتی اور
اُسی کی قدر کرتی جو اس سے چھڑانے
اور رہا کرنے کا نام بھی لیتا۔ مگر
چونکہ اس سے پہلے اس نے چمپا
کی صورت نہ دیکھی تھی وہ متوحش
سی ہو گئی۔ اور یہ کہنے لگی مہربانی
کرکے مجھے یہ بتا دو کہ تم کون ہو۔
چمپا۔ کوئی ہوں تمھاری دشمن
نہیں ہوں۔ اٹھو میرے ساتھ چلو۔
پھول وتی۔ (ٹھہر کر) پہلے میری
بات بتا دو۔

اِدھر اس نے یہ کہا اُدھر
اس نے سیتا سے کہا کہ اب
چپ چاپ کیوں کھڑی ہو وہاں
سے تو لے آئیں اب پارسا بنی ہوئی
ہو۔ لو اس اسباب جہالت کو
اُتار دو۔ جو اس وقت بدن پر
لادے ہو۔ ہنستے ہنستے پرشاید چمپا کو خوشی
کے مارے اور بھی شرارت سوجھی
اُس نے جھٹ سے سیتا کو نوچ لیا
اوپر کا لباس پھاڑ پھینکا منھ
نوچا تو مصنوعی چہرہ اتار لیا۔
اب کیا تھا پھول وتی نے سیتا
کی صورت بھی اپنی زندگی میں
دوبارہ دیکھ لی اور یقین ہو گیا
کہ دعا قبول ہوئی۔ افسوس
کے ساتھ یہ کلمے منھ سے نکلے اگر
اس وقت کچھ اور مانگتی تو وہ مراد
بھی پوری ہو جاتی۔

سیتا چمپا سے زیادہ تجربہ کار
نہ تھی۔ اس واسطے جب وہ خوب
دل کھول کر پھول وتی کے گلے
مل کے رو چکی تو کچھ کھو چکا سی
ہو گئی اور کہا کہ چمپا اب دیر نکرو
جس صورت سے ممکن ہو اب
اس زندان خانہ سے نکل بھاگو
ایسا نہ ہو کوئی کمبخت آجائے اور
ہماری جان بھی عذاب میں پھنس جائے
پھول وتی نے بھی یہی صلاح دی
اور کہا کہ ہاں بہتر تو یہی ہے ایسی
حالت میں یہاں سے بھاگ چلو۔
ورنہ یہ ایک بھڑوں کا چھتہ ہے۔
چمپا۔ اوہو ایسا گھبراتا کیا۔ کوئی
آبھی جائے گا تو ہمارا کیا بگاڑ لیگا
اری دیوانی ابھی تو میرے پاس

کنور بہادر کا لباس موجود ہے۔ اب ذرا اتنا کام رہ گیا ہے کہ اس کی اُس دولت کو بھی تو تلاش کریں جو تمھاری شادی میں خرچ ہونے والی تھی

پھول وتی ایک صندوقچہ اس کے کمرہ میں ہے اور وہی تمام کمائی ہے جس پر اُسے ناز ہے

چمپا نے سیتا اور پھول وتی کو تو یہیں چھوڑا۔ وہ کنور بہادر والے کمرے میں پہونچی۔ اِدھر ڈھونڈھ اُدھر ڈھونڈھ جھٹ سے صندوقچہ نکال لیا۔ اور لگی تالا توڑنے۔ جوں ہی تالے کو ہاتھ لگایا فوراً ایک بندوق کی طرح آواز ہوئی اور سن سے ایک گولی کان کے برابر نکلی ہوئی چلی گئی۔ یوں کہیے کہ چمپا کی زندگی تھی جو وہ بچ گئی ورنہ ایک کے ملنے کی خوشی کے ساتھ دوسرے کے ہمیشہ کے لئے گم ہونے کا اسوقت ماتم ہوتا نظر آتا۔

جوں ہی آواز ہوئی پھول وتی اور سیتا دونوں سہم گئیں۔ اور سمجھیں شاید راز کھل گیا ہے ڈاکو پلٹ پڑے۔ وہ بھاگی ہوئی اُسی کمرہ میں آئیں۔ چمپا کو دیکھا سہمی ہوئی ایک طرف کھڑی تھی۔

سیتا۔ یہ کیا ہوا۔ آواز کیسی تھی۔

چمپا۔ میں نے اس صندوقچہ کا تالا کھولنا چاہا تھا کہ اس میں بندوق چھوٹی وہ تو خیریت ہوئی ورنہ گولی نے ابھی میرا خاتمہ کردیا ہوتا

سیتا۔ تو بہن تمھیں بھی عجب مسخراپن سوجھا ہے کہ ایسے وقت لوٹ مار کرنے کی سوجھی ہے آؤ اگر اسے لینا ہے تو ساتھ لے لو۔ اور اب یہاں سے نکل چلو۔

چمپا۔ اچھا چلو میں بھی اسے فرصت میں توڑوں گی۔ اب تو نہیں مگر خیر دوسری مرتبہ دیکھنا ہے کہ یہ کیسے میرے اوپر وار کرے گا۔

یہ کہہ کر صندوقچہ لیا۔ اور پھول وتی اور سیتا کو ساتھ ساتھ لئے ہوئے تہ خانہ سے باہر نکلی۔ یہ شرارت اور سوجھی کہ چلتے وقت دروازہ پر لکھ دیا۔ دیکھ خدا مظلوموں کی یوں دادرسی کرتا ہے اب تو اپنی فکر کر کہ ہمارے ہاتھ سے تیری زندگی بھی محال ہے اور تو آئندہ ہمیشہ کے لئے قید رکھا جائے گا۔ بہتر یہ ہے کہ اس تہ خانہ

رہنا چھوڑ دے ورنہ پھر بہت جلد تجھے گرفتار کر لیا جائے گا۔ یہ کہہ کر تینوں وہاں سے ایک طرف کو چلدیں۔

دسواں باب

شام ہو گئی ہے۔ آفتاب کی روشنی اب صرف پہاڑی کی چوٹیوں اونچے اونچے درختوں۔ بلند بلند میناروں پر باقی رہ گئی ہے مسافر یہ دیکھکر کہ اب رات ہونے والی ہے منزل باقی ہے ٹھہر گئے ہیں اور جہاں کوئی جگہ ملی ہے وہیں قیام کر لیا ہے۔ صحرا میں خاک اُڑ رہی ہے۔ نام کو بھی کوئی آدمی نظر نہیں آتا۔ مگر اسی جنگل میں جو کسی بھاگوان راجہ نے ایک شوالہ بنوا دیا ہے اس میں ہم کو تین آدمی داخل ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جو صورت سے مرد معلوم ہوتے ہیں مگر چال صاف صاف بتا رہی ہے کہ تینوں عورتیں ہیں پاس پہونچنے پر یہ راز بھی صاف صاف سمجھ میں آجاتا ہے کہ یہ عورتیں ہیں تو کون ہیں انکا نام کیا ہے۔ خیر یہ ہم دوسری جگہ بتائینگے اس وقت صرف یہ بتائے دیتے ہیں کہ انھون نے اس شوالے میں داخل ہونے کے بعد کیا کام کیا اور اسکے پیشتر بھی ہم یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ یہ شوالہ کیسا ہے اور اسکی ہیئت کذائی کیا ہے۔ ایک بوسیدہ مکان ہے۔ اگرچہ عمارت کی ساخت سے اسکی مضبوطی کے آثار نمایاں ہیں مگر اس میں شک نہیں ہے کہ صدیوں پہ صدیاں گذرنے کی وجہ سے اب اسکی حالت دیکھکر یہ امید نہیں کی جا سکتی ہے کہ یہ چند دنوں تک قائم رہیگا اسکے احاطہ کے اندر وسیع صحن ہے جسمیں گھانس کے علاوہ بہت سے بڑے بڑے درخت اور جھاڑ جھنکار کھڑے ہوئے ہیں پھولدار درخت بھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی اب پانی بھی اُنکو نہیں ملتا ہوگا۔ شوالہ کے گرداگرد ایک چبوترہ بنا ہوا ہے جسپر پتھر لگے ہوئے ہیں اور امتداد زمانہ کی وجہ سے اب اُن پر کائی جم گئی ہے جس سے اُنکا سرخ سرخ رنگ سیاہ ہو گیا ہے۔ اور وہ خوشنمائی پرائے نام بھی باقی نہیں رہی ہے۔ اب ہم ان تینوں ساتھیوں کی گفتگو سناتے ہیں

ایک۔ سیتا۔ یہ ابھی سندر گڈھ اور طوطا گڈھ کی حد ہے راجگڈھ یہاں سے دور ہے اب اور کہاں جاؤگی رات تو یہیں گذار دو۔

سیتا۔ مگر چمپا موہنی کے ساتھ رہ کر تم نے تو خوب ان جنگلوں کی سیر کی ہوگی تمھیں یہ بھی معلوم ہے یا نہیں کہ اس جنگل میں رہ کر مجھ پر یا تم پر یا پھول وتی پر کوئی آفت تو نہ آجائے گی۔

چمپا۔ اگرچہ میں اس نواح میں ضرور رہی ہوں مگر مجھے یہاں کے سرد و گرم کا تجربہ نہیں ہے۔ مگر ظاہری اُمید یہ نہیں ہے کہ ہمیں کوئی اس گوشہ تنہائی میں ستانے کے واسطے آئے۔

سیتا۔ تو خیر۔ ایسا کرو کہ اب یہاں چبوترہ پر بستر بچھالو اور سو رہو۔

چمپا۔ خیر لیٹ جاؤ تو میں تم سے کچھ کہوں

تھوڑی دیر تک کنوئیں پر جو یہاں موجود تھا اور جو بنانے والے نے مسافروں کی آسانی کی وجہ سے ایسا بنایا تھا کہ اس کے اندر اتر کر پانی پی سکیں۔ پانی پیا۔ اور اِدھر اُدھر گلگشت کر کے اپنا جی بہلاتی رہیں۔ جب اس سے تنگ ہوگئیں اور جی بھر گیا۔ تو سب اپنے اپنے بستر پر لیٹ گئیں۔ اب سیتا اور چمپا میں مندرجہ ذیل گفتگو ہوئی

چمپا۔ اب یہ بتاؤ کہ صبح کو آپ کہاں جائیں گی اور میں کہاں جاؤں

سیتا۔ سیدھی راجگڈھ چلو اور کہاں جائیں۔

چمپا۔ مگر وہاں ہری سنگھ نہیں ہیں تو جانے سے کیا نتیجہ ہے۔ وہ ملتے ہی نہیں تو ہم سے کیا جا کے لینا ہے کہیں کیا جائیے جاتا نہ جانا جب برابر ہو

سیتا۔ نہیں ضرور چلو ممکن اور بہت ممکن ہے کہ وہ بھی وہاں آگئے ہوں

چمپا۔ میرا ارادہ نہیں ہے کہ میں وہاں جاؤں مگر اب جو کچھ ہوگا وہ صبح ہونے پر ہوگا دیکھا جائے گا صلاح شب خام مشہور ہے۔

سیتا نے اس کا کوئی جواب نہ دیا خاموش ہوگئی اور پھول وتی سے اول سے تمام داستان پوچھنے لگیں کہ جب تم دوبارہ عیار کے ہمراہ طوطا گڈھ گئیں تو تمھارے اوپر کیا گذری۔

پھول وتی نے اول سے آخر تک تمام داستان سنادی طوطا گڈھ کے راج محل میں پہونچنا۔ عیار کی سخت

گفتگو۔ اور پھر ایکدم کسی کا بجلی
کی طرح اُٹھا لے جانا وغیرہ سب کچھ
دھرا دیا۔ پھر یہ کہا۔ کہ پیاری سیتا
تم نے میرے واسطے جو جو محنت مصائب
اُٹھائے ہیں اُن کا شکریہ کرنا محال
اور مشکل ہے۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ راجگلہ
میں جانا اور راجکمار کا وہاں نہ ہونا
یہ بھی کچھ کم بات نہیں ہے۔
سیتا۔ اور پہلے آخر تم کیوں گئی تھیں
پھول وتی۔ خیر پہلے جو کچھ وقوعہ
ہوا تھا اور جس طرح گئی تھی وہ بھی
تم پر اس سے پہلے عیاں ہو چکا ہے
اب وہ موقعہ نہیں ہے۔ وہ وقت
اور موقع اور کچھ تھا یہ اور کچھ ہے۔
سیتا۔ مگر تم کو اور لوگوں سے جو
کمار کے تو اقفین ہیں اُن کا سلوک
یاد نہیں رہا کہ اُنھوں نے کیسی کچھ
میری اور تمھاری آؤ بھگت کی
تھی۔ کہ اگر کاش ہری سنگھ بھی
وہاں موجود ہوتے تو یقین ہے کہ
اس سے زیادہ وہ بھی کچھ نہ کرسکتے
پھول وتی۔ خیر اب اس وقت
تم متعلق کی دلیلیں تو پیش نہ کرو
صبح جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا۔
پھول وتی یہ کہہ کر خاموش ہوئی

اور اپنے دوسرے خیالوں میں
محو ہو گئی۔ اُدھر سیتا اور چمپا دونوں
سو گئیں۔ مگر یہ ایسے پریشان خیالات
میں مصروف ہوئی کہ نیند کی کوسوں
صورت نہ دکھائی دی بہت کچھ
اِدھر اُدھر کروٹیں بدلتی رہی مگر کچھ
بھی سود مند نہ ہوا۔ آخر کار اسکا
ارادہ ہوا کہ اپنی ساتھیوں کو جگائے
مگر اس کے دل نے یہ گوارا نہ کیا
کہ اپنے آرام کی خاطر دوسروں کو
تکلیف گوارا کرنے کی تکلیف دے
اسی واسطے وہ خاموش ہو رہی۔
اس کے جی میں آیا کہ چلوں ذرا
اس مندر کا اندر سے منظر دیکھوں
کیونکہ یہاں اگرچہ کوئی ہے تو نہیں
مگر قدرتی روشنی ضرور موجود ہے۔
نہ کسی سے پوچھا نہ کچھ کہا نہ سُنا
جھٹ سے وہ اندر چلی گئی۔ جا کر دیکھا
کہ مندر اگرچہ پرانا ہے اور اس کا
تمام ساز و سامان کہنہ ہے مگر اسوقت
ایسی صاف روشنی ہے کہ ہر ایک
چیز پر نور برس رہا ہے۔ اور
اس کا ہر ایک نقش و نگار آفتاب بن
ہو کر چمک رہا ہے۔ کوئی بھی نہیں
ہے مگر رونق ایسی ہے کہ دیکھکر

جی خوش ہوتا ہے - بلکہ یہی طبیعت
چاہتی ہے کہ گھنٹوں اس خوشنما
منظر کی سیر کئے جائیں۔ وہ ادھر
ادھر دیکھتی بھالتی ایک کونے میں
آئی یہاں اس کو ایک بڑا طاق
ملا جس کے درمیان میں ایک
آئینہ لگا ہوا تھا - اور آئینہ کے
پس پشت ایک چراغ جل رہا تھا
جس سے کہ بڑی بہار تھی - اور
باہر کے منظر میں دیکھنے سے گمان
ہوتا تھا - کہ یہ گوشہ مشرقی ہے
اور آفتاب برآمد ہونے والا ہے
ایک [illegible] اور دیکھا آئینہ کے
اوپر جلی حرفوں میں نہایت خوشخط
پھول وتی کا نام لکھا ہوا تھا -
جو اس [illegible] سے خوب اچھی طریقہ
سے پڑھا جاتا تھا -
پھول وتی راجکماری طاق
کے برابر آئی تو اسے یہ خیال تھا کہ
میں پاس سے کسی استادِ خوش خط
کی صنعت کو دیکھوں گی - مگر
دیکھا کہ طاق خود سے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

برابر آئی تو اس نے یہ دیکھا کہ
اور تمام مندر میں پتھر کا فرش ہے
مگر یہاں لکڑی کا فرش ہے - اور
اس پر اتنے قدموں کے نشان
کھدے ہوئے ہیں کہ آنے والے
کی یہ مجال نہ تھی کہ وہ ان نشانوں
سے بچا کر اپنا قدم رکھ سکے۔ راجکماری
بھی مجبور ہوئی اس نے اپنے پیر
رکھے انھیں قدم کے نقشوں میں
اس کے پیر بالکل بیٹھ گئے یعنی
اس طرح برابر آئے کہ جیسے اسی کے
لئے بنائے گئے تھے یا اس نے
اپنے جوتے یا کھڑاؤں میں قدم
رکھدیا۔ ادھر نشان قدم پر اس نے
قدم رکھے ادھر فرش دبا۔ کھٹکا ہوا
زور سے آواز آئی کہ ہری سنگھ
سے ملنا چاہو تو دیکھو اسی طاق
کے برابر دو کھونٹیاں جو ہیں انھیں
پکڑ کر جھول پڑو - اور زقند مار کر
اسی طاق پر چڑھ آؤ -
اس عبارت کو بھی اس نے
پڑھا - محبت کی ماری نے نہ تو کچھ
انجام سوچا نہ اپنی کسی ساتھی کو خبر
کی ایک ادھر وحشت شوق میں
یوں کہا کہ کہاں کہاں - کوئی

جواب نہ ملا تو لگی اُن کھونٹیوں کو
پکڑ کر چھونے۔ اور اُچھلنے ایک آدھ
دفعہ جو اُچھلی تو طاق پر قائم پہونچ گئے
یہاں پہونچ کر نہ کچھ سوچنے کا موقع
ملا نہ کچھ دیکھنے کا موقع ملا وہ ایک
نئی دنیا میں پہونچ گئی۔ نہ وہ مندر
نہ وہ آدمی نہ وہ جگہ نہ وہ آئینہ
آفتاب تھا۔ نہ وہ کھونٹیاں۔ دیکھا
تو ایک سرنگ ہے جس میں جا بجا
روشنی کے واسطے لالٹینیں لگی
ہوئی تھیں۔ اور اسقدر اُجالا ضرور
موجود تھا کہ اس میں چلنے والا
مسافر بغیر بینائی پر زور ڈالے ہوئے
چل سکتا تھا۔

پھول وتی گھبرائی۔ چلائی
آواز دی پیاری سیتا پیاری سیتا
اری چمپا۔ اری چمپا۔ جواب کون
دیتا مایوسی کا سامنا مجبور خاموش
بیٹھنا پڑا۔ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔ اور
یہ لفظ اُس کی زبان سے نکلے ہائے
قسمت اب کیا کروں۔ اب کہاں
جاؤں۔ بیہوش پڑی رہی مگر یہاں
کون آتا جو لخلخہ اور عطر سنگھاتا
اور ہوش میں لاتا۔ بیچاری بیہوش
پڑی رہی۔ آپ ہی کوئی گھنٹہ

ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد آنکھ کھولی
ادھر ادھر دیکھا کوئی آس پاس
نہ پایا۔ ایک مرتبہ پھر آواز دی
پھر بھی مایوس و ناکام رہی کوئی
نہ آیا۔ آخر آپ ہی اٹھی ہمت
کی اور آگے چل دی۔ چلتی رہی
اور یوں ہی جا بجا روشنی ملتی رہی
ایک دو جگہ جو تھکی تو بیٹھ گئی۔
پھر اٹھی پھر چل دی۔ چلتے چلتے
ایک بڑا دروازہ آیا جس پر تین
کے سنگین کواڑ چڑھے ہوئے تھے۔
مگر بند تھے۔ اس کے اِدھر اُدھر
دو تصویریں بنی ہوئی تھیں جن میں
ایک پھول وتی کی تھی۔ دوسری
ہری سنگھ کی۔ اور ان تصاویر
کے پاس بیحد روشنی تھی اور اُن کے
نیچے مبارکبادی کے کچھ اشعار لکھے
ہوئے تھے جن سے یہی مفہوم
ہوتا تھا کہ کوئی بڑی خوشی کی بات
پیدا ہونے والی ہے جو یہ اشعار
لکھے گئے ہیں۔

تصویر دیکھکر راجکماری کو بیحد
خوشی ہوئی حد بیان سے باہر تھی
تصویر ہی سے مخاطب ہوئی تصویر
پیاری تصویر کیا تو نے ہی مجھے بلایا تھا

مگر افسوس جس کی تو تصویر ہے وہ
مجھے اب تک بھی نہ ملا۔ یہ میری
تقدیر ہے مگر خیر ؎

اتنا بھی غنیمت ہے تری طرف سے پیارے
کھڑکی نہ رکھی روزن دیوار تو رکھا

یہ باتیں کرکے بھی جب اپنے
دل کی بھڑاس نکال چکی۔ تو اب
فکر ہوئی کہ آخر ان کواڑوں کو کیونکر
کھولوں اور مکان کے اندر کیونکر
جاؤں۔ افسوس مجھے تو اہل مکان
کا نام بھی معلوم نہیں ہے۔ کہ
آواز دیکر پکار لیتی۔ اور دروازہ کھلوا لیتی
پھر بھی جب تنگ ہوگئی تو یوں
کہہ کر آواز دی۔ کوئی اندر ہے۔
جواب۔ کون پھولوتی۔
پھولوتی۔ جی۔
اس کے بعد کوئی جواب نہ ملا
اور اکدم دروازہ کھولدیا گیا۔
پھول وتی اندر گئی اور دیکھا
کہ ایک بڑھیا عورت زرق برق
کپڑے پہنے ہوئے کھڑی ہے
ایک پھولوں کا گلدستہ اس کے
ہاتھ میں ہے۔ ماتھے پر چندن کا
تلک ہے۔ ہاتھوں میں چوڑیوں کے
کڑے پڑے ہوئے ہیں۔ جس سے

اس کے بڑھاپے میں بھی ایک
جوانی کا سا رنگ پیدا ہوگیا ہے۔
پھول وتی نے اسے دیکھتے
ہی سلام کیا۔ اور ارادہ کیا کہ
کچھ پوچھے۔ مگر بڑھیا نے یہ موقع
ہی نہ دیا۔ اُس نے سلام لیتے ہی
اس کا ہاتھ پکڑا۔ اور کسی ایسی
زبان میں دعائیں پڑھیں جنھیں
پھول وتی نہ سمجھی وہ پڑھ پڑھ کر
اس کے اوپر پھونکتی رہی اور
اس کے بعد اُس نے ایک
پیالی نکالی جس میں پہلے ہی سے
زعفران گھلا ہوا رکھا تھا۔ اُسنے
ایک قلم نکالا اور اس سے ایک
نقش کھینچا۔ اور راجکماری کی
پیشانی پر چپکا دیا۔ اسنے ہر چند
پوچھا بھی مگر یہ بڑھیا ہنس کر
ٹال گئی۔ جب یہ بھی ہنس کر رہ گئی
اُس کے بعد یہاں جو ایک صندوق
رکھا ہوا تھا اُسے کھولا۔ اور اسمیں
سے ایک پیالہ چینی کا نکالا جسمیں
بہت سے نقش و نگار تھے۔ اور
ایک پیالی کی سی صورت بن رہی تھی۔
بڑھیا۔ لڑکی ذرا بیٹھ جا۔
پھول وتی۔ سچ سچ کیوں نہ کہدیں

میری سمجھ میں تو تمھاری ایک
بات بھی نہیں آتی ہے کہ تم نے
یہ کیا کیا۔

بڑھیا۔ بیٹی۔ تو تم کو اس سے
کیا مطلب ہے یہ سب باتیں کبھی خود بخود
تمھاری سمجھ میں آجائیں گی۔ اب
پوچھنے سے فائدہ نہیں ہے۔ تم
صرف اس کو دیکھ لو۔

پھول وتی نے پیالہ کو غور
سے دیکھا لیکن کوئی مفید مطلب
بات نہ پائی۔ جب یہ خوب دیکھ چکی
تو بڑھیا نے پیالہ اس کو دیا۔ اور
کہا کہ اس کو اپنی جان سے
زیادہ عزیز رکھنا۔

پھول وتی۔ آخر کوئی بات تو بتا
ہی دو کہ یہ کس کام آئے گا۔

راجکماری کی یہ بات سنکر
بڑھیا نے پھر ہنسکر جواب دیدیا
کہ تم فضول بار بار مجھ سے یہ پوچھتی
ہو۔ وقت پر تمھیں خود معلوم ہو جائیگا

اب ہم یہ بھی بتانا چاہتے
ہیں کہ پھول وتی جس وقت تک
کہ یہ دروازہ نہ کھلا تھا یہ سمجھ
رہی تھی کہ اندر سے یہ بڑا بھاری
مکان ہوگا۔ مگر جب بڑھیا نے کواڑ
کھولے تو اس کی سب امیدوں پر
پانی پھر گیا۔ یا بالفاظ دیگر اسکے
سب خیالات تار عنکبوت ثابت
ہوئے یعنی یہ ایک چھوٹی سی کوٹھری
نکلی جس میں ایسا ہی ایک اور
دروازہ تھا جیسا کہ ابھی ابھی
یہ دیکھ چکی تھی اور یہ بھی [illegible]

جب بڑھیا یہ سب کام کر چکی
تو اس نے کہا کہ لو تم [illegible]۔ اور
آگے جاؤ۔ میں ادھر جاتی ہوں

پھول وتی۔ واہ تم کہاں چلیں
اس تنہائی میں ڈر [illegible]
ہے سو تم بھی کنارہ کرنے کے لیے
تیار ہو۔

بڑھیا نے اس کا بھی کوئی جواب
نہ دیا اور وہ ہنسکر دروازہ سے
نکل باہر سے دروازہ بند کر کے
چلتی بنی۔

پھول وتی کو اب یہ موقع بھی
نہ رہا کہ وہ بھاگ کر اس کا ہاتھ
پکڑ لے۔ وہ قید بلبل کی طرح اس میں
بند رہ گئی۔ مجبور و ناچار ہوئی۔
دل ہی دل میں بڑھیا کو بہت
کچھ کوسا مگر اس سے کیا فائدہ تھا
وہ کوستی یا کچھ کرتی بڑھیا پاس

نہ بیٹھی تھی کہ سنکر ناراض ہوتی یا
کوئی جواب دیتی - جب دیر ہوگئی
اور اس کا بیٹھے بیٹھے یہاں دم
گھبرانے لگا تو اب خواہ مخواہ اسے
اسی بڑھیا کی نصیحت پر عمل کرنا
پڑا کہ جاؤ آگے قدم بڑھاؤ -
آگے جاتی تو کہاں جاتی سامنے
وہی بند دروازہ تھا اسی کو کھلوانا چاہا
آواز دی کہ کوئی اندر ہے -
جواب - تم کون ہو پھول وتی -
پھول وتی - ہاں میں بدنصیب
پھول وتی ہوں -
جواب - تو کیا دروازہ کھولدیا جائے
پھول وتی - یہی تو میں چاہتی ہوں
اس مرتبہ کوئی جواب نہ ملا -
جھٹ سے دروازہ کھل گیا - اور
برعکس بڑھی کے یہاں ایک
جوان عورت - جو نہایت ہی حسین
وخوبصورت تھی - جسکا ایک
ایک عضو ہزاروں تعریفوں کا مستحق تھا -
مگر یہ بتادینا ضرور ہے کہ یہ
عورت بھی جس میں بیٹھی تھی ایک
پہلی کی طرح کوٹھری تھی - اور اس
میں بھی بدستور دروازہ تھا کہ
جس میں کواڑے اسی نمونہ اور
اسی انداز کے لگے ہوئے تھے -
پھول وتی نے پہلی ہی نظر میں
کوٹھری کو دیکھ لیا - کہ یہ بھی وہی
معاملہ ہے - وہ سب سے پہلے
اس حسینہ عورت سے یہ پوچھنے لگی
کہ بہن کہیں تم بھی تو اس بڑھیا
کی طرح بے مروت نہیں ہو -
حسینہ - بے مروت کیسی -
پھول وتی (ہنسکر) ہاں وہ
تو بہت ہی بے مروت تھیں -
صرف ایک پیالہ دیکر اور
نصیحت فرماکر کہ دیکھو اسے
اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھنا
ہمارے پاس سے نو دو گیارہ
ہوگئیں بلکہ ستم یہ کیا کہ دوسری
طرف سے کوٹھری کے کواڑے
بھی بند کر گئیں -
حسینہ - خیر وہ بیمروت نہ تھی -
اُسے بیمروت نہ کہو -
یہ کہہ کر اُس نے ایک صندوق
جو یہاں اسی پہلی کوٹھری کی
طرح رکھا ہوا تھا کھولا اور اس
میں سے کچھ مشک نکالا - ایک
پیالہ میں گھولا - اور بازوؤں پر
کچھ لکھدینے کا ارادہ کیا - یعنے

پھول وتی سے کہا کہ ذرا اپنے
بازو کھول دو۔
پھول وتی۔ مگر میں اب تک
نہیں سمجھی کہ میرا جسم سیاہ کرنے سے
کیا فائدہ ہوگا۔ اور تم کیوں ایسا
کرتی ہو۔
حسینہ۔ سکھی۔ کیوں پوچھتی ہو
یہ باتیں ابھی تمھاری سمجھ میں آنے والی
نہیں ہیں۔
پھول وتی۔ یہ خوب بات ہے
آخر ایسا ان میں کونسا بھید ہے
جو تم جیسی ہوشیار کے سمجھانے سے
بھی میں نہ سمجھوں گی۔
حسینہ۔ نہیں تم اس وقت کچھ بھی
نہ سمجھ سکو گی۔ لو بس جلدی کرو۔
دیکھو میری پیاری اپنا بازو کھول دو
پھول وتی۔ دیکھیے ضد میں آپ
بھی کچھ بڑھیا سے کم نہیں معلوم ہوتیں
یہ کہہ کر بازو کھول دیا۔ اور حسینہ
نے قلم سے ایک نقش کھینچ دیا۔
بعدہ ایک ناریل نکالا۔ کماری
کے دونوں ہاتھوں پر وہ رکھ دیا
اور آپ بالمقابل اور سامنے کھڑی
ہو کر کچھ پڑھنے لگی۔
پھول وتی خاموش سنتی رہی
اور کچھ بھی نہ پوچھا جب یہ پڑھ چکی تو
پھول وتی نے کچھ اور سوال کرنا چاہا
مگر اُسنے بھی سوال کا موقع نہ دیا
جا کر صندوقچی کھولا اور ایک انگشتری
نکالی۔ اور راجکماری کے پاس
لائی۔ کہا پیاری ذرا تم اپنا ہاتھ تو
دکھاؤ۔ شاید تمھاری انگلی میں
ٹھیک آجائے تو پھر میں یہ انگشتری
تمھارے ہی حوالے کردوں گی تمھارے
ہاتھ میں یہ اچھی معلوم ہوگی۔
راجکماری نفی میں جواب دینے والی
تھی۔ اور یہ الفاظ اس کی زبان
سے نکلنے والے تھے کہ مجھے ضرورت
نہیں ہے۔ مگر اس درمیان میں انگوٹھی
پر نظر جا پڑی اس کے اوپر ایسے
اچھے نقش و نگار تھے۔ اور اُس کا
نیلا نگینہ ایسا خوبصورت اور خوشنما
تھا کہ وہ یہ کہنے لگی۔ ہاں ہاں لاؤ
میرے ہاتھ میں اچھی کیوں نہ لگے گی
ٹھیک آئے گی۔ لاؤ مجھے دو۔
حسینہ تو خود دینے کے لئے لائی ہی
تھی۔ اپنے نازک ہاتھوں سے
پھول وتی کے ہاتھ میں پہنا دی۔ اور ساتھ ہی
مبارکباد دی کے کچھ شعر گائے۔
اس کے بعد اس نے بھی کہہ دیا

کہ اب تم آگے قدم رکھو - میں ذرا
اس دوسری کوٹھری سے تمھارے
لئے ایک اور چیز لے آؤں -

پھول وتی - تو کیا تم بھی مجھے رستہ
ہی بتا دوگی -

حسینہ - نہیں میں تمھارا ساتھ دونگی -

پھول وتی - اچھا جاؤ جو کچھ لانا
ہو لے آؤ -

حسینہ یہ کہکر اس دوسری کوٹھری
کے دروازہ سے نکلکر پہلی کے دروازے
میں گئی مگر کماری کے خیال کے
موافق اُس نے بھی دغا دی اور اُس
دروازہ کو بند کر لیا - جس سے کہ پھر
طائر مقید کی طرح اس کوٹھری کے
قفس میں پھڑ پھڑاتی رہ گئی - اور
چیخ مار کر یہ کہا کہ سکھی یہ بیوفائی
کچھ اچھی بات نہیں ہے اگر تم دوسری
کوٹھری میں موجود ہو تو دروازہ کھولدو
اور ایک مجھ سی مظلوم پر تم ہاتھ نہ ڈھاؤ
کسی مرتے کو اسے بیدادگر مارا تو کیا مارا
جو آپ ہی مر رہا ہو اسکو گر مارا تو کیا مارا
اس نے تو سب کچھ کہہ لیا - مگر
جواب کچھ بھی نہ ملا - کوئی ہوتا تو
جواب بھی دیتا - یہاں کوئی تھا
ہی نہیں - لہٰذا [illegible] سمجھا -

جب یہ بالکل مایوس ہو گئی اور
سمجھ لیا - کہ اُدھر سے کوئی بھی نہ کھولیگا
تو مجبور اگلے دروازہ پر دستک دی -
آواز آئی کہ کون ہے پھول وتی

پھول وتی - جی - دروازہ کھول دیجئے

ہاں وہی پھول وتی ہے -
کمرہ کھل گیا - اور اندر ایک
نہایت ہی با وضع کریہ المنظر حبشن
عورت نظر پڑی جسے دیکھکر پھول وتی
بھی سہم گئی - اور دلمیں سمجھی - کہ نیک
بڑھیا - اور خوبصورت سہیلی کا بدل
ملا - جیسی وہ نیک تھی چڑھے ہوتے
تھے - اور تنی ہوئی بھوؤں کی وجہ
سے اسی قدر یہ بد سیرت اور بدصورت
معلوم ہوتی ہے -

پھول وتی - آداب عرض ہے -

حبشن - ایشور ہر بات میں کامیاب کرے

پھول وتی - خدا تمھاری دعا قبول
کرے -

اس گفتگو کے علاوہ جو ایک دو اور
باتیں بھی ہوئیں اس سے پھول وتی
کو اپنے خیال کے برعکس اندازہ ہوا
یعنی حبشن کو پہلی دونوں جوان
اور بڑھیا عورتوں سے نیک اور
بامروت پایا - دل میں خوش ہو گئی -

مگر یہ کھٹک ضرور رہی کہ ایسا نہ ہو
یہ بھی مجھے دم دے جائے مگر خیر
جب یہ ایسا ارادہ کرے گی تو دیکھا
جائے گا۔ میرا ہاتھ ہوگا اور اس کا
دامن دیکھوں بھلا کیونکر مجھے پریشان
کرے گی۔ ایک طرف تو دل میں یہ سوچا
دوسری طرف کوٹھری کے ہر حال پر
نگاہ ڈالی۔ اور نگاہ بھی غائر مگر خیریت
سے سوائے ایک صندوق کے اور کچھ
یہاں بھی نہ تھا۔ ایک دوسرا دروازہ
اس میں بھی موجود تھا۔ جس کا انجام
اور نتیجہ تو یہ بخوبی سمجھ گئی کہ غالباً یہ
بھی بدستور سابق میرے ساتھ دغا
کرے گی مگر اپنی ہمت سے اپنے
دل کو سمجھا لیا اور تسلی دے لی یہ
اس سوچ میں ہے۔ ادھر بڑھیا
حبشن اٹھی۔ اور صندوقچہ کھول
ایک گٹھری نکال لائی۔ اور لڑکی
کا ہاتھ پکڑ کر کچھ دعائیں بدستور
پڑھیں اور اس پر دم کر دیں۔ ان
باتوں کی تو اب وہ قریب قریب
خوگر ہو گئی تھی۔ اس واسطے مطلق
اسے تعجب نہ ہوا۔ بلکہ جب وہ دعا
وغیرہ پڑھ کر اور [illegible]
تو اس نے یہ کہا کہ [illegible]

باتوں سے مطلب کیا ہے میں اس
سے پہلے اور بھی دو کوٹھریوں میں
یہ کیفیت دیکھ چکی ہوں۔
بڑھیا نے بھی حسب معمول کوئی
جواب نہ دیا۔ اور وہ بھی ہنس
پڑی۔ پھول وتی کو غصہ آگیا اور
اسی غصہ میں پھول کی طرح اسکا
منہ سرخ ہوگیا۔ بڑھیا تجربہ کار
تو تھی ہی تاڑ گئی اور اندازہ کر گئی
کہ لڑکی کا مزاج بگڑ چلا۔ لہذا اسنے
یہ کہہ کر ٹھنڈا کر دیا۔
بڑھیا حبشن۔ آخر تمہیں اضطراب
کیا ہے کیوں پوچھتی ہو ؎
رات دن گردش میں ہیں سات آسمان
ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا
پھول وتی۔ یہ جواب آپ نے
اپنی عمر اور اپنے تجربہ کے خلاف شان
دیا۔ مجھے اس کی امید نہ تھی۔ کیا
کیا سمجھتی ہو کہ سب [illegible] کہتی ہیں
کہ پوچھ کر کیا کروگی مگر آپ نہیں سوچتیں
کہ ایک معمولی بات کہنے میں
تمہارا کیا نقصان ہے۔ ؎
[illegible]
[illegible]
بڑھیا حبشن [illegible]

تم اتنا گرم ہوتی ہو کہ ہمیں بات نہیں بتاتے اچھا پوچھو کیا پوچھتی ہو۔ میں تمھاری سب باتوں کا جواب دونگی

پھول وتی۔ میرے سوال بھی تو کچھ ایسے اینڈے بینڈے اور باریک نہیں ہیں کہ اُن کے جواب دینے میں تم جیسی تجربہ کاروں کی عقل بھی چکر کھا جائے۔ اتنی سی ہی تو بات ہے۔ یہ جگہ کیا ہے اس مقام کا کیا نام ہے۔ میری باتیں سنکر خاموش کیوں ہو جاتی ہیں۔ اور ہنس کیوں دیتی ہیں۔ پہلی نیک بخت بڑھیا نے دعائیں مجھ پر کیوں پڑھیں نقش کیوں لکھا۔ یہ کمبخت پیالہ جسے جی چاہتا ہے کاسۂ گدائی کہہ کر پھوڑ ڈالوں) کیوں دیا۔ دھوکہ دے کر بھاگ کیوں گئیں اُسے میرا نام کیونکر معلوم تھا۔ دوسرے نیک رہتی۔ مجھ سے کب سے واقف تھی۔ اس نے میرے بازو پر کچھ کیوں لکھا۔ یہ انگشتری کیوں دی اتنی رفاقت کی کیا وجہ تھی اور پھر اُس محبت کے باوجود جس کا کہ اُس نے مجھ سے اظہار کیا تھا۔ پھر میری فرقت کیوں گوارا کی۔ علیٰ ہٰذا آپ کو میرا نام کیونکر معلوم ہوا۔ آپ نے دعائیں کیوں پڑھیں اب یہ گٹھری کیوں نکالی ہے۔ یہ سب باتیں ہیں جو مجھ کو آپ سے پوچھنی ہیں۔ میں آپ کی بہت ہی ممنون اور بیحد مشکور ہوں گی اگر آپ مجھے ان سب باتوں کا جواب دیدیں

بڑھیا۔ خوب کھل کھلا کر ہنسی اور کہا کہ ان سب باتوں کے واسطے آپ پریشان نہ ہوجیے۔ میں ابھی ابھی آپکو یہ باتیں بتا دونگی۔ مگر ایک شرط پر

پھول وتی۔ شرط بھی بتا دیجیے۔

بڑھیا۔ صرف دو چار باتیں مجھسے سن لیجیے۔

پھول وتی۔ میں تیار ہوں جو کچھ آپ کو فرمانا ہے فرمائیے۔

بڑھیا۔ صرف یہ بات ہے کہ آپ سے اُن دونوں نے جو جو کچھ کہہ دیا ہے ان سب کو بہت ہی اچھی طرح یاد رکھیے اور اُن کی دی ہوئی چیزوں کی ہمیشہ قدر کیجیے۔ اگر خدا نخواستہ آپ ایسا نہ کریں گی تو آپ کو نقصان پہونچ جانے کا اندیشہ ہے یہ باتیں تو اُن کے متعلق تھیں اب جو کچھ کہ مجھے آپ سے کہنا ہے وہ یہ ہے کہ آپ یہ لباس پہن لیجیے۔ جو میں آپکو

دیتی ہوں۔

یہ کہہ کر اُس نے گٹھری کھول لی اور ایک بہت ہی خوبصورت پوشاک جس پر وہ عمدہ کام ہو رہا تھا جسے دیکھکر آنکھوں میں چکا چوند سی پیدا ہوتی تھی نکالی کہ پھول وتی اُسے اس قید میں بھی پہن کر تھوڑی دیر کے واسطے خوش ہو گئی۔

بڑھیا۔ اب معلوم ہو گیا کہ تمھاری تدبیر بہت موزوں ہے۔ لہٰذا آنا کہ اسے رکھ لو اب میں تم کو تمھاری باتوں کا جواب دیتی ہوں۔ مگر ایں یہ سامنے کیا ہو رہا ہے دیکھوں۔ دیکھوں۔ ہیں یہ دونوں لڑ لڑ کر کیوں مری جاتی ہیں

پھول وتی۔ کہاں ہیں۔ مجھے تو کوئی ایسا نہیں دکھائی دیتا جو لڑ رہا ہو۔

بڑھیا حبشن نے اس کا کوئی بھی جواب نہ دیا وہ سامنے بھاگی ہوئی چلی۔ پھول وتی نے اپنے خیال کے موافق اگر اس کو پکڑنا بھی چاہا تو اُس نے یہ کہہ کر ایک جھٹکا دیا کہ چھوڑو تو سہی دیکھو میں ابھی ابھی واپس آتی ہوں۔ جس سے کمزور نازک پھول وتی گر گئی۔ اور بڑھیا حبشن نے پھرتی کے ساتھ باہر سے دروازہ بند کر دیا۔ اور یہ پھر اسی طرح رہ گئی تین مرتبہ چرکا کھا چکی تھی۔ کوشش بیکار رہی تھی۔ اس واسطے اس مرتبہ نہ کسی کو پکارا نہ بڑھیا کی بیوفائی۔ دغابازی وغیرہ کی کوشش کی۔ اک دم اگلے دروازے کے کواڑ پیٹنے شروع کر دئے۔ فوراً جواب بھی مل گیا۔ اور جواب بھی اسی انداز کا جیسا کہ پہلے ملا تھا۔ اور اُس نے بھی جواب الجواب میں وہی الفاظ کہہ دئے جو اگلے دروازوں پر کہتی ہوئی چلی آئی تھی۔ دروازہ کھل گیا اور یہ پھر ایک کوٹھری میں پہونچ گئی یہ کوٹھری معمول سے زیادہ سجی ہوئی تھی اور اس میں اتنا کچھ سامان تھا کہ یہ پہلے سے ایسا دیکھتی ہوئی نہ آئی تھی۔ اگرچہ یہ دیکھکر کہ اب آرام کی جگہ پہونچ گئی ہوں اور یہ ایسی جگہ ہے کہ مجھ جیسا آدمی رہ سکے پھول وتی کو خوشی تو ہوئی۔ مگر اس سے صدمہ ہوا کہ یہاں کوئی آدمی نہ تھا۔ پھر بھی اس نے اس جگہ کی مجموعی حالت پر نظر ڈالی تو پہلے سے اچھی معلوم ہوئی۔ ایک تو یہی

بڑی بات تھی کہ اس کے سامنے والے دروازے پر کواڑ نہ تھے۔ اور سامنے ایک ہرا بھرا باغ نظر آرہا تھا دوسری عمدہ بات یہ تھی کہ جن باتوں کی وہ متلاشی تھی اور جن باتوں نے اب تک اس کو پریشان کر رکھا تھا۔ جو راز نوک سنان کی طرح اُس کے سینہ میں کھٹک پیدا کر رہے تھے وہ اسے معلوم ہو گئے۔ اور معلوم بھی مفصل طریقہ سے ہو گئے اس طریقہ سے کہ ایک الماری میں ایک کتاب رکھی ہوئی ملی جس میں کچھ لکھا ہوا تھا اور پہلے صفحہ پر یہ مضمون تھا۔

پیاری پھول وتی متردد نہ ہو رنج نہ کر غم نہ کھا۔ تیری مصیبت کا زمانہ ختم ہو گیا۔ اب تمام عمر تو یہ عیش و عشرت رہے گی۔ کوئی دنیا کا رنج و غم تجھے نہ چھوئے گا۔ البتہ چند روز کے مصائب گوناگون ضرور برداشت کرنے ہوں گے۔ اور وہ کسی صورت سے ٹالے ہوئے نہ ٹلیں گے۔ اگر اُن کا ذکر کیا جائے تو تو بد دل ہو گی اس لحاظ سے اُن کا نہ کہنا ہی اچھا ہے۔ سُن یہ طلسم ہے۔ اور ہر چند یہ تیرے ہی نام پر بنا ہے۔ بانیان طلسم نے اس میں طرح طرح کی مشکلات پیدا کر کے اور بہت سی پیچدار عمارات بنا کر اس میں بہت سی بیش بہا چیزیں۔ اور بہت سا سامان پنہاں کر دیا ہے۔ بے حد دولت اور زر کے اس میں خزانے ہیں۔ جنکا ملنا راجکمار ہری سنگھ کی کوششوں پر منحصر ہے۔ اگر وہ سعی بلیغ کرینگے تو انھیں کو یہ سب دولت ملے گی۔ تم اس میں گم ضرور ہو گی تکلیفیں اٹھاؤ گی۔ تم کو بھی اغلب ہے کہ وہ چھڑائیں گے۔ اور بھی کئی اک تمھارے دوست و دشمن اس میں آئیں گے۔ جن سے تمھارے طرح طرح کے واسطے پڑیں گے کئی اک چیزیں جو تم کو ملی ہیں اُن کو حد سے زیادہ عزیز رکھو اُن کی خاصیت بہت عمدہ ہیں اور بہت مصیبتوں اور وقتوں میں تمھارے آڑے آئیں گی تمھارا نقش پیشانی اس لئے ہے کہ اگر یہ صحیح و سالم رہا تو اس طلسم کا ہر ایک موذی جانور تمھارے ستانے پر قادر نہ ہوگا۔ مگر اس کا اسی طرح رہنا شرط ہے اگر اس کا ایک ہندسہ بھی مٹ گیا۔ یا اس پر کسی صورت

سے ایک بوند بھی پانی گرایا گیا تو
سمجھ لو کہ اس کی تمام خاصیت باطل
اور کالعدم ہو گئی۔ وہ پیالہ جو
تمھیں دیا گیا ہے اس کی یہ تاثیر ہے
کہ وہ ہر وقت تم پر مصیبت آنے کے
سرخ ہو جائے گا۔ جس سے تم پیشتر
سے ہوشیار ہو کر اپنے آپ کو بچا سکو
اور انتظام کر سکو۔ اس کے تمام
نقش و نگار بادی النظر میں تم کو
بیکار معلوم ہوں گے۔ مگر یہ اس
تمام طلسم کا نقشہ ہے۔ ایک خاص
بات یہ بھی ہے کہ یہ سرخ اسی جگہ
ہوگا اور اس کے اسی خانہ میں
سرخی کی جھلک نمودار ہوگی جس
جگہ سے کہ تم پر مصیبت آنے والی ہے
دوسرے نقش یا نقشوں کی خاصیت
یہ ہے کہ اس طلسم کا یا اور کسی کا جادو
تم پر کارگر نہ ہوگا اور تمھارے دشمن
تمھارے مقابلہ میں ہرگز ہرگز
فتح یاب نہیں ہو سکتا ہے۔ انگوٹھی
کی خاصیت یہ کہ جس وقت تم
دھوپ میں چمکا کر کسی زبردست
سے زبردست چیز پر اس کا عکس
ڈالو گی وہ خاک سیاہ ہو جائیگی
تیسری چیز جو لباس ہے اور اسے

تم پہن کر بھی دیکھ چکی ہو۔ اس کی
خاصیت یہ ہے کہ اس انگوٹھی کو
اتار دو اور لباس کو پہنو۔ پھر اس
انگوٹھی کو پہن لو۔ تم اسی وقت عام
نظروں سے پوشیدہ ہو جاؤ گی۔
اور کوئی تم کو دیکھ نہ سکے۔ یہاں پر
یہ عبارت ختم ہو گئی۔ اور لکھا ہوا تھا
کہ اس کتاب کو اپنے ساتھ رکھو اور
نہایت احتیاط سے رکھو۔ ایسا نہ ہو
کہ کوئی کسی صورت سے تم سے
اس کو دیکھ لے تم بھی اس کو بلا ضرورت
کبھی نہ دیکھنا۔ جب دیکھو ضرورت
کے وقت دیکھنا۔ تم کو اس میں
اس طلسم کے متعلق بہترین بہترین
باتیں معلوم ہو جائیں گی۔ اور جو
تمھارے حق میں مفید اور مناسب
ہوگا وہ بھی اس سے تم کو اس کتاب
کے ذریعہ سے معلوم ہو جایا کرے گی
اور پھر تم اسی پر عمل کرنا۔ اگر تم
اس کے خلاف کرو گی خطا پاؤ گی
بس اس وقت تم اس کھلے ہوئے
دروازہ میں قدم رکھو اور طلسم کے
عجائبات کا مشاہدہ کرو۔ مگر پھر کہا
جاتا ہے کہ بہت احتیاط سے کام لینا
پھول وتی نے اپنے دل میں یہ

سوچا کہ اب میں طلسم میں آہی گئی
طلسمی کتاب نے جو پہلے پیشگوئی
کی تھی وہ آخر پوری ہو کر رہی تقدیر
نے دوبارہ اس چکر میں ڈال دیا
خیر پھر اب ڈرنا کیا ہے۔ اندر چلوں
اور دیکھوں کیا ہوتا ہے چنانچہ
اندر چل دی۔ سامنے جا کر دیکھا کہ ایک
نہایت ہی سرخ محل بنا ہوا ہے۔
جو باغ کے بیچوں بیچ واقع ہے۔
مگر اس قدر سرخ ہے کہ بیر بہوٹی
کو شرما رہا ہے۔ اس محل کے گرداگرد
رنگ برنگ کے خوبصورت پھول
کھلے ہوئے ہیں۔ خوش الحان جانور
بول رہے ہیں [illegible]
پھولوں اور کلیوں کے گرد [illegible]
چھوٹے پھرتے ہیں۔

سب سے زیادہ حیرت انگیز اس میں
جو بات ہے وہ یہ ہے کہ یہ محل
معلق ہے۔ اور زمین سے بہت
بلند ہے اور پھر بھی اس میں دروازہ
ہیں۔ اور چاروں طرف زینہ
لگے ہوئے ہیں جن سے بہ آسانی
آدمی اوپر چڑھ سکتا ہے جیسا کہ
عجیب یہ محل ہے [illegible]
بھی ہے۔ صناع نے ایسا نفیس
بنایا ہے جیسے نظر ہٹانے کو [illegible]
انسان کا جی نہیں چاہتا۔ ایک تو
اس کا رنگ ہی ایسا خوشنما ہے
کہ کسی صورت سے اس کی [illegible]
آدمی سیر نہیں ہو سکتا [illegible]
اس کے عجائبات گوناگوں اور
بھی متحیر کرنے والے تھے پھولوتی
کھڑی ہو کر دیر تک اس عجیب
روزگار محل کا تماشہ دیکھتی رہی [illegible]
اب اس کے جی میں [illegible]
کچھ ہو کسی نہ کسی طرح [illegible]
اوپر پہنچ کر اس محل کو دیکھے
کہ اس کے اندر [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
چاہیے۔ لاؤ پہلے کتاب کو دیکھوں
اس میں کچھ نہ کچھ اس کے متعلق
بات لکھی ہوئی ہوگی چنانچہ فوراً
اس کتاب کو کھولا۔ اگلے صفحہ پر
جس جگہ سے کہ وہ دیکھ چکی تھی
مندرجہ ذیل عبارت لکھی ہوئی [illegible]
محل [illegible]
[illegible]

اس سے زیادہ کتابیں کوئی پتہ نہ ملا۔ کماری کو شوق تو جڑا ہی رہا تھا جیسے نکلنا نہ ایک زینہ سے اوپر چڑھ گئی۔ دیکھا کہ اس کے ایک کمرہ میں نفیس تخت رکھا ہوا ہے جس پر سرخ مخمل کا ایک گدا بچھا ہوا ہے۔ اور اس پر ایک بڑا بھاری اژدھا بیٹھا ہوا ہے جس کے منھ سے آگ کے شعلے نکل نکل کر بلند ہوتے ہیں اس کے دم میں یہ تاثیر ہے کہ وزنی سے وزنی چیز کھینچ کر خود بخود اس کے حلق میں پہونچ سکتی ہے۔ راجکماری نے ایک نظر اس کو دیکھا تھا کہ اسکے دم کے ساتھ کھنچی ہوئی چلی گئی اور پھر اسے یہ خبر نہ رہی کہ کہاں گئی کہاں نہیں۔ اب ہم بھی دوسرے موقع کے لئے اس کے ذکر کو اٹھائے رکھتے ہیں۔

گیارھواں باب

آدھی رات کا وقت ہے کہ ہنومان سنگھ اپنے کمرے میں پڑے ہوئے کروٹیں بدل رہے ہیں۔ اور [illegible] تڑپتے ہیں مگر اس سے کچھ بھی ان کو افاقہ نہیں ہوتا وہ بار بار آہ سرد کھینچتے ہیں مگر اس سے ان کے دل کی بھڑاس نہیں نکلتی ہے۔ کہ اتنے میں ان کی آنکھ کھلتی ہے اور وہ اپنے پاس کسی آدمی کو بیٹھا دیکھتے ہیں۔ گھبرا کر پوچھتے ہیں کہ کون پاس والا آدمی جواب دیتا ہے۔ اور اس وقت آپ کے پاس آنے کی کسی کی کیا مجال ہے آپکا داس بدری ناتھ عیار ہے۔

ہنومان سنگھ۔ تم جب آتے ہو ایسے وقت آتے ہو کہ ہمیں تکلیف ہوتی ہے۔

عیار۔ حضور میرا تو یہی فرض ہے کہ جب جب جس جس وقت مجھے خبر معلوم ہو کہ پھول وتی کہاں ہے یا کس حال میں ہے آپکو مطلع کر دوں۔ چنانچہ آج گیارہ بارہ روز سے میں اس کی تلاش میں تھا۔ اور مجھے کہیں کوئی پتہ نہ ملا تھا۔ لہذا حاضر ہونے سے معذور و مجبور تھا۔ اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ وہ کہاں ہے۔ تو میں آپ کے پاس حاضر ہوا۔

ہنومان سنگھ۔ اچھا اچھا۔ کہو۔

کہاں ہے پھول وتی۔

عیار۔ اگرچہ میں نے خود نہیں دیکھا مگر اپنے ایک شاگرد سے بہت ہی معتبر ذریعہ سے معلوم ہو گیا ہے کہ وہ ایک مندر میں ہے اور اس کے ساتھ دو اور عورتیں ہیں۔ یہ مندر یہاں سے بہت زیادہ دور نہیں ہے۔ عرصہ سے ویران پڑا ہوا ہے آدمی ڈر کی وجہ سے روز روشن میں بھی اس میں نہیں جا سکتا ہے۔

ہنومان سنگھ۔ تم تو بڑی نادانی کے کام کرتے ہو جب تم کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ پھول وتی وہاں ہے تو تم خود ہی اسکو کیوں نہ لے آئے تھے۔

عیار۔ میں نے یہ سوچا کہ جب حضور خود وہاں پہونچ سکتے ہیں تو مجھے ضرورت نہیں ہے کہ میں راہگیری کو کوئی تکلیف پہونچاؤں۔

ہنومان سنگھ۔ تو کیا اسی وقت میں تمھارے ساتھ ساتھ چلوں۔

عیار۔ آپ کے چلنے کی سخت ضرورت ہے۔

ہنومان سنگھ۔ میں ابھی چلتا ہوں۔

عیار۔ مگر حضور نے میری جانفشانی بھی ملاحظہ فرمائی کہ دس بارہ روز سے پریشان پھر رہا تھا کسی وقت کھانے کو ملا۔ اور کسی وقت نہ ملا۔

ہنومان سنگھ۔ عیار سب ہی ایسا کرتے ہیں۔ تمھیں پر منحصر نہیں ہے۔

عیار۔ حضور ایسے بہت کم کرتے ہیں۔

ہنومان سنگھ۔ خیر تم کو صلہ بھی معقول دیا جائے گا۔ اگر اس مرتبہ وہ میرے ہاتھ لگی تو یہ بھی خوب سمجھ لو کہ میں بغیر شادی کئے ہوئے رہ نہیں سکتا۔ دو باتیں ہیں یا اسکی اور میری شمع حیات گل ہو جائیگی اور یا میں بخوشی و خرمی گلستان مراد میں میوہ چنوں گا اور بہرہ مند ہونگا۔

یہ کہتے ہوئے دونوں کے دونوں اصطبل تک آئے اور ایک سائیس کو حکم دے دیا کہ گھوڑا کسے اور اس نے گھوڑا کسا۔ اور ہنومان سنگھ اس پر سوار ہو عیار نابکار کو اپنا رہبر بنا کر چلتے بنے۔

ہم ناظرین کی آسانی کی وجہ سے یہ بات پردہ میں رکھنا نہیں چاہتے کہ یہ وہی دن ہے جس روز پھول وتی مندر کے طلسم میں غائب ہوئی ہے ہنومان سنگھ کے عیار مدت سے کیا بلکہ جب سے کہ یہ غائب ہوئی تھی اسی وقت سے جنگلوں اور پہاڑیوں

ہیں ٹھوکریں کھاتے پھرتے تھے۔ اور جا بجا
مستغرق ہو رہے تھے۔ گو انھوں نے
ان تینوں ساتھیوں کو یہاں دیکھ لیا
تھا۔ اس لیے فوراً وہ ہنومان سنگھ
کی خبر لینے آگئے تھے۔ یہ بھی ہم ساتھ
ہی ظاہر کیے دیتے ہیں کہ دیکھنے والا
خود پھلواری تا تو عیار تھا۔ مگر اُسنے
مصلحت وقت کی وجہ سے بہانہ کر دیا تھا
کہ میرے کسی ساتھی نے دیکھا تاکہ اگر
بالفرض وہ یہاں سے غائب بھی
ہو جاتے تو یہ کہہ سکتے کہ میری غلطی نہیں
ہے۔ اُس نے اتنی ہوشیاری کی تھی
اور اپنے وقت یہ مندر کی کنڈی
باہر کی طرف سے بند کر آیا تھا تاکہ
یہ تینوں کی تینوں غائب نہ ہو سکیں
نہ لانے میں بھی کوئی خاص مصلحت
تھی [illegible] وہ پھولوتی کا پشتارہ
[illegible] آتا تو اس وقت کچھ ہرج
[illegible] خبر [illegible] ہے ؎

رموز مصلحت [illegible] خسروان دانند
گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

رات کی تاریکی کے دامن میں
یہ دونوں سوار جا رہے تھے اور
اپنے اپنے خیال کے موافق ذہن
میں ہر ایک نے منصوبے گانٹھ رکھے
تھے۔ کہ انھیں سناٹا سا معلوم ہوا اور
سائیں سائیں کی آوازوں سے اُن کے
کان آشنا ہوئے۔

دونوں نے گھوڑے تھام کر
حسب ذیل گفتگو کی۔

ہنومان سنگھ۔ معلوم نہیں یہ اسوقت
ہولناک آواز کہاں سے آرہی ہے

عیار۔ میں بھی نہیں کہہ سکتا۔ یہ
کیا بات ہے۔

ہنومان سنگھ ؎

بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

عیار۔ ہاں کچھ نہ کچھ تو ہے۔ اور
دیکھیے دم بدم یہ آواز تیز ہوتی ہے

یہ اتنا ہی کہنے پائے تھے کہ تمام
جنگل میں روشنی ہونی شروع ہوئی
اور ایک دم اس روشنی کے ساتھ
ساتھ ایک عورت خونی لباس پہنے
ہوئے ہاتھ میں ایک تلوار تیر سے
ہوئی اُتری۔ اور ان دونوں کے
گھوڑوں کے سامنے کھڑی ہوگئی
اور ہنومان سنگھ سے مخاطب ہوکر
بولی۔ آپ کون ہیں۔

ہنومان سنگھ۔ میں راجہ طوطا گڑھ
اور یہ میرا عیار۔

عورت۔ ہاں ہم نے آپکو بھیجا تھا
ہنومان سنگھ۔ حکم۔
عورت۔ میں اُمید کرتی ہوں کہ
آپ میری سب باتوں کا بلا کچھ سوال
کئے ہوئے جواب دیتے جائیں گے
اگر آپ جواب نہ دیں گے تو یاد ہے
کہ میں ایک بڑی زبردست قدرت
رکھنے والی عورت ہوں دم میں پتھر
سے کچھ کر سکتی ہوں۔
ہنومان سنگھ۔ میں راجہ ہوں ایک
حصہ دنیا کی عنان میرے ہاتھ میں
ہے۔ مجھ پر آپ کی یہ دھمکیاں کیا اثر
کریں گی۔ اور میں ان کی کیا پرواہ
کروں گا۔ مگر اس میں ذرا بھی کلام
نہیں ہے کہ میں سب باتوں کا جواب
بہ خوشی دینے کے لئے تیار ہوں۔
عورت۔ تو اب میرے اور آپ کے
نزاع کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ سنا گیا
ہے اور یہ صحیح بھی ہے کہ آپ کسی
عورت پھول وتی پر عاشق ہیں۔
اور وہ آپ کے قابو میں تھی۔
ہنومان سنگھ۔ ضرور۔
عورت۔ ہری سنگھ والی راجگڈھ
کا لڑکا بھی اُسکا ایک عاشق ہے۔
ہنومان سنگھ۔ ہاں یہ بھی سنا ہے

اور اس کی صحت و عدم صحت کا میں
ذمہ دار نہیں ہوں۔
عورت۔ بس وہ آپ کے رقیب ہوئے
ہنومان سنگھ۔ ہوا کریں میں ایسوں
کی پرواہ نہیں کرتا ہوں۔
عورت۔ اس سے یہ مطلب ہے کہ
آپ نے اُن کی بے ادبی اور دخل
در معقولات کا انہیں مزا بھی چکھایا
یا نہیں۔
ہنومان سنگھ۔ یہ آپ مجھسے نہ پوچھیے
عورت۔ بلکہ میری تمام گفتگو کا
لب لباب یہی تھا۔
ہنومان سنگھ۔ خیر یہ بھی جواب لیجیے
کہ اب وہ میرا کچھ بنا نہیں سکتے اور
میں اُن کو گرفتار کر چکا ہوں۔
عورت۔ تو انھیں آپ میرے سپرد
کر دیجئے۔ جیسے کہ آپ اُن کے ہاتھ
سے ستم دیدہ ہیں اسی طرح میں بھی
اُن کے ہاتھ سے بڑا زبردست چرکا
اُٹھائے ہوئے ہوں۔
ہنومان سنگھ۔ آپکو کیا چرکا لگا ہے
عورت۔ یہ کچھ نہ پوچھئے۔ صرف
یہ جواب ہے کہ اُنھوں نے مجھ سے
بڑی بھاری دغا کی ہے اگر آپ اُنکو
میرے حوالے کر دیجیے گا تو میں اُنکا

خاتمہ کردوں گی اور آیندہ کو ہمیشہ کے واسطے اُن کے شر اور اُن کے نقصان سے آپ کو بے خوف کردونگی مگر آپ میری اس درخواست کو نامنظور نہ کیجیئے۔

ہنومان سنگھ۔ میں انھیں اس طریقہ سے مارنا نہیں چاہتا کیونکہ وہ ایک مرتبہ میرے دوست رہ چکے ہیں اس کا بدل میں یہ کروں گا کہ پھول وتی سے میں شادی کروں گا۔ اور انھیں سامنے بلاؤں گا اگر وہ بخوشی خاطر اجازت دیدیں گے تو فبہا۔ ورنہ پھر ہم سے جو کچھ ہوگا وہ اُن کے ساتھ کریں گے۔

عورت۔ اگر آپ انھیں میرے حوالے نہ کریں گے تو ہرگز یہ امید نہ رکھئے کہ آپ کی اُمید پوری ہوگی اور آپ پھول وتی کے ساتھ شادی کرسکیں گے۔

ہنومان سنگھ۔ کیوں۔

عورت۔ اس واسطے کہ پھول وتی میرے قبضہ میں ہے۔ میں نے ہی اُسے آپ سے جدا کردیا ہے اور اُسے اپنے دوست کے پاس چھوڑ دیا ہے۔

ہنومان سنگھ۔ اچھا اگر میں آپ کے حوالے کردوں تو آپ کیا کریں۔

عورت۔ تو میں بھی آپ کے ساتھ وہ سلوک کروں کہ آپ کی روح خوش ہوجائے

ہنومان سنگھ۔ بھلا کیا۔

عورت۔ یہ کہ پھول وتی کو آپ کے حوالے کرکے اُس پر آپ کو پورا پورا اختیار دیدوں کہ آپ جو چاہیں کریں

عیار نے یہ گفتگو سُنی اور اُسے سخت سے سخت تعجب ہوا۔ کہ اے پرمیشور یہ معاملہ کیا ہے میں نے پھول وتی کو مندر میں دیکھا ہے اور یہ کہتی ہے کہ وہ میرے قبضہ میں ہے ممکن ہے کہ جن عورتوں کو میں نے اُس کے ساتھ دیکھا ہے ایک اُن میں سے یہ بھی ہو۔ ادھر ہنومان سنگھ کچھ سکتے کے سے عالم میں آگئے اور انھیں شبہ ہوا کہ کہیں یہ اور کسی کا تو عیار نہیں ہے کہ مجھے دھوکہ دے کر لیئے جارہا ہو۔ لہذا ادھر دیکھا

عیار۔ مہاراج مجھ سے بدگمان ہونا فضول ہے۔ آپ کا خیال غلط ہے اور ان کا بیان سراسر لغو ہے۔

عورت۔ میں ہمارا بیان اور لغو۔ کیونکر

عیار۔ دیکھئے یہ جو کچھ کہہ میں کہنے والا ہوں اس سے مجھے بحث کرنی مد نظر

نہیں ہے۔ کبھی آپ ایسا سمجھکر مجھے گستاخ قرار دیدیں۔ مگر ہر شخص اپنے خیال اور اپنے معلومات کی بابت بحث کیا کرتا ہے یہی میرا حال ہے میرا خیال ہے۔ کہ پھول وتی کی نسبت آپ نے جو کچھ کہا اس میں آپ نے غلطی کی ہے کیونکہ ابھی ابھی میں نے دیکھا ہے کہ پھول وتی معہ اور دو عورتوں کے ایک سندوق میں پڑی ہوئی ہے۔ اور وہ بے خبر سو رہی ہے

عورت۔ ہرگز نہیں ایسا نہیں ہوسکتا وہ جہاں کہیں ہے اس سے تمام عمر رہائی نہیں پاسکتی تمھاری نگاہ یا تمھاری عقل نے غلطی کی ہوگی

عیار۔ میں اپنے دعوے میں بالکل سچا ہوں۔

عورت۔ اگر تم سچے ہو تو چلو مجھے دکھا دو۔

عیار۔ یہ آپ مہاراج سے کہیے میں اس میں کوئی جواب نہیں دیسکتا۔

عورت پھر ہنومان سنگھ سے مخاطب ہوئی۔ اور کہنے لگی کہیے آپ مجھے اپنے ساتھ لیجانے میں کوئی خاص اپنا ہرج تو نہیں سمجھتے ہیں۔

ہنومان سنگھ۔ بڑی خوشی سے آپ میرے ساتھ چل سکتی ہیں۔

تینوں روانہ ہوگئے اور آیندہ گفتگو دوسرے وقت پر منحصر رہی

بارھواں باب

اب ہم کچھ دیر کے واسطے آپکو دوسری طرف متوجہ کرتے ہیں۔ یعنی آدھی رات کے وقت چمپا کی آنکھ کھلی۔ سندوق میں سناٹا تھا۔ اس واسطے اس نے یہ چاہا کہ آنکھ بند کئے ہوئے چپ چاپ پڑی رہوں مگر اس کی نیند اچٹ گئی تھی اسے کسی طرح کل نہ پڑی۔ اور آخر وہ اٹھ بیٹھی اور آنکھیں ملتی ہوئی سوچنے لگی کہ لاؤ بقیہ وقت اس مضبوط صندوق کے تالا کھولنے میں گزار دوں جسکو کنور بہادر نے یہاں سے لائی ہوں یہ دیکھوں کہ اسمیں کیا چیز ہے کہ ایسا مضبوط تالا اس کے اوپر لگایا گیا ہے۔

مگر جب وہ اٹھی تو اسے صندوقچہ رکھا ہوا ملا۔ بیتابسی ہوئی ملی۔

مگر پھول رتی کی کسی طرف سے خوشبو نہ آئی۔ وہ گھبرائی کہ کہیں اٹھ دس روز کی آوارہ گردی دشت نوردی کی محنت برباد تو نہ جائے گی۔ اٹھی۔ اور سیتا کو یوں ہی جیسی کہ وہ سو رہی تھی سویا ہوا چھوڑا۔ اور اب مندر کا ایک ایک کونہ ڈھونڈھ مارا۔ کہیں بھی وہ گم گشتہ نظر نہ آیا۔ اب تو اور زیادہ اضطراب پیدا ہوا سیتا کو بھی جگایا۔ اور کہا کہ دیکھو مذاق کا موقع نہیں ہے میرا دل گھبرا رہا ہے۔ اگر تم کو جو کچھ میں پوچھوں معلوم ہو تو سچ سچ بتا دینا اگر جھوٹ بولو تو تمھیں قسم ہے۔

سیتا۔ بات تو پوچھو گی اور میں حسب الحکم صحیح صحیح جواب بھی دوں گی۔ مگر یہ تو بتا دو کہ پھول رتی کہاں ہے۔ یا اس سے کچھ پوشیدہ بات ہو تو ویسے کہو۔

چمپا۔ واہ یہی تو میں بھی پوچھنے والی تھی

سیتا۔ کیا سچ سچ۔

چمپا۔ تمھارے سر کی قسم۔ میری جو اس وقت آنکھ کھلی میں نے اسے نہ دیکھا تب میں نے گھبرا کر تم کو جگایا ہے

سیتا۔ غضب ہوا بڑا غضب ہوا اچھا کچھ دیر انتظار کر لو شاید کہیں ادھر ادھر گئی ہو۔

چمپا۔ انتظار کیسا۔ میں بہت دیر سے جاگ رہی ہوں۔

سیتا۔ تو کیا تم نے اسے کہیں دیکھ بھی لیا ہے یا نہیں۔

چمپا۔ ارے صرف شوالہ کے اندر دیکھنا باقی ہے ورنہ میں کونہ کونہ دیکھ پھری ہوں آؤ اندر بھی دیکھ لیں یہ شبہ بھی باقی نہ رہے۔

چنانچہ دونوں اندر گئیں۔ اندر کی جگہ کوئی ایسی وسیع تو تھی نہیں جہاں یک نظر بھی نہ جانا بہی معمولی جگہ تھی جیسے یک نظر میں آدمی اچھی طرح دیکھ سکتا تھا۔ کوئی ایسی جگہ بھی نہ تھی جو پیچدار ہوتی جگہ صاف پڑی تھی۔ روشنی ہو رہی تھی دونوں یہاں دیکھ کر مایوس ہوئیں گھبراہٹ میں آنا اور سوچا کہ لاؤ احاطہ کے دروازہ سے باہر بھی دیکھ لیں۔ شاید وہاں ہو۔ ممکن ہے کہ وہ ہمارے پریشان کرنے کے واسطے وہاں چھپ گئی ہو ہم تو سو چلیں۔ مگر یہ خیال نہ آیا کہ

بھلا اندھیری رات اور اس ڈراونے
جنگل میں وہ کہاں جاتی۔ مذاق
بھی کرتی تو کیا اس وقت یہ تو ایسا
وقت ہے کہ اگر اس کو اٹھنے کی
کوئی خاص ضرورت بھی ہوتی تب بھی
وہ نہ اٹھتی نہ کہ مذاق۔
پھر بھی دونوں گھبرائی ہوئی
احاطہ کے دروازہ کے پاس آئیں
باہر سے دروازہ تیار پایا۔ اور اندر
سے بھی کنڈی لگی ہوئی پائی بہت
ہی حیران ہوئیں کہ اسے پر شبہ
یہ ماجرا کیا ہے ایسی حالت میں
اگر قیاس بھی کریں تو کیا قیاس کریں
ہونے میں پاؤں ہی پہلے نمبر عشق میں تھی
نہ بھاگا جانے ہے مجھ سے ٹھہرا جائے ہے مجھے
ایک بار دو بار اور بھی درختوں
وغیرہ کے جھنڈ میں دیکھا۔ آواز بھی
دی مگر کوئی جواب نہ ملا سر پکڑ کے
دونوں رونے لگیں۔ دل کے
سارے منصوبے خاک میں مل گئے
سب حوصلے پست پڑ گئے۔ ۵
چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا
مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہیں سو ہری رہی
اب دونوں کو یہ خیال پیدا ہوا
کہ جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا۔ کوئی

بھاری حادثہ ہوا کہ پھول وتی ہم سے
جدا ہوئی ہے ورنہ کوئی وجہ نہ تھی
ہم کو اب اپنی اپنی فکر کرنا چاہئے۔ اور
بالکل تیار رہو کہ کسی آنے والی
تازہ بلا کا انتظار کرنا چاہیئے۔
چمپا۔ سیتا آثار اچھے نہیں معلوم
ہوتے۔
سیتا۔ پھر کیا کروں۔ یہ تو تازہ
مصیبت پڑ گئی۔
چمپا۔ میں تم کو ایک بات بتاتی ہوں
سیتا۔ ہاں بتاؤ۔
چمپا۔ مصیبت میں کچھ یاد نہیں
رہتا ہے مجھے آثار سے معلوم ہو رہا
ہے کہ میں اور تم قدرتاً مجبوری
شاید جدا ہو جائیں گے۔ لو تم یہ گولیاں
لو۔ انھیں اپنے منھ میں رکھ لینا اور
جب تم سمجھو کہ اب کوئی آفت آئیگی
یا تم سمجھو کہ اب تم کو کوئی گرفتار
کرے گا فوراً گولیاں منھ میں ڈال لینا
اتنی طاقت آجائے گی کہ جست
لگاتے ہی جس طرف کا رخ کرو گی
اور جدھر کا تمہارا ارادہ ہو گا
اڑتی ہوئی چلی جاؤ گی۔
سیتا نے گولیاں لیں۔ اور دونوں
مصیبت کی باتیں کرتی ہوئی بیٹھیں اور

کہتی تھیں کہ شاید ابھی ہماری زحمت
و مصیبت کا زمانہ ختم نہیں ہوا۔
آسمان ظالم کا ابھی شاکر جی خوش
نہیں ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اور بھی
تازے زخم ہمیں دے گا۔ خیر
ہرچہ باد اباد۔ ہمکو تیار رہنا چاہیئے
ہر بلا ے کز آسماں آید
خانہ انوری کجا باشد
اتنے میں دروازہ پر کھٹکا ہوا
اور ایسی آواز سنائی دی کہ جیسے
کوئی دستک دے رہا ہے۔
سیتا۔ دیکھا دروازے پر کوئی ہے
چمپا (غور سے سنکر) ہاں ضرور ہے
سیتا۔ اسے جواب دوں یا نہیں
چمپا۔ جواب نہ دو گی تو پھر وہ
خود دروازہ توڑ ڈالیں گے۔ لہذا
تیار ہو جاؤ۔ گولیاں منھ میں ڈالو
اور میں جواب دیتی ہوں۔ بہتر
یہ ہے کہ تم میرا بازو پکڑے رہنا
میرا اور تمھارا کوئی کچھ بھی نہ کر سکیگا۔
سیتا نے گولیاں منھ میں ڈالیں
کانپنے لگی مگر ابھی سے چمپا کا بازو
تھام لیا چمپا نے جواب دیا۔ کہ دروازے
پر کون ہے۔
جواب آیا کہ یہ لعل کو بتایا جائیگا

پہلے دروازہ کھولدو۔
چمپا۔ تم لوگ بھی یہ بتاؤ کہ تم کون ہو۔
جواب۔ ہم کوئی بھی ہوں۔ مگر تم سے
حساب کرنے والے نہیں ہیں اور نہ تم کو
کسی طرح ستائیں گے۔
چمپا۔ کیا اس عہد کے سچے ہو۔ کہ
ہم توقع کریں۔
جواب۔ ضرور۔
چمپا۔ یہ واضح رہے کہ مسافروں
کے ساتھ عہد شکنی کرنا کچھ اچھی بات نہیں ہے
جواب۔ ہاں ہاں یہ ہم کو خود بھی
معلوم ہے۔
اس کے بعد چمپا نے کوئی حجت
نہ کی اور نہ ان سے کچھ پوچھا بغیر یہ
سوچے ہوئے کہ یہ کون آدمی ہیں
اور کیوں بے وقت دروازہ
کھلواتے ہیں۔ دھڑکتے ہوئے دل
اور کانپتے ہوئے ہاتھوں سے دروازہ
کھول دیا۔
فوراً باہر سے آواز آئی کہ کون ہے
چمپا۔ او۔ چمپا نے اپنے مخاطب کو
پہچان لیا کہ یہ خونی عورت وہ ہے
جس نے اسے قید میں ڈال دیا تھا
اور جس کی وہ محکوم رہ چکی ہے
اور اب بھی قریب قریب محکوم ہے

جس سے وہ اسقدر کانپتی تھی کہ جیسے
آندھی سے بید کا درخت اور اسطرح
اب بھی کانپتی ہے (یعنے موہنی رانی کے)
چمپا نے جواب دیا ہاں یہ نادم
چمپا ہے۔ باوجودیکہ اس کا لباس
بالکل بدلا ہوا تھا مگر اس سے اپنی
آواز کون چھپا سکتا ہے جس کے
ساتھ مدتوں رہا ہو۔
موہنی۔ اُف بدذات تو نے مجھے
دوسری مرتبہ دغا کی کسی نہ کسی صورت
سے میری قید سے نکل آئی۔ اور میرے
دشمنوں کی امداد کرتی پھرتی ہے۔
اچھا آج میں تجھے اس قابل ہی نہ
چھوڑوں گی کہ تو کبھی ہاتھ پیر نکال سکے
چمپا۔ میں بھی مرنے کے واسطے تیار ہوں
موہنی۔ ہائے کیا اچھا جواب ہے
کہ مرنے کے واسطے تیار ہوں۔ اور
میرا ساتھ دینے کے واسطے تیار
نہیں ہے۔ بہت اچھا یہ جواب بھی
یاد رہے۔
چمپا۔ مجھے سب یاد ہے۔ تیرے
ہی ساتھ رہ کر میں نے اپنی اچھی
زندگی کو تباہ و برباد کیا ہے۔ جب
زندگی برباد اور خراب ہو چکی تو
اب کیا پرواہ ہے۔

اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
ہنسکر گذار یا اسے رو کر گذار دے
موہنی۔ صرف ایک بات کا انتظار
ہے وہ تجھ سے پوچھ لوں پھر جیسا مونگی
کروں گی ابھی تیری زندگی اور باقی ہے
چمپا۔ میری زندگی تیرے اختیار
میں نہیں ہے۔
موہنی۔ نہ سہی۔ پہلے یہ بتا کہ
پھول وتی کہاں ہے۔
چمپا۔ پھول وتی کی نسبت مجھے کیا
معلوم ہے کہ اب وہ کہاں گئی یہ
کہنے اور بتانے کے واسطے البتہ میں
تیار ہوں کہ وہ آج رات
میرے ساتھ تھی مگر اب نہیں ہے
خدا جانے کہاں گئی۔
موہنی۔ چمپا اپنی جوانی پر رحم کھا۔ اور اب
بھی اپنے بُرے خیالات سے باز آ۔
اور صحیح صحیح بتا کہ وہ کہاں گئی۔
چمپا۔ میں نے ایک دفعہ کہہ دیا
موہنی۔ نہ بتائے گی۔ اچھا وہ
یہ تیرے ساتھ کون ہے۔
چمپا۔ یہ سیتا ہے۔
موہنی۔ آہا اسے بھی میں نے پہچان
لیا۔ یہ وہ ہے جو میرے قید خانہ
سے آزاد ہوئی ہے۔ اگرچہ اس سے

کچھ مطلب نہیں مگر اس سے بھی بدلا لوں گی۔ پریشان تو اس نے بھی کچھ کم نہیں کیا ہے۔

سیتا کا نام سنکر ہنومان سنگھ اور بدری ناتھ بھی چونکے۔ کیونکہ جیسا کہ چمپا نے اُسے پریشان کیا تھا ایسے ہی سیتا نے انھیں ناک چنے چبوائے تھے۔ چنانچہ ہنومان سنگھ بولے کہ سیتا کو آپ کچھ نہ کہیے اس کو ہم بھگتیں گے جیسی وہ آپ کی مجرم ہے اسی طرح ہماری ہے۔ اس کی بھی ہم کو ایک عرصہ سے تلاش تھی۔ آج مدت کے بعد یہ ملی ہے۔

موہنی۔ آپ ابھی اسے کچھ نہ کہیے چمپا اور یہ دونوں مجرم ہیں لہذا میں جب تمام مشوالہ میں پھول وتی کو ڈھونڈھ لوں گی۔ تب ان دونوں سے متوجہ ہوں گی۔

ہنومان سنگھ۔ خیر مناسب ہے۔

موہنی چلی گئی اور ادھر اُودھر ڈھونڈنے لگی۔ وہ ابھی ڈھونڈھ ہی رہی تھی کہ چمپا نے سیتا کا ہاتھ دبایا جس کا مطلب یہ تھا کہ موقع اب ہے اگر چلنا ہے تو چلو۔

سیتا۔ آہستہ سے۔ کیونکر۔

چمپا۔ اسی ترکیب سے۔ جو میں بتا چکی ہوں میں بھی تیلتی ہوں۔

سیتا نے اور کچھ پوچھنا۔ اور سننا مصلحت وقت نہ سمجھا۔ فوراً ایک جست کرکے اوپر اُڑ گئی اور ساتھ ہی ساتھ چمپا بھی تیر کی طرح نکل گئی۔ ہنومان سنگھ اور بدری ناتھ برابر دیکھتے رہے یہاں تک کہ جب متوحش ہو کر انھوں نے رانی کو پکارا تو یہ دونوں بہت دور نکل چکی تھیں اور اُنکے خیال میں بھی کسی کو امداد کے لئے بلانا بے سود ہو چکا تھا

آواز کے ساتھ ہی موہنی رانی نے جواب دیا کہ کیوں کیا ہے

ہنومان سنگھ۔ وہ دونوں اوپر اُڑتی ہوئی کہیں چلی گئیں۔

رانی۔ بڑا غضب ہوا

ہنومان سنگھ۔ جلد کچھ علاج کرو۔ ورنہ پھر وہ ہاتھ نہ آئیں گی۔

اتنے کہ موہنی رانی بھاگ کر آئی۔ اور اُس نے کچھ پڑھا پڑھایا دونوں سیاہیاں طائر آزاد کی طرح کہیں کی کہیں پہونچ چکی تھیں۔

موہنی۔ آپ دونوں یہیں رہئے میں ابھی ان دونوں کو لیکر آتی ہوں۔

ہنومان سنگھ۔ بہت اچھا۔

موہنی نے بھی ایک چیخ ماری اور وہ بھی اُن دونوں کے موافق بلکہ اُن سے بھی بہت زیادہ تیزی کے ساتھ اڑی ہوئی چلی گئی۔

ہنومان سنگھ۔ دیکھا عیاری اسے کہتے ہیں۔

بدری ناتھ۔ مہاراج یہ لوگ جادوگر ہیں۔

ہنومان سنگھ۔ یہ جادوگر ہیں تو کیا سیتا نے بھی کوناچاری۔ اور اسمعیل جوگی کے مدرسہ میں تعلیم پائی ہے

بدری۔

صحبت صالح ترا صالح کند۔
صحبت طالح ترا طالح کند۔

ہنومان سنگھ۔ خیر۔ مگر پھول وتی کی خبر آج بھی غلط رہی۔

بدری۔ پھول وتی کی خبر تو غلط نہ تھی بس کا اثر آپ نے ملاحظہ فرمالیا۔ کہ یہ دونوں اسکی ساتھی موجود نہیں۔ مگر اب یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ ہم لوگوں کو دیکھ کر انہوں نے کہاں آنکھوں سے پوشیدہ کر دیا مہاراج جادوگروں کے نزدیک مشکل کیا ہے۔

ہنومان سنگھ۔ خیر دیکھو موہنی کو واپس آنے دو۔ مگر اسکا ہری سنگھ سے تعلق کیا ہے جو یہ اس کو پوچھتی اور اسکی اتنی متلاشی ہے۔

ہنومان سنگھ کی فرمایش کی وجہ سے بدری ناتھ نے اُلٹا سیدھا ایک قصہ موہنی اور ہری سنگھ کا گھڑ کر سنا دیا۔ اور دونوں کا تعلق بھی ظاہر کر دیا

ہنومان سنگھ۔ مگر میرا خیال ہے کہ موہنی رانی کا ہم سنے موافق رہنا بہت اچھا ہے۔

بدری ناتھ۔ ہاں اچھا بھی ہے اور اچھا بھی نہیں ہے۔ اس کے مفصل وجوہات پھر بتاؤنگا۔

ہنومان سنگھ۔ دیر زیادہ گذر گئی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونوں اس کے ہاتھ نہیں آئی ہیں۔

اتنے میں زن سے موہنی بھی آکر موجود ہو گئی۔ مگر دونوں میں سے ایک بھی ساتھ نہ تھی آتری اور اترتے ہی اس نے سوال سے پہلے جواب دیا کہ میرے خوف سے وہ دونوں کہیں چھپ گئی ہیں اسواسطے میں انھیں نہیں پا سکی۔

سہوبان سنگھ۔ خیر انھیں جانے دیجئے
اب آپ پھول وتی کو تلاش کیجئے
اگر وہ ملجائے تو پھر ہمارا اور آپ کا
فیصلہ ہوجائے۔

موہنی۔ کوئی بڑی زبردست عیاری
کی گئی ہے ورنہ اس کا پتہ چل جاتا
خیر میں دیکھتی ہوں اگر وہ مجھے اس
مرتبہ نہ ملی تو پھر میں اپنے علم سے اسکا
حال معلوم کروں گی۔

یہ کہہ کر وہ پھر شوالہ کے اندر
گئی اور کونہ کونہ ڈھونڈ ڈالا مگر یہاں
بھی کوئی پتہ نہ ملا۔ تو اُس نے سہوبان سنگھ
اور ان کے عیار کو آواز دے کر
اپنے پاس بلا لیا۔ اور یوں کہا کہ
ظاہری حالت سے میں سب کچھ دیکھ
چکی ہوں۔ مگر مجھے معلوم نہیں ہوا
کہ کہاں ہے۔ اب میں اپنے علم سے
دیکھنا چاہتی ہوں مگر سچ یہ ہے کہ
مجھے پھول وتی سے کوئی مطلب نہیں
ہے۔ میں اُس کے واسطے جب ہی
محنت کرسکتی ہوں۔ کہ جب آپ
مجھ سے اقرار کریں بلکہ لکھ دیں
کہ میں ہری سنگھ کو جہاں کہیں وہ
ہیں آپ کے حوالہ کردونگا۔
سنگ آمد و سخت آمد کا معاملہ
تھا۔ لہذا سہوبان سنگھ نے اقرار
کرلیا کہ ہم ضرور انھیں آپ کو
دیدیں گے آپ کوشش کر دیجئے۔

موہنی۔ میں بتاتی ہوں مگر آپ بھی تو لکھدیجئے

غرض تو بڑی چیز ہے اس میں تو
گدھے کو باپ بنانا پڑتا ہے یہ تو
لکھنے کا ہی معاملہ تھا سہوبان سنگھ
نے فوراً جیبی قلمدان نکالا اور
لکھدیا۔ کہ میں ذمہ وار ہوں کہ
اس وقت تو ہری سنگھ میرے قبضہ
میں ہیں۔ اگر نہ بھی ہوتے تب بھی
میں کہیں نہ کہیں سے انھیں لاکر
رانی صاحبہ کے حوالے کردیتا اور
اب بھی قبضہ میں دیدونگا
اور کسی طرح سے حجت نہ کرونگا۔
اقرارنامہ مکمل ہوگیا۔ اور موہنی کے
حوالے کردیا گیا۔ اب موہنی بیٹھ گئی اور
اُس نے ایک دائرہ لیکے چار حرف
کھینچ کر کچھ پڑھنا شروع کیا تھوڑی دیر
میں اُسکے منہ میں کف بھر آئے اور
وہ پاگلوں کی طرح گفتگو کرنے لگی
جو مندرجہ ذیل ہے۔

رانی۔ تم آگئے۔

رانی تو خود بخود چپ (آپا) جھنو۔
اب آئندہ رانی کی گفتگو کو ہم

سوال و جواب کے طریقہ پر کہنے میں
سوال - بہت دیر کی اچھا فوراً
کنور بہادر کے یہاں جاؤ اور معلوم
کرو کہ پھول وتی وہاں ہے یا نہیں
کچھ دیر کیلئے خاموش ہوئی -
اور پھر یوں بڑبڑانے لگی -
سوال - کیا نہیں ہے -
جواب - ہاں حضور نہیں ہے -
سوال - اچھا اب تم اور اور جگہ
اُسے ڈھونڈو -
پھر بہت دیر تک خاموش رہی
اور پھر اکدم یوں کہنے لگی -
جواب - وہ اسی مندر میں غائب ہوئی
سوال - کیونکر -
جواب - اس طریقہ سے کہ یہاں ایک
طلسم ہے - اسی میں وہ پھنس گئی ہے
سوال - طلسم کہاں ہے -
جواب - ادھر - اب آپ اُسے
تلاش کر لیجیے کیونکہ ہم اس میں داخل
نہیں ہو سکتے -
سوہنی نے یہ باتیں کر کے کچھ دیر
بعد اپنی آنکھیں بند کر لیں اور پھر
وہ کھڑی ہو گئی اور کہنے لگی کہ مہاراج
یہ پتہ تو چل گیا کہ وہ ایک طلسم میں
ہے - مگر میں اپنے عہد کو اُس وقت
پورا کروں گی - کہ جب وہ چیز مجھے
ملجا وے گی جس کا مجھے ہر دم انتظار
ہے - آپ اچھی طرح سمجھ لیجیے کہ یہ
طلسم ہری سنگھ کے لیئے ہے اور
اس میں طرح طرح کے مصائب ہیں
اس میں داخل ہو کر اسکی کسی
چیز کو لے آنا - اور حاصل کر اُس کو
لے آنا جس کے لئے یہ طلسم ہیں
اور جس کی شادی کا اسباب اس میں
ہے دشوار کیا قریب قریب ناممکن ہے -
ہنومان سنگھ - آپ کوشش کرنی
شروع کیجیے - میں ابھی جاتا ہوں اور
انھیں منگاتا ہوں اُن کے لئے
تیار کیا ہے وہ میرے قبضہ میں ہیں -
سوہنی - نہیں جناب - اس ہاتھ
دے اس ہاتھ لے - سودا نقد
اچھا ہوتا ہے -
ہنومان سنگھ - میں تو جاتا ہوں -
آپ سے کہہ دیا -
سوہنی - تو جائیے - میں بھی بالکل
ہمہ تن مصروف ہوتی ہوں -
یہ باتیں کر کے اس وقت تو دونوں
اپنی اپنی طرف رخصت ہو گئے سوہنی
کو چھوڑ کر ہم صرف ہنومان سنگھ کے
ساتھ جاتے ہیں کہ انھوں نے کیا کیا -

جب وہ اپنے محل میں پہونچے تو
بدری ناتھ سے کہا۔ کہ اب ہم کو پوری
پوری امید ہو گئی کہ پھول وتی ضرور
ہم کو ملے گی۔
بدری ناتھ۔ کیونکر۔
ہنومان سنگھ۔ اس لئے کہ موہنی رانی
کی افواہ بھی ہم مدتا سے سنتے ہیں
کہ وہ ایک زبردست جادوگر ہے۔
جنات وغیرہ وغیرہ اس کے مطیع ہیں
اور وہ اپنے علم کے ذریعہ سے بہت
سے ایسے کام کر سکتی ہے جن کو ہم
اور تم انجام نہیں دے سکتے چنانچہ ہمیں
ابھی ابھی تجربہ ہو گیا کہ وہ اسی دیر
میں بیٹھے بیٹھے اس کا پتہ نکال لیا
یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ وہ ہم کو
مل گئی۔ اب ہم کو بھی اپنے کاموں کی
قطعی امید ہو گئی ہے۔
دوسری خاص بات یہ ہے کہ وہ
خود یہ چاہتی ہے کہ پھول وتی کی
.اکلمار سے شادی نہ ہو اب تم خط لیکر
سندر گڈھ جاؤ۔ اور وہاں سے کمار
ہری سنگھ کو لاکر اس کے حوالے کردو
بلکہ کل صبح تم یہاں سے چلے جاؤ۔
بدری ناتھ۔ ترلوچی۔ اور بھورے
کہاں ہیں انھوں نے کوئی معقول کام
کیا یا نہیں۔
ہنومان سنگھ۔ لیجئے یہ ہم کو آج خیال
آیا ہے۔ جب سے کہ تم گئے ہو ہم نے
اُن کی صورت ہی نہیں دیکھی۔
شاید ایک روز وہ ہم کو ملے تھے پھر
نہیں آئے۔ نہ کچھ ہم کو خیال رہا۔
بدری ناتھ۔ یہ غضب ہوا۔
ہنومان سنگھ۔ ہاں سخت افسوس
ہے کہ انھوں نے ہمارے کام اور ہمارے
غصہ کی کچھ پرواہ نہ کی اور آرام سے
اپنے گھر بیٹھ رہے۔
بدری ناتھ۔ یہ ممکن نہ تھا کہ وہ
ہوتے بھی اور حاضر نہ ہوتے۔ کیونکہ میں
تمام کام اور نگرانی اُن کے سپرد کر گیا تھا
مجھے تعجب ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان پر
بھی کوئی سخت آفت آئی ہے۔
ہنومان سنگھ۔ آفت وغیرہ کچھ نہیں۔
یہ صرف اُن کی حرام خوری ہے۔
بدری ناتھ۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ وہ
ضرور گرفتار ہو گئے کوئی نہ کوئی راجگڈھ
کا عیار اپنی عیاری کے جوہر دکھا گیا۔
اور اب مجھے آپ کے سندر گڈھ میں بھی
خیر نہیں معلوم ہوتی۔ میرا ماتھا ٹھنک
رہا ہے۔
ہنومان سنگھ۔ بدشگونی نہ کرو جاؤ کچھ بھی

نہ ہوا ہوگا۔
ہری ناتھ۔ میں ضرور جاؤنگا مجھے
انکار نہیں خط لکھ دیجیے کل علی الصباح
میں یہاں سے چلا جاؤنگا۔ اور کل شام
تک واپس آؤں گا۔
سوہان سنگھ نے خط لکھا۔ اور
ہری ناتھ خط لیکر اپنے مکان پر آیا
دوسرے دن علی الصباح وہ سندر نگر
کو روانہ ہوگیا ایک دن اُس کا اپنے
کاموں میں صرف ہوا۔

تیرھواں باب

اب ہم آپ کی توجہ پھر نقلی بھورے
اور بجیت سنگھ کی طرف متوجہ کرتے
ہیں۔ وبجیت سنگھ نے جب بھورے
یعنی باسدیو کو خط دیکر قلعہ کی جانب
روانہ کردیا۔ تو آپ کو بھی سخت
تشویش ہوئی۔ کہ ایسا نہ ہو کہیں
یہ بھی گرفتار ہو۔ اور ہرچہ در کان نمک
رفت نمک شد۔ لہذا یہ بھی اس لئے
کہ دیکھوں کیا کیفیت ہوتی ہے ساتھ
ساتھ روانہ ہوا۔ اور آپ کو بھورے
کی نظروں سے پوشیدہ رکھا۔
بھورے سیدھا قلعہ میں چلا گیا۔
اتفاق سے مہاراج سندر سنگھ شکار
کے لئے چلے گئے تھے اس واسطے
اس روز وہ کچھ نہ کرسکا وہ دو تین
روز میں واپس آئے اُس روز دشمنوں
نے پھر دربار میں نہ بیٹھنے دیا۔ جبکہ
وہ دربار میں بیٹھنے لگے اور سب کاروبار
انجام دینے لگے تب دونوں عیاروں
میں پھر صلاح ہوئی۔ اور نقلی ترلوکی
نے نقلی بھورے کو قلعہ کی جانب
روانہ کردیا۔ جس وقت یہ قلعہ میں
پہونچا۔ مہاراج اپنے ضروری کاروبار
میں لگے ہوئے تھے۔ مگر بھورے عیار
کی صورت دیکھتے ہی یہ سب انھوں
نے چھوڑ دیا۔ اور بھورے سے
طوطا اڑ گیا۔ آتے ہی دیکھتے ہی
پوچھا خیریت تو ہے۔ تم کیوں آئے۔
بھورے۔ مہاراج کا بھیجا ہوا آیا ہوں
یہ خط ہے۔
سندر سنگھ نے خط دیکھا جس میں
کہ صاف صاف ہری سنگھ کی بریت
کی طرف اشارہ تھا مگر چونکہ اس پر
مہر نہ تھی لہذا سندر سنگھ کھٹک سا گیا
اور یہی لفظ اس کی زبان سے نکلے
کہ یا تو اُن کی نظر بندی کے بیچ
اس قدر تاکید [illegible]

ایسی بے پروائی سے کام لیا ہے کہ مہر
بھی نہیں کی گئی آخر اسکا کیا سبب ہے
بھورسے - چونکہ جلدی میں یہ خط لکھا
گیا ہے اس لئے انھوں نے ایسا کیا
دوسرے یہ کہ جب مجھے روانہ کردیا تو
انھوں نے اس کی زیادہ تر کوئی
حاجت بھی نہ سمجھی -

مہاراج - کیوں -

بھورسے - اس واسطے کہ آپ ہم
سب لوگوں کو بخوبی پہچانتے ہیں اور
جانتے ہیں کہ ہم اُن کے عیار ہیں - پھر
اس حالت میں کوئی سخت ضرورت
بھی نہ تھی -

مہاراج نے خط دیوان منگل سین
کو دیا - اور کہا کہ اسکے دیکھنے کے بعد
آپ اپنی رائے صاحب کا مہر سے اظہار
کیجئے کیا کرنا چاہیئے -

دیوان منگل سین نے خط دیکھا
اور تمام و کمال پڑھنے کے بعد انھوں نے
بھی یہ کہا کہ میری سمجھ میں یہ معاملہ نہیں آیا

مہاراج - پھر کیا کرنا چاہیئے -

دیوان - میری رائے تو یہ ہے کہ یہ مناسب
ہے - جب تک دوسرا مہری خط نہ آجائے
اس وقت تک بھورسے عیار کو یہیں
نظربند رکھیئے - جس وقت آجائے اُس وقت
چھوڑ دیجیے ورنہ جو مناسب ہو -

مہاراج - یہی مناسب ہے (منشی کو
کو حکم دے کر) ایک خط اسی وقت لکھو
جس کا یہ مضمون ہو - تمھارا خط پہونچا
بیرسنگھ کی آزادی کے بارہ میں جو
کچھ وجوہات تم نے لکھے ہیں وہ صحیح ہیں
مگر چونکہ خط مہری نہ تھا - لہذا صرف
تمھارے دستخطوں اور عیار پر اعتبار
نہ کرکے دوبارہ تم کو لکھا جاتا ہے کہ
جو کچھ لکھو مہر کرکے صاف صاف لکھو

چنانچہ اسی وقت خط لکھ دیا گیا
اور ایک سپاہی کے حوالے کردیا وہ
لیکر رخصت ہوا - اور بھورسے کو حکم
دیا گیا کہ تم ابھی یہیں ٹھہرو جب تک
کہ جواب نہ آجائے اُس وقت تک
کہیں نہ جاؤ -

بھورسے - بہت مناسب ہے جو حکم ہو -

اس وقت اس کا رنگ زرد پڑ گیا
اور یہ پریشان ہو گیا کہ دیکھئے کیا جواب
آتا ہے اور پھر میرے واسطے یہ کیا حکم
دیتے ہیں -

اُدھر مہاراج نے دو چار سپاہیوں
سے خفیہ طریقہ پر کہہ دیا کہ یہ کہیں
جانے نہ پاویں سپاہیوں نے قبول کرکے
سلام کیا - اور بھورسے کو اچھی طرح

دیکھ لیا ظاہری طریقہ پر یہ کہا کہ آپ بھی
آپ ہمارے پاس ٹھہریئے۔ مگر باطنی طریقہ
سے اُن کی نگہداشت ہونے لگی۔

اب ہم نقلی ترلوکی ناتھ یعنے
دلجیت سنگھ کی خبر لیتے ہیں۔ یہ ہم
پہلے ہی بتا چکے ہیں کہ وہ بھورے کی
خبرگیری کے واسطے اُن کے ساتھ
ساتھ رہتے تھے۔ جبکہ اُنھوں نے دیکھا
کہ سپاہی کا لوٹا گڈھ جانا بھورے
کے حق میں نہایت مضر ثابت ہوگا۔
اس واسطے اُس نے فوراً اُس سپاہی
کی صورت بنا کر وہ اس نامہ بر سپاہی
کے ساتھ روانہ ہوا۔ جس وقت کہ
سندرگڈھ سے نکل گئے۔ یہ نامہ بر کے
پاس گیا۔ اور جا کر کہا کہ چلئے کسی
ضروری کام کے واسطے مہاراج نے
آپ کو بلایا ہے۔

سپاہی۔ ابھی تو مجھے روانہ کیا گیا تھا
ابھی پھر بلایا ہے۔ آخر سبب۔

دلجیت۔ یہ مجھے معلوم نہیں ہے

سپاہی ساتھ ہو لیا۔ دلجیت سنگھ
نے اپنی جیب سے ایک پڑیا نکالی
جس میں ایک سفوف تھا۔ اور چٹکی
مار کر اس نے اس سپاہی کی طرف اڑا دیا

سپاہی۔ یہ کیا۔ تم نے یہ سفوف میری
طرف کیوں پھینک دیا۔

دلجیت سنگھ۔ کوئی خاص بات نہیں ہے

سپاہی یہ کہنے کے بعد دو چار قدم
اور چلنے پایا تھا کہ بیہوش اور از خود
فراموش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ اور
دلجیت سنگھ نے فوراً اُس کے دماغ
پر بیہوشی کی پٹی چڑھا کر پشتارہ باندھ
ایک طرف لے چلا اور ایک محفوظ
جگہ ڈال کر آپ اُس کی صورت
بنا کر شہر میں آیا۔ وہ دن تو یوں ہی گذار دیا

دوسرے روز دوپہر کے وقت
دلجیت سنگھ اسی سپاہی کی صورت
بنائے ہوئے دربار میں پہونچا۔ اور
جا کر مہاراج کو سلام کیا۔ اور ایک
لفافہ حوالے کیا۔

پہلے مہاراج نے خود خط پڑھا۔ اُس
کے بعد دیوانجی کے حوالہ کیا۔ خط کا مضمون یہ تھا

اس سے پہلے جو خط لکھا گیا تھا۔
اُس میں واقعی غلطی تھی صرف اسی
وجہ سے آپ نے اُن کے بھیجنے میں
تامل فرمایا۔ مگر نہیں آپ کی احتیاط
نے آپ کو دھوکا دیا۔ بھورے کو
خود ہم نے بھیجا ہے۔ آپ اب ہری سنگھ
کو اُن کے ہمراہ کر دیجئے۔ مہر وغیرہ کی
اس میں کوئی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔

مہاراج یہ خط پڑھ کر بھی ایک فکر میں آ گئے انھوں نے فوراً پہلے خط نکلوا کر دیکھے سب پر مہر تھی ادھر دلجیت سنگھ کے دل میں ایک قسم کی دھکڑ پکڑ ہوئی کہ ع-

دھڑکنے دل بخانۂ خراب کے بدلے
اب ہماری رہائی بھی محال ہے -

مہاراج نے منگل سین سے خفیہ بلا کر کچھ کہا - اور اس کے بعد فوراً ایک عیار کو بلایا - اور مہاراج نے حکم دیا کہ تم اچھی طرح اس سپاہی کو جانچ لو کہ یہ کوئی عیار تو نہیں ہے - یہ عیار وہ عیار تھا جس کا نام پرتھو تھا - اور جو منگل سین کا ایک خاص ملازم تھا - اس نے فوراً دلجیت سنگھ کو پہچان لیا - اس کے بعد بھورے بھی بلائے گئے اور معلوم ہو گیا کہ یہ بھی عیار ہے اب مہاراج نے اور کچھ ان سے سوال نہ کیا - حکم دیا کہ فوراً انھیں بھی طلسمی قید خانہ میں قید کر دیا جائے اور فوراً تعمیل حکم کی گئی -

چودھواں باب

تلوتما کو رام پھولیا نے صاف صاف جواب دیا کہ میں نے انھیں ڈھونڈا مگر وہ کہیں نہ ملے اس میں کوئی نہ کوئی زبردست بھید ہے - تلوتما نے اس سے کچھ امداد کی خواہش کی مگر قریب قریب بیکار رہی اس نے جواب دیا کہ اب میرے لئے نہ کچھ ہو سکتا ہے اور نہ میں کچھ کر سکتی ہوں - مگر تلوتما اپنی دھن کی پوری اور پکی تھی وہ برابر ادھیڑ بن میں لگی رہی کہ کسی طرح سے اس معمہ کو معلوم کروں کہ مجھے باغ میں جانے سے کیوں روک دیا گیا ہے - اور وہ دونوں کہاں غائب ہو گئے اگرچہ ایک دن گذر گیا اور وہ معلوم نہ کر سکی پھر بھی اس کا ارادہ شیخ اور اس کی ہمت پست نہ ہوئی - وہ بڑی مضبوطی سے اپنے ارادہ پر قائم رہی - کمار مان سنگھ کی محبت بدستور اس کے دل میں گھر کئے رہی - اور وہ دن رات ان کے تصور میں محو رہنے لگی -

اب جب وقت کا کہ ہم ذکر لکھ رہے ہیں وہ رات کا وقت ہے - آدھی سے زیادہ رات گذر چکی ہے تلوتما اپنے خیالات میں محو ہو گئی ہے - کہ اتنے میں کسی نے اس کی چادر پکڑ کر کھینچا -

اس کی آنکھ کھل گئی - اور وہ گھبرا کر
منہ کھول کر دیکھنے لگی - ایک سفید پوش
عورت کو اپنے پاس کھڑا پایا - پوچھا
کہ کون -
سفید پوش پہلے مجھے بیٹھنے کی اجازت دیجئے
تلوتما - اچھا بیٹھ بھی جاؤ -
سفید پوش عورت بیٹھ گئی - اور
تلوتما نے اپنے پہلے سوال کو پھر دھرایا
سفید پوش نے جواب دیا کہ اگر آپ
میری یہ گستاخی معاف فرمائیں کہ میں
نے آپ کو سوتے سوتے کیوں جگایا ہے
تو میں آپ کو صحیح صحیح بتا دوں کہ میں
کون ہوں - اور میرا منشاء اس وقت
کے آنے سے کیا ہے -
تلوتما - میں نے یہ بھی معاف کیا -
عورت - میں آپ کا وہ خادم ہوں
جس پر آپ نے شفقت فرما کر بلا سے
قید سے رہائی بخشی -
تلوتما - میں نے بہت سے قیدیوں
کو چھڑایا ہے کیا معلوم تم کون سے ہو -
عورت - کمار مان سنگھ کا ساتھی اودے سنگھ
تلوتما یہ سنتے ہی کھڑی ہو گئی - اور
اس نے نہایت تعجب اور نرم لہجہ میں
یہ کہا - کہ اودے سنگھ تم اس وقت
یہاں کہاں ہو -

اودے سنگھ - میں سخت مصیبت میں
ہوں - اور یقینی میری مصیبت
آپ سے پوشیدہ نہ ہو گی -
تلوتما - مجھے پوری پوری کیفیت
معلوم نہیں تم ہی بتاؤ -
اودے سنگھ - مگر یہاں کوئی آ تو نہ جائیگا
تلوتما - مجھے اس وقت یہ ضرور تعجب
ہوا کہ جب آپ کو اتنا خوف تھا -
تو آپ یہاں تک کیونکر آ پہونچے
اودے سنگھ جیسی کچھ مصیبتیں اٹھا کر
میں آیا ہوں وہ میرا ہی دل خوب
جانتا ہے اور آپ کا بس مجھی کو خوب
اندازہ ہے - ہائے سہ

درد بیدرد کی بلا جانے
جس پر گذری نہ ہو وہ کیا جانے

تلوتما - افسوس - ع -
ہماری جان گئی آپ کی ادا ٹھہری
اودے سنگھ - خیر خدا کرے اگر یہ
سچ بھی نہ ہو تو اب سچ ہو جائے -
تلوتما - صحیح نہ ہونے کی آپ نے
خوب کہی -
اودے - ع
میں بھی جھوٹا سہی اس بات کا شکوہ کیا ہے
تلوتما - بہر حال اس وقت میں آپ کو
اطمینان دلاتی ہوں کہ یہاں کسی

کے آنے جانے کی مجھے اُمید نہیں ہے
آیندہ خدا جانے۔ اواب تم سناؤ کہ
راجکمار کہاں ہیں۔ اور تم پر کیا بلا
آئی اور کیوں باغ سے چلے گئے۔
اودے سنگھ۔ مجھے سنانے میں عذر
نہیں ہے اور میں صرف سنانے ہی
کی وجہ سے حاضر بھی ہوا ہوں۔
اگر آپ کو اپنی تباہی کا حال نہ
سناؤں گا تو اور کس سے کہونگا۔
کون سنتا ہے فغان درویش
قہر درویش بجان درویش
مگر بہتر یہ ہوگا کہ پہلے آپ بتائیں
کہ آپ نے اپنے دو نوں خادموں
کو ڈھونڈھا تھا۔
کماری۔ خیر اب میں کہاں تک
اس دیباچہ کو طول دوں۔ سُنئے
یہ صرف آپ کی اور کمار کی ہی محبت
کا ثمرہ ہے کہ میں باغ تک میں جانے سے
محروم ہوں۔ میں نے باغ میں آپکو
بیحد تلاش کرایا۔ رام بھولی کو بھیجا
مگر اُسے آپ نہ ملے اُس نے کورا کورا
جواب دیدیا۔ اور آدمیوں کو بھی
وہاں بھیجا اُنھوں نے بھی مجھے مایوسانہ
جواب دئے ڈھونڈھتی ڈھونڈھتی
اب میں مایوس ضرور ہو گئی تھی۔ مگر
پھر بھی اس میں ذرا کلام نہیں ہے کہ
میری ہمت نہ ٹوٹی تھی یہ بات
اب تک میرے دل میں جاگزین تھی
کہ میں آپ کا پتہ ضرور لگاؤں گی۔
خیر شکر ہے کہ زیادہ محنت نہ کرنی
پڑی کہ تم آ گئے۔ اب مجھے تم سے
زیادہ باتیں کرنی اچھی نہیں معلوم
ہوتی ہیں۔ تم صاف صاف پہلے
اپنا حال سنا دو پھر دیکھا جائیگا۔
اودے سنگھ۔ تم جب آئی تھیں تو
رات ہو گئی تھی۔ اُس سے کچھ دیر
گذرنے پر آرام کرنے اور سونے کا
وقت آ گیا تھا۔ مگر اتفاق وقت کہ
میں باغ میں سیر کر رہا تھا اور چاندنی
کی بہار دیکھ رہا تھا۔ کمار بدستور
باغ والی کوٹھی میں پڑے ہوئے
تھے۔ کیونکہ اُن میں خود ایسی طاقت
نہ تھی کہ وہ کہیں آتے جاتے۔
میں نے اسی حالت میں آواز
سُنی کہ کچھ لوگ گھوڑے دوڑاے
ہوئے چلے آتے ہیں۔ آپ سمجھ سکتی
ہیں کہ میں ایک تجربہ کار آدمی ہوں
میں تو کیوں نہ سمجھتا اس بات کو
تو بیوقوف سے بیوقوف بھی سمجھ سکتا
ہے۔ کہ رات کا وقت ہے باغ میں

اور وہ بھی کماری کے باغ میں دوڑ کیوں آئی۔ میں سمجھ گیا کہ اور کوئی بات نہیں ہے بس یہ بلا ہمیں پر نازل ہونے والی ہے۔ لہذا میں اس خیال کے آتے ہی ایک بہت ہی محفوظ جگہ میں پوشیدہ ہو رہا۔ اور دیکھتا رہا کہ کیا ہونے والا ہے۔

چنانچہ میرا خیال بالکل ٹھیک رہا سواروں نے کمار کو گرفتار کر لیا اور مجھے ڈھونڈھنا شروع کیا۔ مگر یہ سمجھئے کہ میں خوش قسمت اور نصیبہ ور تھا کہ نہ ملا۔ ورنہ اس طریقہ سے ڈھونڈھا گیا تھا کہ اگر آسمان پر بھی ہوتا تو آتا رلایا جاتا اس کے بعد میں آنھوں نے راجکمار سے کچھ باتیں کہیں مگر انھوں نے اُس سے انکار کیا اُن لوگوں کو اُن کے انکار پر تعجب معلوم آیا اور اسی وجہ سے اُن کے سردار نے یہ حکم دے دیا کہ انھیں مہاراج کے پاس لے چلو۔

چنانچہ بموجب حکم ان کو وہ لیکر چلے۔ میں نے بہت کوشش کی کہ اُنکی جان بچانی بھی چاہی۔ اور عیاری کی مگر آدمی بہت زیادہ تھے کچھ کام نہ بنا۔ یعنی سب بیہوش نہ ہو سکے

وہ لوگ کمار کو لے گئے۔ پھر میں نے باغ کی مالنوں وغیرہ سے بھی ملنا پسند نہ کیا۔ اس وجہ سے کہ میں یہ سمجھا ہوا تھا کہ یا تو خود راجکماری تلوتما نے ہمارے اوپر یہ مہربانی کی ہے ورنہ اُنھوں نے یہ گل کھلایا ہے اس کے سوا اور کوئی بات نہیں ہے۔ اور نہ کسی اور کو دغابازی کی غرض اور ضرورت پڑی ہوئی ہے چنانچہ میں نے عیاری اور بھی کی ایک مالن کی صورت بنا۔ اور باغ میں سب کیفیت دریافت کی۔ آخر یہ گرفتار کرنے والا کون تھا۔

یہ تو مجھے سب نے بتا دیا کہ یہ دیوان مشکل سین تھا۔ مگر یہ کسی نے بھی نہ بتائی کہ کس واسطے انہیں گرفتار کیا ہے۔ بہرصورت مجھے اتنا ہی معلوم ہوتا کافی تھا۔ پھر میں نے یہ کوشش کی کہ معلوم کروں اُن کا گرفتاری کے بعد انجام کیا ہوا۔ ایک سپاہی کے ذریعہ سے مجھے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ صرف آپ کی وجہ سے ہم دونوں پر یہ آفت آئی ہے اور راجکمار طلسمی قید خانہ میں قید ہیں اور میری سخت تلاش ہے میں نے

کوشش کرکے یہ بھی معلوم کرلیا تھا
کہ آپ کی تو اس میں شرکت نہیں
ہے۔ مگر یہ معلوم کرکے کہ نہیں ایسا
نہیں ہے مجھے اطمینان ہوگیا۔ اور
میں نے اُس وقت یہ ارادہ کرلیا
تھا کہ چاہے آپ مجھے مار ڈالیں
یا پھانسی دیدیں ایک دفعہ آپ
سے ضرور ملوں گا چنانچہ آج سخت
محنت اور مصیبت اٹھاکر آن پہونچا
ہوں آپ جو کچھ اب حکم دیں وہ کروں
راجکماری کے آنسو نکل پڑے
اور انھوں نے ٹھنڈی سانس لیکر
کہا کہ ہائے کیا پیارے مان سنگھ کو قید میں
ڈالدیا گیا۔ افسوس۔ افسوس۔ افسوس ؎
حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد
پھر وہ کہنے لگی۔ کہ اودے سنگھ
سچ سچ کہو کہیں تم مجھے آزماتے تو نہیں ہو
اودے سنگھ۔ آپ نے کیسی ہنسی
کی بات کہی ہے بھلا کہیں یہ موقع
ایسا ہے کہ آپ سے مذاق کیا جائے۔
تلوتما۔ تو پھر میں کیا کرسکتی ہوں۔
اودے سنگھ۔ صرف اتنا کرو کہ مجھے اس
طلسمی قید خانہ کا پتہ بتادو کہاں ہے۔
تلوتما۔ آہ [illegible] یہ تو [illegible] سمجھی مجھے

بتا سکتی ہوں۔ مگر اس سے کچھ کام
نہیں نکل سکتا ہے۔ کیونکہ جو لوگ
اس سے واقف ہیں بس وہی اس میں
قدم رکھ سکتے ہیں اور کوئی کچھ نہیں
نہیں کرسکتا ہے نہ وہاں جاسکتا ہے۔
اودے سنگھ۔ تم مجھے بتادو پھر یہ
میرے اختیار میں ہے۔
تلوتما۔ اسی قلعہ میں سامنے ہی
جو تمھیں درختوں کا ایک جھنڈ
نظر آتا ہے اس میں ایک برجی نما
مینار بنا ہے بس اسی سے راستہ
ہے یہ مجھے معلوم نہیں کہ کیونکر اس میں
داخل ہوسکتے ہیں۔ وہ ہر وقت
مقفل رہتا ہے یہ بھی نہیں جانتی
کہ اس میں کیا ہے۔ اس کے
کئی ایک راستہ اور بھی ہیں۔ یہ
بھی عام طریقہ سے مشہور ہے کہ اس میں
ایک خزانہ ہے۔ اور اسکے واسطے
طرح طرح کی حفاظت کی گئی ہے
اور بہت [illegible] حفاظت کے سامان
پیدا کر [illegible] ہیں۔ جن کی وجہ سے
اس [illegible] دشوار [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

اودے سنگھ۔ رام بھولی آپ سے
موافق ہے یا نہیں ہے۔
تلوتما۔ میرے نزدیک اس بارہ
میں اُس کی موافقت اور ناموافقت
سے کچھ کام نہیں نکل سکتا ہے اور
وہ مجھ سے نہ کچھ زیادہ موافق ہے
نہ ناموافق۔ اتنا ضرور ہے کہ اس
بارہ میں اگر اُس کے کئے ہوئے کام
ہو سکے تو وہ اُس کے کرنے سے
انکار نہیں کر سکتی ہے۔
اودے سنگھ میں یہ چاہتا ہوں کہ
کم سے کم میں یہ دیکھ لوں کہ وہاں
کیا ہے پھر میں آپ سے اُس کے
متعلق کوئی بات کروں گا۔ آپ
مجھے اجازت دیجئے۔
تلوتما۔ آپ نہ جائیے۔ مجھے یہ خیال
ہوتا ہے کہ کہیں آپ بھی اُن دونوں
گرفتار بلا کی مانند گرفتار نہ ہو جائیں
اودے سنگھ۔ میں اس بارہ میں
نہایت احتیاط سے کام لوں گا۔
تلوتما۔ اچھا جائیے۔
اودے سنگھ۔ ایک بات یہ بتا دیجئے
کہ وہاں کوئی پہرہ وغیرہ تو نہیں ہے
تلوتما۔ نہیں۔ چونکہ یہ دروازہ دوسرے
قلعہ میں ہے اور یہاں کسی دشمن
کے آنے جانے کا اندیشہ نہیں ہے
اس واسطے پہرہ وغیرہ کچھ نہیں ہے
اور اگر ہو بھی تو کچھ خیال نہ کرو۔
ایک آدھ سپاہی ہوگا۔ اُسے تم خود
بھگت لینا۔
اودے سنگھ۔ اگرچہ رات کا وقت
ہے۔ اور مجھے اُمید نہیں ہے کہ میں
گرفتار ہوں گا اور مجھے کوئی دیکھے گا
مگر پھر بھی اگر مجھ پر کوئی آفت آئے
تو آپ میری امداد کیجئے اور ان بچہ
کے صدقہ میں مجھے بھول نہ جائیے
اور بے مروت رام بھولی سے بھی
میرا سلام کہہ دیجئے۔ اگر اس وقت
مجھے کوئی دیکھے گا تو میں آپ ہی کا
نام لے دوں گا آپ کہہ دیجئے گا
ہاں یہ میری باندی ہے۔ اور
میں نے ہی اسے کام کے واسطے
بھیجا تھا۔ اس کی خطا نہیں ہے۔
تلوتما۔ ہاں سب باتوں کی میں
ذمہ وار ہوں۔
جب اودے سنگھ کو اُس سے
بالکل اطمینان ہو گیا کہ اگر مجھے
اس وقت کسی نے دیکھ بھی لیا
تب بھی کوئی حرج نہیں ہے تو اُس
اس وقت میں اپنا [illegible]

چھوڑ چلا ہوں وہ ضرور بروقت
میری امداد کرے گا اور میرے آڑے
آئے گا۔ وہ اسی عورت کی صورت
میں زرق برق سفید کپڑے پہنے
ہوئے اس جھنڈ کی طرف چل دیا
جس کو اس کا پتہ دیا گیا تھا۔

راستہ کم تھا۔ چال تیز تھی۔ لہٰذا
بہت جلد وہ وہاں جا پہونچا۔ جہاں کا
اس کا ارادہ تھا وہ خوش قسمت
تھا کہ اس کو سپاہی پہرہ دار ملا تو
سہی مگر سوتا ہوا ملا۔ اسی موقعہ کو
اس نے اپنے واسطے حد سے زیادہ
غنیمت سمجھا۔ اور وہ سمجھ گیا کہ اگر اس وقت
غفلت کی تو بس جان گئی۔ لہٰذا
فوراً ایک شیشی نکالی جس میں سفید
سفید ایک سفوف تھا ایک کاغذ پہ
تھوڑا سا سفوف نکالا اور سانس
کے ساتھ اس کے دماغ میں پہونچا دیا
جس سے اس کی سانس کی رفتار
دھیمی پڑ گئی اور اوسے اس کو کامل
یقین ہو گیا کہ بیہوشی کی دوا نے اپنا
کام کر دیا۔ اس کے کپڑے اتار کر آپ
پہنے۔ اور اسے جھنڈ میں ایک طرف
ڈال دیا پہلے تو آپ گھوم گھام کر
ادھر ادھر دیکھا کہ کوئی اور ہے

تو نہیں پھر جب اطمینان ہوا۔ اور یہ
خیال دل میں سما گیا کہ اگر کسی نے
کوئی سوال بھی کیا۔ اور ٹوک بھی
دیا تو یہ کہہ دیا جائے گا کہ پہرہ دار
ہیں کچھ شبہ ہوا تھا اس واسطے اسکے
تالے کو دیکھ رہے تھے۔ کہ ٹھیک
ہے یا نہیں کوئی اس کے پاس تو
نہیں آیا تالے کے پاس پہونچے
جو اس برجی نما شوالے کے آہنی
کواڑوں کے کنڈے میں لگا ہوا تھا
تالا بہت زیادہ مضبوط معلوم ہوتا
تھا۔ مگر اس پر جو زنگ لگ چکا
تھا اس وجہ سے کچھ امید ہوتی تھی
کہ جلد کھل سکتا ہے۔ او جلد نہیں
تو کوشش کئے سے کھلنے کی امید
تو ضرور ہے۔ مگر عیار تھا لہٰذا اس بات
کو مد نظر رکھا۔ کہ کہیں طلسمی قید خانہ
کا تالا بھی طلسمی ہی نہو۔ ایسا نہو
کہ اس میں سے کوئی گولی نکلے اور
سینہ میں لگ کر ہماری ہستی کا خاتمہ
کر دے اور ہم حسرت جی کی جی
میں لئے ہوئے عدم آباد کو روانہ
ہو جائیں اور ہمارے ساتھی کبھی
چھوٹنے ہی نہ پائیں۔ لیکن ایسا
نہو کہ اس کو ہاتھ سے چھوئیں

اور ہاتھ کو پکڑ لے۔ کہیں ایسا نہ ہو
کوئی گھنٹی اس میں لگی ہو اور ہمارے
ہاتھ لگاتے ہی وہ شور مچانے لگے۔
اور لوگ جمع ہو جائیں۔ اور ہمیں
نادان اور بیوقوف یا چور اچکا
ڈاکو قرار دیا جاوئں۔ غرض طرح طرح
کے پریشان کن خیالات نے منچوں
نے اسوقت اودے سنگھ کو گھیر لیا۔
مگر پھر بھی سوچا کہ عیاری جیوٹ
مردانگی۔ حوصلے اور عقل کا کام ہے۔
یہ نہیں یا ان میں سے ایک بھی
جس میں صفت موجود نہ ہو وہ کیا
خاک عیاری کرے گا۔ دیر کرنا اور ڈرنا
فضول ہے صبح ہوا چاہتی ہے۔
ظاہر ہے کہ جو کچھ اس وقت کر سکتا
ہوں وہ کل نہ کر سکوں گا اور صبح
کو مجھ سے کچھ نہ ہو سکے گا لہذا اپنے
ہاتھ پر ایک دوا ملی۔ جس کی صفت
یہ تھی کہ کیسی ہی کسی چیز میں گرانی
کا مادہ ہو مگر اس کے چکنے پن کے
آگے وہ سب ہیچ اور کالعدم تھا
اپنے آپ کو ایک رخ پر بچا لیا۔ یہ
اس واسطے کہ اگر تالے میں سے
فی المثل کوئی گولی وغیرہ نکلی تو وہ
اس کے لگ نہ سکے گی اور سیدھی
نکلی ہوئی چلی جائے گی گھنٹی کے لئے
یہ سوچ لیا کہ اگر کوئی آ یا بھی تو کہہ دیا
جائے گا کہ یہاں آواز نہیں ہوئی
کہیں اور ہوگی غرضکہ سب طرح کے
منصوبے اپنے دل میں قایم کر لئے۔
تب قفل کو ہاتھ لگایا اور تو کوئی
بات نہ ہوئی البتہ یہ دیکھا کہ تالا
بیحد مضبوط ہے نہ یہ آواز دیتا ہے
نہ گولی مارتا ہے۔ نہ پکڑتا ہے۔
صرف اپنی مضبوطی کے بھروسہ پہ
یہ یہاں قائم ہے۔ اب تو اطمینان
ہو گیا کیونکہ سمجھ گیا کہ ہمارے پاس
اسکا کافی علاج ہے۔ کیا کہ ایک
تیزاب ایسا ہے کہ اگر زنجیر اور لوہے
کے اوپر ڈال دیا جائے تو وہ اسے
آن واحد میں کاٹ پھینکے گا۔
مگر اس وقت ایسا کرنا بیکار
تھا۔ کیونکہ صبح ہونے میں اتنی دیر
باقی نہ تھی کہ رات رات بھر میں یہ
اس طلسم کی سیر بھی کر آتے اور پھر
آ کر اس تالے کو بدستور رہنے بھی کر دے
اس لئے اس ارادہ کو ملتوی کر دیا
اور اس نے سپاہی کا لباس اتار کر
پھر بدستور اس کو پہنا دیا۔ اور
آپ اسی حالت میں جس حالت سے

کہ کیا گیا تھا۔ راجکماری کے پاس
واپس آیا۔ اتنا ہی پر اور بھی
احسان کرتے آئے کہ اس کو اسی صورت
سے بیہوش نہ چھوڑا۔ بلکہ بیہوشی کی
پٹی اس کے دماغ سے اتار پھینکی۔
اور اسی جگہ پر لٹا دیا۔ دل میں
سوچ لیا۔ کہ اب مجھے اور زحمت
اٹھانے سے کیا فائدہ ہے۔ آپ
ہی اسے ہوش آ جائے گا۔
تلوتما پہلے سے اس کے انتظار
میں تھی ہی آتے ہی پوچھا کہو خیریت
تو ہے۔
اودے سنگھ۔ آپ کی عنایت ہے۔
تلوتما۔ کیا دیکھا۔
اودے سنگھ۔ حال سب ٹھیک ہے
چونکہ وقت بہت کم تھا اس واسطے
آج میں کوئی کارروائی کر نہ سکا۔
تالا بظاہر اس قدر مضبوط نہیں معلوم
ہوتا کہ مجھے اس کے توڑنے میں کسی
دقت اور مصیبت کا سامنا ہو۔ مگر۔
تلوتما۔ مگر کیا ہوا۔
اودے سنگھ۔ جس دوا کے بھروسہ
پر میں تمام دنیا کے مضبوط سے مضبوط
تالوں کو بھی موم سے نرم سمجھتا ہوں
وہ اسوقت میرے پاس موجود نہ تھی۔

تلوتما۔ یہ تو میں مانتی ہوں کہ تم اپنی
عیاری سے اس تالے کو توڑ ڈالو گے
کاٹ ڈالو گے مگر اندیشہ جو کچھ ہے
وہ آگے چلکر ہے۔ یہاں نہیں ہے
یہاں کچھ اندیشہ نہیں ہے اور مجھے
یہ بھی ڈر ہے کہ رات ہی رات میں
تم اس تمام طلسم کو دیکھکر اور اپنے
مقاصد میں کامیاب ہو کر کیونکر واپس
آجاؤ گے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اور کوئی
فضیحتہ ہو۔ اور راز کھل جائے۔
اودے سنگھ۔ خیر یہ تو مجھے امید نہیں۔
تلوتما۔ کیوں یہ آپ کو کیوں امید
نہیں ہے ذرا بہ چشم غور انصاف تو
فرمائیے کہ جب آپ قفل کھول کر طلسم
کے اندر جائیں گے (اگر جا سکیں گے)
تو کون ایسا آنکھوں کا اندھا ہے
کہ وہ دیکھکر پہچان نہ لے گا۔
کہ کسی نے قفل کھولا ہے اور رات
میں کوئی تازہ گل کھلا ہے۔
اودے سنگھ۔ اس کی ترکیب بہت
آسان ہے فکر نہ کرو۔
تلوتما۔ وہ کیا اور کیونکر۔
اودے سنگھ۔ آپ اب شب میں
میرے ہمراہ تشریف لے چلیئے۔ جبکہ
تالا توڑ کر میں طلسم میں گھس جاؤں

ایک اسی صورت کا یا قریب قریب ویسا ہی تالا لگا دیجیے کوئی خیال بھی نہ کرے گا۔ جن باتوں میں مدت سے کوئی تغیر تبدل نہیں ہوتا ہے اُن پر کوئی کبھی اگر تغیر تبدل ہو بھی جائے۔ اُس وقت بھی خیال نہیں کرتا ہے۔

تلوتما۔ بالفرض ایسا بھی ہو۔ تو اس میں تو ضرور یہی اندیشہ ہے کہ آپ اس میں داخل ہو سکیں یا نہ ہو سکیں اور ہو بھی جائیں تو پھر یہ اندیشہ جاننا ہی کے لیے کچھ کم نہیں ہے کہ آپ وہاں راستہ بھول جائیں اور راستہ بھی نہ بھولیں تو کیا معلوم ہے کہ زنان خانہ میں کیا بنے۔ اگر وہاں سے بھی صحیح و سلامت آ گئیں تو جب باہر سے دروازہ بند ہوگا اور اُس میں قفل پڑا ہوگا تو آپ باہر کیونکر نکل سکیں گے۔

اودے سنگھ۔ آپ ایسی ایسی باتیں کر کے میری ہمت کو نہ توڑیے عیاروں کے واسطے ہمیشہ یہ سب مشکلات پیش آیا کرتی ہیں۔

تلوتما۔ گر عیار ہمیشہ انجام پر بھی تو نظر رکھتے ہیں۔

اودے سنگھ۔ ہاں آپ سے صحیح صحیح اپنے اطمینان کا سبب بتائے دیتا ہوں اور امید ہے کہ اُس کو آپ بھی قبول فرمائیں گی۔ اور یہ بلا تصنع ہے

تلوتما۔ کیا۔

اودے سنگھ۔ یہ کہ جب آپ کی ہم لوگوں پر اس قدر مہربانی ہے تو کوئی بھاری سے بھاری کام بھی ہمارے واسطے مشکل نہیں ؎

ہم گنہ گاروں پر تیری مہربانی چاہیے
سب گنہ دھل جائیں گے رحمت کا پانی چاہیے
دین دنیا چاہیے نے مال و دولت چاہیے
آپ کی ہم کو فقط نظر عنایت چاہیے

تلوتما۔ ارے یہ سچ ہے۔ اور میں خیر آپ اور تو کیا کہوں۔ مگر ہاں کم سے کم یہ ہے کہ اگر مان سنگھ کے کسی کام میں یا میری جان پر بھی آن بنے گی تو میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ مجھے دریغ نہ ہوگا۔ اور میں انکار نہ کروں گی۔

اودے سنگھ۔ بس تو یہی میرا حال ہے اور جب دو دل ایک ہو جاتے ہیں تو دنیا میں کوئی مشکل سے مشکل کام بھی مشکل نہیں رہ سکتا ہے۔ ع،

دو دل یکشود بشکند کوہ را ؎
پراگندگی آرد گروہے را
(ہر کار کہ ہمت بستہ گردد ؛ گر خار بود گلدستہ گردد)

تلوتما۔ میں ان باتوں کو جھوٹ تو نہیں
کہتی میرا سوال تو یہ ہے کہ آدمی کو
انجام کار پر ضرور نظر رکھنی چاہیئے
اگر ایسا نہ کرے گا اور صرف ہر جگہ
توکل سے کام لے گا تو وہ ضرور خطا
پائے گا۔ سنا نہیں ہے کہ ؎
آج آفت سے بچی جان توکل خیر نہیں
ایسے نادان کا مشکل ہے سلامت رہنا
مجھے یہ معلوم ہے کہ تمھاری ہمت
عالی نے تمھیں ہر انجام اور ہر ایک
بری بات سے بالکل تسلی دے رکھی
ہے اور مطمئن کر رکھا ہے۔ مگر میں پھر
بھی عورت ہوں اور عورت کمبخت
کا نام ہی بُرا ہے۔ بڑا اچھا ہو اگر
تم اپنے منصوبوں سے مجھے بھی مطلع
کر دو اور مجھے بتا دو کہ جب طلسم
سے واپس آؤ گے اور باہر سے تالا
بند پاؤ گے تو کیا کرو گے۔ اور کیونکر
باہر نکل سکو گے دو آدمی تو تمھارے
حق میں قید سے بدتر ثابت ہو جائیگی
اودے سنگھ۔ سنئے میں نے جو کچھ کہ
سوچا ہے وہ یہ ہے۔ جب میں
واپس آؤں گا اور زور سے ایک
سیٹی بجاؤں گا۔ تم وہاں رہنا۔
جب اُس کی آواز سننا فوراً تالا
کھول دینا۔ یہ ہم آپ کو بتائے دیتے
ہیں کہ ہم جب واپس آئیں گے اسوقت
آئیں گے کہ جب صبح صادق کا وقت
قریب ہوگا۔
تلوتما (خوش ہوکر) ہاں یہ ترکیب
تو البتہ بہت ٹھیک ہے۔
اودے سنگھ۔ اور سنو اگر یہ تکلیف
گوارا کرنی بھی منظور نہ ہو۔ تو یہ کیا جائے
کہ دروازے کو شب بھر کھلا رکھا جائے
بند نہ کیا جائے۔ ہم جب واپس
آئیں آزادانہ طریقے سے واپس آجائیں
اور آپ سے آملیں۔
تلوتما۔ یہ سچ ہے کہ رات کو اسطرف
سے کوئی نہیں گذرتا ہے۔ مگر اتفاق
وقت ہے اگر کوئی اُدھر جا نکلا اور
دروازہ کھلا ہوا دیکھ لیا تو تمام کام
بگڑ جائے گا اور پھر کچھ بھی نہ ہو سکے گا
اودے سنگھ۔ پھر اور کیا صلاح ہے
تلوتما۔ بس آپ کا پہلا ہی مشورہ
ٹھیک معلوم ہوتا ہے۔
اودے سنگھ۔ اب یہ بتایئے کہ کیا دن
کو میرا یہیں رہنا مناسب ہے یا
نہیں چلا جاؤں جو کچھ آپ فرمائیں
[illegible]۔
تلوتما۔ [illegible] یہ تو خوب جانتی ہوں کہ

آپ کے یہاں رہنے سے میرا یا آپکا کوئی خاص نقصان نہیں ہے۔ مگر میں احتیاط کی عادی ہوں۔ اسواسطے یہی مناسب سمجھتی ہوں کہ اگر آپ جاسکیں تو چلے جائیے۔ اور جس ترکیب سے کہ آج آئے ہیں اسیطرح سے کل بھی آجائیے۔ بلکہ کل میں آپکا انتظار کروں گی۔

اودے سنگھ۔ بہت اچھا جاتا ہوں۔

تلوتما۔ مگر آپ دیر نہ کیجیے میں آپ کے انتظار میں آدھی رات تک کی تکلیف نہ اٹھا سکوں گی۔ بلکہ بہت جلد اپنے پاس بیٹھنے والی سہیلیوں کو ٹال دوں گی۔ اور جلد سے جلد اُن کاموں سے بھی فراغت پاؤنگی جو کہ میرے متعلق ہیں۔

اودے سنگھ۔ نہیں میں دیر نہ کرونگا بلکہ میں آپ کو ایک نشانی بتاتا ہوں کہ اگر مجھے آنے میں دیر ہو جائے تو یہ سمجھیے کہ میرے اوپر کوئی بھاری مصیبت آپڑی۔ یا میں کہیں گرفتار ہوگیا

تلوتما۔ جاؤ۔ جاؤ۔ بدشگونی نہ کرو۔

اودے سنگھ رخصت ہوا۔ وہ اُسی قلعہ کے ایک کونے پر پہونچا اور اپنی جیب میں سے ایک باریک اور نہایت نفیس کمند نکالی اور لٹکائی۔ اور اس کے ذریعہ سے قلعہ کی پشت کی طرف سے اُترا ہوا چلا گیا۔ نیچے اُتر کر وہ اُسی خندق میں اُترا جسے ہم آپ کو بتا چکے ہیں کہ اسکی دیوار کے چار طرف لبریز رہتی ہے۔ اگرچہ پانی یہاں بہت زیادہ رہتا ہے مگر اس بہادر سپاہی عیار نے ذرا بھی پرواہ نہ کی۔ اور چشم زدن میں تیر کر پار ہوگیا۔ اپنے کپڑے وغیرہ پہنے۔ کمند کو جیب میں رکھکر ایک طرف چلدیا۔

راجکماری تلوتما کی بھی طبیعت آرام پر مائل تھی اسلئے وہ بھی تھوڑی بہت دیر کے واسطے سو گئی۔

پندرھواں باب

صبح صادق طلوع ہوگئی۔ طائر چہچہانے لگے۔ نسیم سحر کے جھونکے چلنے لگے کلیاں کھل کر پھول کی صورت میں آگئیں۔ آفتاب مشرق سے نکل کر ساحت فلک پر جلوہ گر ہوگیا مگر ہمارے ناول کے ہیرو کے بھائی کی ہمدرد یعنی راجکماری تلوتما چونکہ رات کو

خلاف معمول جاگی تھی اس واسطے
اُس کی نیند پوری نہ ہوئی اور وہ
آدھی رات سمجھ کر جیسے کہ آرام سے
سویا کرتی ہے مزے کی نیند سو رہی
ہے اور خراٹے لیتی ہے - دنیا اور
ما فیہا کے غم سے بالکل آزاد ہے -
کہ اتنے میں اس کی البیلی سہیلی
بقول اس کے اُس کی ہمدرد رام بھولی
اٹکھیلیاں کرتی کمر کو لچکاتی ہوئی
کماری کی مسہری کے پاس آپہونچی -
تعجب سے گردن ہلائی - اور دانتوں
میں انگلی دے لی - آخر جب سونے
والی پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا تو
ایک آدھ دفعہ یہ کہہ کر آواز دی
کہ سونے والو جاگو - دن نکل آیا -
مگر جب اس کا بھی کوئی اثر پیدا
نہ ہوا تو - تو اُس نے جھٹکا دیکر چادر
کو کھینچ لیا - تلوتما بھی جھلاتی ہوئی -
غصہ میں بڑبڑاتی اُٹھ بیٹھی - اور
کہنے لگی رام بھولی تم بڑی بیمروت ہو
رام بھولی - آہا آپ کو جگا جو دیا تو
ہم بے مروت ہو گئے - سچ ہے نیکی
کا زمانہ نہیں ہے - ذرا یہ تو ملاحظہ
فرمائیے کہ کیا وقت آگیا - بقول شخصے
کہ پہر بھر دن آگیا - آپ ہیں کہ تنیا

سے بے خبر ہیں - اگر رانی آجائیں - تو
ابھی بچاس اچھی بُری سنائیں - اور
کہیں کہ کہانیوں میں اتنا جاگتی ہیں
کہ اس وقت تک آنکھ نہیں کھلتی
سچ تو یہ ہے جو وہ یہ کہیں تو میں فوراً
یہ کہہ دوں کہ کہانیوں وغیرہ میں
جاگ کر یہ نوبت نہیں پہونچی ہے
اور کسی کے ساتھ جاگی ہوں گی تو
اس وقت تک سوتی رہی ہیں -
کماری - ایں یہ کیا کہا - اچھا ٹھہر
تو سہی - یہ کہہ کر اٹھی ہنسی میں ہاتھا پائی
ہونے لگی - کچھ دیر یہ اُدھم مچا رہا -
آخر تلوتما نے ہاتھ منہ دھویا - اور
رام بھولی سے یہ کہا کہ تم یہیں ٹھہری
رہنا مجھے تم سے کچھ ضروری باتیں کرنا
ہیں میں رانی جی کو سلام کر کے ابھی
واپس آتی ہوں - یہ کہکر وہ چلی گئی
رام بھولی حکم کے موافق دیر تک اُسکے
انتظار میں ٹھہری رہی آخر راجکماری
آئی اور رام بھولی کے پاس بیٹھ گئی
اور کہنے لگی - رام بھولی آج ایسا
بُرا خواب دیکھا ہے کہ بس کلیجہ منھ
کو آگیا -
رام بھولی - اوئی میں تو سمجھی تھی کہ
کہ کوئی بڑی ضروری بات ہوگی - تم تو

خواب کا ڈھکوسلہ لے بیٹھیں آپ کو دن بھر پریشان خیالات گھیرے رہتے ہیں۔ اس لیئے رات کو بھی پریشان باتیں نظر آتی ہیں میں ان باتوں کی قائل نہیں ہوں۔

رانی کماری۔ اگر سن لوگی تو کوئی ہرج تو ہے نہیں۔

رام پھولی۔ اچھا سناؤ۔ مگر جلد۔

تلوتما نے یہ آخری الفاظ سنکر رونا شروع کیا۔ اور کہا رام پھولی بڑا افسوس ہے کہ میں نے آج تک تجھکو اپنی حقیقی بہن سے بھی کہیں زیادہ سمجھا اور تجھے ہر بات میں اپنا مشیر او صلاح کار رکھا۔ مگر افسوس ہے کہ تو میری محبت کی قدر نہیں کرتی ہائے اب مجھے یقین ہو گیا کہ دنیا میں کوئی کسی کا نہیں ہے۔

رام پھولی۔ اے لو۔ آپ خفا ہو گئیں رونے لگیں۔ جیسے میں نے سچ مچ یہ آپ سے کہا ہے۔

تلوتما۔ روتی رہی۔

رام پھولی۔ اچھا مذاق میں خفا ہوتی ہو۔

تلوتما۔ تو مذاق میں کیوں ایسی دل دکھانے والی بات کہتی ہو۔

رام پھولی۔ خوب خوشامد کرانے کا ڈھنگ نکالا ہے یہ ڈھنگ خوب ہے ؎

مکر جانے کا قاتل نے نرالا ڈھنگ نکالا ہے
سبھوں سے پوچھتا ہے کس نے اسکو مار ڈالا ہے

اچھا خیر اب میری خطا معاف کیجیئے اور خواب بیان کیجیئے۔ مجھ سے ہو سکے تو میں بتاؤں کہ اس کا مطلب کیا ہے اس کے لیئے اوجھیں۔ دلا میں جس سے کہ خواہ مخواہ تلوتما کو سنا تر ہو کر خاموش ہو جانا پڑا اور وہ کہنے لگی۔ کہ میں خلاصہ خلاصہ بیان کیئے دیتی ہوں۔ میں نے رات مان سنگھ کو نہایت ہی برے حال میں دیکھا ہے۔ یہ معلوم ہوا کہ وہ میرے سامنے نہایت شکستہ حال ہیں اور کہتے ہیں کہ تم نے میرے ساتھ دغا کی۔

میں۔ میں نے تو کچھ بھی دغا نہیں کی بلکہ جیسے تم کلیشت باغ میں سے کہیں چلے گئے ہیں نے کئی جگہ ڈھونڈا پھر بھی تمھارا پتہ نہ ملا۔

کمار۔ ہائے میں سمجھا تھا کہ تمھیں نے مجھ پر ظلم ڈھایا ہے اور اس زندان خانہ طلسمی میں جس میں کہ میں ہوں تمھیں نے مجھے پہونچایا ہے یہ کہہ کر وہ رو دیئے۔ اور کہا کہ اگر تم مجھے اور میرے دوست کو رہا نہ کروگی

تو میں خدا کے سامنے فریاد کرونگا اور
اس کا بدلہ لوں گا۔
میں۔ تو کیا تم قید میں ہو۔
کمار۔ کیا تم کو یقین نہیں آیا۔
اتنے میں اوٹے سنگھو آئے اور انھوں
نے کہا کہ رام بھولی سے میرا سلام کہہ کے
یہ کہہ دینا کہ کیا مروت کی شرط یہی ہے
وفا اسی کا نام ہے کہ تم نے خبر بھی نہ لی۔
رام بھولی۔ یوں ہی خیال میں بندھ
جائے وہ دونوں اب کہاں پہونچے
ہوں گے۔
تلوتما۔ خیال نہیں واقعی یہ صحیح
خواب ہے۔
رام بھولی طلسمی قیدخانہ یہاں کا
بہت ہی برا ہے خدا بچا دے میں
نے ایک دن اپنے نانا کی زبانی
اس کا حال سنا تھا۔ اس میں دروازے
تو بتی ایک ہیں مگر سب پر نئے نئے
طلسم ہیں۔ اور کو چھوڑ کر اسی کا
حال کہتی ہوں یہ جو برج تماشوالے
میں دروازہ ہے جب دروازہ کھولکر
اندر داخل ہوتے ہیں تو ایک بڑا
زبردست شیر بیٹھا ہوا ملتا ہے جو لوہے
کا ہے یا پیتل کا۔ وہ دیکھتے ہی منھ
پھاڑ کر آتا ہے اور آنے والے کو دفعتہ
منھ پھاڑ کر اپنے پیٹ میں رکھ لیتا ہے۔
بس وہ طلسم میں پہونچ جاتا ہے۔
راجکماری۔ اور اگر کوئی شیر کے
منھ میں نہ جائے۔
رام بھولی۔ اگر کیسے شیر کے منھ
میں نہ جائے۔ وہ تو زبردستی جانا پڑتا ہے
راجکماری۔ اتفاق سے فرض کرلو کہ
اگر ایسا نہ ہو تو۔
رام بھولی۔ ایسا نہ ہو تو پھر طلسم میں
کیونکر پہونچ سکتا ہے۔ اول تو ایسا
ہو ہی نہیں سکتا ہے۔
راجکماری۔ اچھا وہاں پہونچکر کیا
کیا واقعات پیش آتے ہیں۔ اور
وہاں سے واپس کیونکر آسکتے ہیں۔
یہ بھی کچھ معلوم ہے یا نہیں۔
رام بھولی۔ وہاں سنا ہے کہ ایک
کوٹھری خفیہ طریقہ پر بنائی گئی ہے
اُس میں بہت سی کنجیاں ہیں یا اُن کے
ذریعہ سے نکل سکتا ہے۔
کماری۔ تو کیا اُن کا مفصل حال
تمھیں معلوم نہیں ہے۔
رام بھولی۔ مفصل حال معلوم ہونا
تو بہت ہی دشوار ہے۔
کماری۔ خیر کچھ بھی ہے۔
رام بھولی۔ آپ کا اس پوچھنے سے

منشا رکیا ہے۔ کیا وہاں جاؤ گی۔
کماری۔ ارادہ تو ہے۔
رام بھولی۔ کہیں ایسا غضب نکرنا کہیں بدنامی نہ ہو جائے۔
راجکماری۔ بدنامی کیوں ہونے لگی ہے سمجھیں گے کہ سیر کرنے گئی ہو گی۔
رام بھولی۔ جی ہاں سیر کرنے کے واسطے بھی یہ قید خانہ ہی رہ گیا ہے۔

رفتہ رفتہ یہ ذکر ختم ہو گیا اور اور باتیں ہونے لگیں۔ اور پھر رام بھولی اُٹھ گئی۔ راجکماری بھی تنہا رہ گئی اور اپنے دوسرے کاموں میں لگ گئی آج چونکہ شب کو اس نے ارادہ کیا تھا کہ رات کو بڑے زبردست کام انجام دینے ہیں اس واسطے دن میں وہ کچھ دیر کے واسطے سو گئی۔ اور پھر سوئی تو ایسی سوئی کہ جب دن چھپ گیا تب اُٹھی کھانا وغیرہ کھایا اور جوں توں کر کے کچھ اور وقت گذارا وقت گذرتا گیا۔ اور طرح طرح کے خیالات سے اس کا دل کا نپتا رہا۔ آخر اب سونے کا وقت بھی آپہونچا اور رفتہ رفتہ نوبت باینجا رسید کہ رات والی نقلی عورت یعنے اودے سنگھ کی تصویر سامنے کھڑی ہوئی دکھائی دی۔

تلوتما۔ آج تو آپ نے جلدی کی۔
اودے سنگھ۔ پھر کیا کچھ ہرج ہوا۔
تلوتما۔ نہیں کچھ ہرج نہیں ہے تشریف رکھئے۔ ابھی کچھ وقت اور گذر نے دیجیے
اودے سنگھ۔ بہت اچھا۔ کہیئے آپ نے بھی طلسم کی بابت کچھ معلومات بہم پہونچائی۔
تلوتما۔ میں کیا معلومات بہم پہونچا سکتی تھی۔ ہاں اتنا مجھے معلوم ہوا ہے کہ اسی دروازے میں اندر پہونچکر آپ کو ایک ظالم شیر ملے گا۔ اسکی یہ عادت ہے کہ جو کوئی قدم رکھتا ہے اس کو منھ پھاڑ کر نگل جاتا ہے۔
تلوتما سے یہ سنکر اگرچہ اودے سنگھ کو کچھ ہراس پیدا ہوا۔ مگر اپنی پریشانی کسی پر ظاہر نہ ہونے دی۔ اور جواب میں یہ کہہ دیا۔ کہ شیر آئیں کو تو میں بھگا دوں گا اور بھی کچھ معلوم ہوا یہ بھی خبر معلوم ہوئی کہ اس کے بعد کیا ہوتا ہے۔ اور کہاں پہونچتے ہیں۔
تلوتما۔ اسکے بعد اور کہاں پہونچتے طلسم میں پہونچ جاتے ہیں پھر مجھے معلوم نہیں کہ آیندہ کیا ہوتا ہے۔
اودے سنگھ۔ کوئی راستہ نکلنے کا بھی معلوم ہے یا نہیں۔

کماری۔ بس اس کے متعلق اتنا معلوم ہے کہ اندر پہونچنے پر وہاں کوئی کوٹھری ہے اُس سے آدمی واپس آسکتا ہے۔

اودے سنگھ۔ بس اتنا کافی ہے۔ لیجئے۔ اب مجھے آئے ہوئے دیر ہو گئی مجھے اجازت دیجئے۔

تلوتما۔ ابھی کچھ دیر اور ٹھہرو۔

اودے سنگھ۔ اور کچھ دیر ٹھہرے۔ اور کہنے لگے آپ آرام کیجئے مگر صبح کے وقت جس طرح ہوسکے تکلیف فرما کر مندر کے پاس پہونچئے اور ہماری خبر لے لیجیے۔ اگر اتفاق سے آج ہم نہ آسکیں تو مجھے اُمید ہے کہ کل ضرور ہم دروازہ پر پہونچیں گے۔ آپ کل بھی تکلیف فرمائیں۔

تلوتما۔ یہ تو سب کچھ ہو جائے گا پہ تو فرمائیے آپ نے وہ دوا تیار کر لی۔

اودے سنگھ۔ ہاں تیار کر لی۔ بس اب آپ مجھے جانے دیجئے۔

تلوتما نے بھی اجازت دیدی اور اودے سنگھ اٹھے اسی عورت کی صورت میں وہ وہاں پہونچ گئے جہاں کل گئے تھے۔ اتفاق وقت سے پہرہ دار جاگ رہا تھا۔ اُس نے بے وقت ایک عورت کو دیکھکر کہا کہ تم کون ہو۔

نقلی عورت۔ راجکماری کی بھیجی ہوئی ہوں۔ کچھ پرشاد چڑھانا ہے تو تم بھی یہ لو۔ یہ کہکر دو لڈو اُسکے حوالے کر دیے۔ مٹھائی سے کس کو نفرت ہے۔ اُس نے مٹھائی لے لی اور فوراً کھا گیا۔ کھولی بیہوشی ملی ہوئی تھی۔ اور وہ بھی تیز بیہوشی کھائی اور کھاتے ہی بیہوش ہو کر گر پڑا۔ گرتے ہی اودے سنگھ نے وہی کل والی کارروائی کی یعنی آپ اُس کے کپڑے پہن لئے اور اُسے وہیں کل کی جگہ ڈال دیا۔ اب وہ مطمئن ہو گئے تالے کے پاس آئے اور ایک شیشی جیب سے نکالکر اُس میں سے تھوڑی سی دوا جو بالکل پانی کے موافق تھی۔ تالے پر ڈالی۔ اور کچھ دیر انتظار کیا۔ بلا مبالغہ کٹ کر گر گیا۔ اور اودے سنگھ نے کنڈی کھولی دیکھا کہ اندر سے یہ شوالہ مدور شکل میں ہے بالکل صاف پڑا ہوا ہے۔ نہ کوئی چیز ہے نہ آدمی ہے نہ کوئی جانور ہے نہ کوئی دروازہ ہے نہ کوئی زینہ ہے نہ خشک بالکل چٹیل میدان ہے۔

اودے سنگھ کو فکر ہوا کہ جو کچھ پتہ بتایا گیا تھا وہ اس وقت قطعی غلط ثابت ہوا۔ شیر کیسا یہاں کوئی شیر کی ہمشکل بلی بھی موجود نہیں ہے۔ مگر پھر ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ ظاہر حالت جو کچھ ہے وہ میں دیکھ رہا ہوں۔ مگر آخر کوئی سبب تو ضرور ہے کہ جو اسے اسطرح باہر سے مقفل رکھا گیا ہے۔ بے وجہ دنیا میں کوئی کام نہیں ہوتا۔ اب ان خیالات سے فرصت پائی تو اندر قدم رکھا۔ مگر اندر پہونچنے پر کسی بات کا سوچنا تو درکنار یہ نوبت بھی نہ پہونچی کہ اک مرتبہ اُسے غور سے دیکھ لیتا کہ فوراً شوالے کے بیچوں بیچ سے زمین پھٹ گئی اور ایک شیر برآمد ہوا غراتا ہوا اور شور مچاتا اودے سنگھ کی طرف بڑھا۔ اور معاً انھیں کھا گیا انھیں معلوم نہ ہوا کہ میں کہاں کہاں گیا یا کیا کیا ہوا۔ اتنا البتہ انھوں نے دیکھا تھا کہ زمین سے وہ نکلا تھا پھر دوبارہ جو آنکھ کھلی تو اپنے آپ کو ایک کوٹھری میں پڑا پایا۔ جس کے پہلو میں ایک اور کوٹھری تھی جسمیں کہ مکڑی کے جالے کے موافق بہت سے تار لگے تھے۔ اور سب تار چھت سے جا ملے تھے جس کا حال ہم آیندہ لکھینگے

اس کوٹھری کے سامنے ایک زبردست سنگین دیوار تھی جس میں دو دروازہ محراب نما بنے ہوئے تھے۔ اور دونوں میں دو جھنڈیاں گڑ رہی تھیں۔ ان دروازوں سے آگے ایک میدان تھا۔ اور اس کے سوائے کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ اودے سنگھ ایک دروازہ کی جھنڈی کو دیکھنے لگے اس پر سرخ سرخ رنگ کی کئی ایک تصویریں بنی ہوئی تھیں بہت سے نوجوان مرد اور عورتیں تھیں جن کی گردن میں زنجیریں پڑی ہوئی تھیں ان میں سے بہت سے سوکھے ہوئے تھے۔ جن کی صورت سے ڈر معلوم ہوتا تھا۔ اودے سنگھ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اس جھنڈی پر یہ تصویریں بلا وجہ نہیں ہیں بلکہ جہاں تک خیال ہے مجرم اور قیدی یہیں رکھے جاتے ہیں اچھا دوسرے دروازہ کی دوسری جھنڈی کو بھی دیکھ لوں۔ یہ سوچکر دوسری جھنڈی کے پاس پہونچے یہ جھنڈی بڑی تھی۔ اس پر بہت سے تخت بنے ہوئے تھے جنپر راجوں مہاراجوں کی تصویریں تھیں اور

آن کے سامنے طرح طرح کے سکے پڑے ہوئے تھے۔ غور کرنے پر اُودے سنگھ اس معمہ کو بھی سمجھ گئے۔ کہ اس سے اس کے سوائے اور کوئی مطلب نہیں ہو سکتا ہے کہ یہاں خزانہ ہے اور ان ان راجوں کے چلائے ہوئے سکے اس خزانے میں ہیں۔ مگر ایک بات کا اُسے سب سے زیادہ تعجب ہوا کہ یہ قیدخانہ اور خزانہ دنیا بھر میں مشہور ہے اور طلسم اس کا نام ہے۔ مگر افسوس زیادہ تر یہ ہے کہ دونوں دریان نے کھلے ہوئے ہیں گویا ہر شخص قیدخانہ اور خزانہ میں جا سکتا ہے۔ آخر اس میں کیا بھید ہے گویا تمام طلسم میں ایک مرحلہ دشوار ہے اس سے گزر گئے تو غنیمت آسانی ہے۔ اور پھر کوئی وقت قیدیوں کے چھڑانے۔ یا خزانہ کے نکالنے میں باقی نہیں رہتی مگر پھر دیر کرنی فضول سمجھی روشنی خوب ہو رہی تھی در کے اندر قدم رکھکر داخل طلسم قیدخانہ ہونا چاہا اور ایک ایک کوٹھری کا جائزہ لینے کی دل میں ٹھان لی۔ جوں ہی در میں قدم رکھا بازووں کی دیوار میں

سے دو آہنی تختے نکلے اور دروازہ بند ہو گیا یہ باہر رہے۔ یہ کیفیت دیکھکر دل دھڑکنے لگا ہاتھ کانپنے لگے۔ اور علیحدہ ہٹ گئے۔ جوں ہی یہ علیحدہ ہٹے دروازہ بھی بدستور کھل گیا۔ تجاہل عارفانہ کر کے پھر اپنے دل میں خیال کیا کہ شاید اس مرتبہ کوئی خاص وجہ ہو گئی تھی۔ لاؤ دوبارہ داخل ہوں۔ مگر پھر وہی معاملہ پیش آیا۔ دس دفعہ آزما دیکھا مگر اندر نہ جا سکے۔ گھبرائے کہ اے خدا اب کیا کروں نہ اُدھر جانے کا کوئی راستہ معلوم ہے۔ نہ یہاں رہنے کی کوئی صورت ہے۔ نہ جس کام کے واسطے یہاں آیا تھا وہ کام ہوا بس اب مارے گئے اور بے موت مارے گئے افسوس پلوتانے اور ساری باتیں تو بتائیں مگر اس کا کچھ تذکرہ نہ کیا۔ بڑا غضب ہوا۔ مرے اور بن آئی مرے۔ ؏
حسرت یہ اس مسافر بیکس کے رویئے
تھک کر کے بیٹھ جائے جو منزل کے سامنے
سوچتے سوچتے دیر گذر گئی۔ مگر کوئی ایسی معقول ترکیب سمجھ میں نہیں آئی جسے یہ کام میں لا کر اندر

پہونچ سکتے - آخر ایک بڑا پتھر اٹھایا
اور دروازوں کے بیچوں بیچ رکھدیا
اس میں یہ مصلحت سوچی تھی کہ اگر وہ
دونوں کواڑ ادھر ادھر سے نکل کر
دروازہ کو بند کرنا چاہیں گے تو یہ پتھر
سد راہ ہوگا - اور بیچ میں کچھ جگہ ضرور
باقی رہ جائے گی جس سے کہ اندر
جا سکیں گے پتھر رکھنے کے بعد پھر اندر
جانے کا ارادہ کیا - تیر کی طرح
دونوں کواڑ نکلے اور دروازہ بند
ہونے لگا - مگر چونکہ پتھر تھا اس وجہ
سے پورا پورا بند نہ ہوا - اور اتنی
جگہ ضرور باقی رہ گئی کہ یہ اندر جا سکیں
ایسی کامیابی پر انھیں جسقدر خوشی
ہوتی وہ بہت کم تھی - اب یہ اندر
چلدئے - جس میدان کا ہم سامنے
ذکر کرچکے ہیں وہ میدان نہ تھا -
بلکہ ایک تالاب تھا جو درمیان میں
حائل تھا - اور سامنے بہت سی
کوٹھریاں دکھائی دے رہی تھیں
اور یہ شاہ خوشی میں جو اندر گھسے
فوراً حوض یا تالاب میں گر گئے - پانی
کی کچھ شمار نہ تھی دم بھر میں سر سے
گذر گیا - مگر ایک مرتبہ جو پانی نے
ابھار دیا - تو ان کے ہاتھ دروازہ

کا ایک کنڈا اٹک گیا اسکو پکڑ کر کھینچا -
اب تک دروازہ آدھا کھلا ہوا تھا
مگر اس کو کھینچتے ہی دروازہ چوپٹ
کھل گیا اور یہ اس کے سہارے
دہلیز پر چڑھ کر پھر باہر آگئے - اس
مرتبہ دروازہ بدستور کھلا رہا باہر آکر
بیحد شکریہ ادا کیا - کہ اے خدا اگر
اس وقت تو نہ بچا لیتا تو یقینی
جان گئی تھی کوئی صورت زندگی کی
نہ تھی - بیٹھے بیٹھے افسوس کی حالت
میں یہ شعر پڑھنے لگے - ؎

ہر دم زمانہ داغ دگر بر جگر دہد
یک داغ نیک ناشدہ داغ دگر نہد

یعنی سوچنے لگے کہ ابھی دروازہ
کی طرف سے پورا پورا اطمینان نہ ہوا
تھا - کہ یہ دوسرا قصہ معلوم ہوگیا - ہائے
اس تالاب سے پار جانا - اور ان
سامنے والی کوٹھریوں میں پہونچنا
میرا کام نہیں ہے - یہ سمندر ہے
میری کیا مجال ہے کہ اسے تیر کر
جاؤں کیا معلوم ہے کہ اس میں
کس قدر پانی ہے - اور کتنا عمیق ہے
ہائے پیارے مان سنگھ تم بڑی
سخت مصیبت میں پھنس گئے اب
تمھاری رہائی بہت ہی دشوار معلوم

ہوتی ہے اگرچہ میں یہاں تک اپنی جان پر کھیل کر آیا ہوں اور جب تک ہو سکے گا۔ کوشش کروں گا مگر کر ونگا تو سب کچھ میرے کئے کچھ ہو نہیں سکتا۔ اتنے میں ایک خیال نے اُسے پریشان کیا۔ اور خود بخود اس کی زبان سے یہ الفاظ نکلے۔ ہاں ہے تو سہی ضرور میں گھر سے لیکر چلا ہوں۔ اب مصیبت نے ساری عقل کھو دی ہے مجھے بالکل یاد ہی نہ تھا کہ میرے پاس ہے۔ چنانچہ اُس نے فوراً اپنی گٹھری کھولی اور اس میں سے ایک کھال نکالی جس پر چار پانچ آدمی بیٹھ سکتے تھے اُسے کھولا اور نیچے اوپر سے اچھی طرح اُس کو دیکھا۔ وہ سالم تھی تو اُسے جھاڑا اور جھاڑ کر اس تالاب میں ڈال دیا۔ اور وہ بے خوف وخطر اُس پر سوار ہو کر درمیان میں پہونچ گیا یہاں پہونچ کر اُس نے غور سے دیکھا تو پانی کے نیچے اُسے ایک عمارت نظر پڑی تو شبہ پیدا ہوا کہ کہیں یہی قید خانہ نہ ہو اور میری تلاش کی انتہا یہیں نہ ہو جاتی ہو۔ یہ سمجھ کر وہ خدا کا نام لیے ہوئے اسی کھال کے سہارے سے اس تالاب کے پار اُتر کر دوسری طرف پہونچ گیا جہاں کوٹھریاں بنی ہوئی تھیں۔ وہ ایک کوٹھری میں گیا اور وہاں اُس نے بجنسہ ایک ویسا ہی شیر دیکھا جیسا کہ وہ پہلے دیکھ چکا تھا اور جس کو وہ اب تک یاد کر رہا تھا۔

اس شیر کے پاس ایک شمع روشن تھی۔ اور وہاں ایک تختی لگی ہوئی تھی اس تختی پر ایک تیلی گھوم رہی تھی جو ہر مرتبہ اپنی انگلی سے زمین کی طرف اشارہ کرتی تھی اور بے سکھ کی سمجھ میں یہ معمہ نہ آیا۔ مگر اتنا وہ ضرور سمجھ گیا کہ شیر کی موجودگی اور تیلی کا اشارہ بے وجہ نہیں ہے یہاں کوئی نہ کوئی بڑا گہرا راز ہے جس کا پتہ لگانا غالباً میرا زبردست فرض ہے۔

اُس نے پھر تیلی کے اشارہ پر غور کیا کہ آخر اس کا مطلب کیا ہے اور اس اشارہ سے یہ کیا غرض تھی ہے۔ کچھ سمجھ میں نہ آیا تو وہ ڈرتا ڈرتا شیر کے پاس آیا اور اُسے ہاتھ لگایا۔ مگر وہ پہلے کی طرح شریر نہ تھا اُس نے کوئی خلاف معمول بات نہ کی نہ

اودے سنگھ کو کوئی اذیت نہ پہونچائی
اور نہ کھا ہی گیا۔ جب یہ بیخوف
ہوگیا اور سمجھ لیا کہ یہ شیر بالکل بھولا
ہے تو اب اُس نے بھی اپنی کوشش
میں معمول سے کچھ زیادہ اضافہ کیا
یعنی اُسے اچھی طرح ٹٹولنا شروع
کیا۔ اور کہیں کچھ بھی نہ ملا۔ مگر
کان کے پاس ایک کل لگی ہوئی
مل گئی۔ یہ تو یہاں اسی تلاش
ہی میں تھے کہ کم سے کم بیکاری کے
واسطے کوئی شغل مل جائے۔
فوراً اس کل کو ادھر اُدھر گھمانا
شروع کیا فوراً شیر کے دو ٹکڑے
ہوگئے اور ایک زینہ کھل گیا۔
اودے سنگھ کو بیحد خوشی ہوئی جلدی
میں یہ بھی نہ سوچا کہ نیچے جانے کا
انجام کیا ہے فوراً نیچے اُترتے ہوئے
چلے گئے ایک فرش پر دو آدمی ہوتے
ہوئے ملے۔ جن کے ہاتھوں میں
ہتھکڑیاں پڑی ہوئی تھیں جسوقت
کہ یہ نیچے جاکر پہونچا دونوں سونے والے
چونکنے ہوکر اُٹھ بیٹھے۔ اودے سنگھ
کو غور سے دیکھا اور ایک بولا۔
کیا تم اودے سنگھ ہو۔
اودے سنگھ۔ ہاں میں اودے سنگھ
ہوں۔ تم کون ہو تمہیں میں نے
اس وقت تک پہچانا نہیں کیونکہ
میں نے آج تک کبھی تمھاری صورت
نہیں دیکھی ہے۔
قیدی۔ ہاں اگر تم مجھے اصلی صورت
میں دیکھتے تو یقینی اُسی وقت
پہچان لیتے مگر یہاں ہماری صورتیں
بدل گئی ہیں۔ اور یہ کوئی عیاری
نہیں ہے بلکہ اس زندان خانہ
کی کیفیت یہ ہے کہ جو کوئی یہاں
قید ہوکر آتا ہے وہ اپنی اصلی صورت
پر نہیں رہ سکتا ہے۔ معلوم ہوتا
ہے کہ آپ قید ہوکر نہیں آئے ہیں
ورنہ آپ کی بھی صورت بدل
جاتی۔ اور ہم آپ کو نہ پہچانتے۔
اودے سنگھ۔ تو کیا ہمیشہ یہی صورت
رہے گی۔
قیدی۔ نہیں ہمیشہ ایسی صورت
نہیں رہ سکتی ہے۔ بلکہ جب ہم یہاں
سے نکل جائیں گے تو پھر اپنی اصلی
صورت پر آجائیں گے۔ اسکا فکر نہ کرو
اودے سنگھ۔ اب تم اپنا نام بتاؤ۔
قیدی۔ میرا نام باسدیو عیار ہے۔
اودے سنگھ۔ آہا باسدیو تم یہاں کہاں
باسدیو۔ میں ابھی قید ہوا ہوں میں

دلجیت سنگھ کے ساتھ آیا تھا - اور
اتفاقاً گرفتار ہو گیا ہوں -
اودے سنگھ - کیا دلجیت سنگھ بھی
یہیں ہیں -
باسدیو - ہاں وہ بھی یہیں ہیں -
اور راجکمار ہری سنگھ بھی یہیں ہیں -
اودے سنگھ - یوں کہو کہ تمام خاندان
یہیں جمع ہو گیا ہے - اچھا وہ کہاں
کہاں ہیں -
باسدیو - جیسے کہ ہم دونوں جدا کر کے
قید کئے گئے ہیں ایسے ہی یقینی سب
لوگ علیحدہ علیحدہ نظر بند ہوں گے -
اودے سنگھ - اور یہ تمہارے ساتھی کون
ہیں -
باسدیو - یہ بھی ایک مصیبت زدہ ہیں -
اودے سنگھ - اچھا اگر چاہیں تو میں
ان کو بھی رہا کر سکتا ہوں -
قیدی - اگرچہ مجھے یہ عرض کرنے
کی جرأت نہیں ہے مگر ایسا ہو جائے
تو بندہ نوازی اور غریب پروری سے
بعید نہ ہوگا -
اودے سنگھ نے اپنی جیب سے
وہی شیشی نکالی جس کا عرق ڈالنے
سے دروازے کا تالا دم بھر میں کٹ کر
گر گیا تھا - اس میں سے ذرا ایک

ذرا سا پھایا بھر کر ان کی ہتھکڑیوں
پر مل دیا - دم بھر میں کٹ کر گر پڑیں
اور یہ دونوں شخص آزاد ہو گئے -
باسدیو - کیا اب آپ کے ساتھ ساتھ
اوپر چلیں -
اودے سنگھ - ہاں ہاں ضرور چلو -
اور آزاد کرنے سے کیا مطلب ہے -
باسدیو - اودے سنگھ اور نیا
قیدی جس کا نام پرتھی راج تھا ساتھ
ساتھ اوپر آئے بدستور زینہ کھلا ہوا
تھا - اوپر آ کر دوسری کوٹھری میں
گئے - وہاں ایک ریچھ کی صورت
بنی ہوئی تھی اور کچھ نہ تھا -
باسدیو - یہ کیا - یہاں تو کچھ نہیں ہے -
اودے سنگھ - اور تمہاری والی کوٹھری
میں کیا تھا - دیکھو اب دیکھتے دیکھتے
سب کچھ ہوا جاتا ہے -
چونکہ یہ تو پہلے ہی سے محرم راز
تھا اس واسطے اسے ذرا بھی پرواہ
نہ ہوئی ریچھ کو ادھر ادھر سے
ٹٹولنا شروع کیا کہیں کوئی کل
نہ ملی - ملی تو وہیں کان کے پاس
ملی - اب تو اسے کل کا گھمانا بھی
آ گیا تھا اسے بھی گھمایا - بدستور ریچھ
کے دو ٹکڑے ہو گئے اور ایک زینہ

نظر آنے لگا۔

اودے سنگھ۔ کہو باسدیو دیکھا کہ نہ ہونے پر سب کچھ پیدا ہوگیا۔

باسدیو۔ اب کیا کروگے۔

اودے سنگھ۔ آؤ میرے ساتھ ساتھ زینہ سے اُترے ہوئے چلے آؤ۔

چنانچہ یہ زینہ سے اُترے۔ اور نیچے پہونچے۔ یہاں بھی لمپ روشن تھا اور صرف ایک آدمی پڑا ہوا تھا جسے یہ سب لوگ پہچان نہ سکے۔

اودے سنگھ۔ بڑی مصیبت تو یہ ہوگئی ہے کہ اب پہچان بھی نہیں سکتے تا وقتیکہ دریافت نہ کریں۔

باسدیو۔ دریافت کر لیجیے۔ وہ اگر ہمارے شناسا ہوں گے تو ہم کو دیکھتے ہی خود پہچان لیں گے۔

اودے سنگھ نے دریافت کیا تو شخص مذکور نے اپنا نام بتایا جس سے معلوم ہوا کہ یہ ان میں کا نہ تھا مگر اودے سنگھ نے اس سے دریافت کیا کہ کیا تم بھی اپنی رہائی چاہتے ہو۔ مگر اس آدمی نے معلوم نہیں کہ کیوں اپنی رہائی کو اچھا نہ سمجھا۔ اور یہ سب کے سب زینہ پر سے چڑھے ہوئے اوپر آئے اور دوسری کوٹھری میں پہونچے وہاں دلجیت سنگھ ملے۔ انھیں بھی ساتھ لیا اب اودے سنگھ کو اتنی تقویت ہوگئی جیسی کہ اپنے بھائی سے ہونی چاہیے مختلف کوٹھریاں دیکھیں مگر اور کوئی نہ ملا۔ ایک اور کوٹھری دیکھی جس میں اوپر ایک گھوڑا کھڑا ہوا تھا ڈھونڈھنے پر اُس کے اندر بھی ایک کل ملی۔

دلجیت سنگھ اور اودے سنگھ نے بہت کوشش کی مگر جیسے کہ پہلے جانوروں کی تصویریں پھٹ پھٹ کر جانور بن گئے تھے ایک بھی تدبیر کارگر نہ ہوئی اور اس سے کوئی نتیجہ برآمد نہ ہو۔ مگر یہ دونوں عیار بھی ایسے تھے کہ برابر کوشش میں مصروف رہے آخر کوشش کارگر ہوئی اور وہ کل گھومنے لگی مگر اس میں سے گونجنے کی آواز آنے لگی۔ اور پھر اکدم اس میں سے ایک آواز نکلی جو تمام مکان میں گونج گئی۔ اور وہ سبسم ترقی پکڑنے لگی

دلجیت سنگھ۔ اس لئے خوف ہے یہ آواز کچھ اور کہتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی اور بھی ترقی کرے گی لہذا مناسب اور بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی اس کل کو توڑ ڈالو

جس سے یہ آواز برآمد ہوتی ہے ایسا
ہی کیا گیا۔ اور چوں توں کر کے اس
زینہ کو بھی برآمد کیا۔ جب یہ زینہ
صاف ہو گیا تو یہ اندر پہونچے یہاں
دیکھا کہ ایک آدمی گریہ وزاری میں
مصروف ہے اور بار بار یہ لفظ
اس کی زبان سے نہایت حسرت
کے ساتھ نکل رہے تھے۔ اے پیشور
اور مجھے نہ کوئی حسرت ہے نہ تمنا ہے
صرف یہ کہ ایک مرتبہ اس کے
باکمال حسن کو اپنی زندگی میں اپنی
آنکھوں سے دیکھ لوں۔ اے
موت میں بڑی خوشی سے تیرا استقبال
کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اگر تو اسکے
سامنے آئے جس کے اوپر میری جان
جاتی ہے پھر نہایت حسرت کے ساتھ یہ غزل گائی

غزل

دیکھکر ابروے جاناں ہو گیا سامان عشق
ہو گئی یہ بیت ہی بس مطلع دیوان عشق
تم پہ مرتا ہے زمانہ تم سے ہے شان حسن
جان عالم تم تمھارا حسن کافر جان عشق
ڈالتا ہے اک بت کافر یہ دام آرزو
دیکھنا ہے تو ہم کو وسعت دامان عشق
بھر لئے ہیں اس میں لا کر سو جہان آرزو
پھر بھی یہ خالی ہے اف رے وسعت دامان عشق
کیوں جدا ہو مجھسے یہ اور کیوں جدا ہوں اس سے میں
عشق پابند من و من بستۂ پیمان عشق
چٹکیاں لے لے کے اسکو آجتک زندہ رکھا
حسن کو تیرے دعائیں دے رہی ہے جان عشق
نعمت غم عام ہے ہر دوست دشمن کے لئے
خوان یغما جسکو کہتے ہیں وہی ہے خوان عشق
کشتی امید عاشق ہے شکستہ ہائے ہائے
طے کریگا کسطرح یہ بحر بے پایان عشق
چھٹ گئی سب پھر بھی میرا دم و غم دیکھکر
دشمنوں سے آج خالی ہو گیا میدان عشق

یہ غزل گائی مگر پھر بھی اس کے
جذبات کے اٹھتے ہوئے شعلے فرو
نہوئے وہ رویا اور پھر یہ اشعار اسکی
زبان حسرت بیان سے نکلے جس سے
کہ وہ تو وہ سامعین کے دل پر ایک
سکوت اور حیرت کا عالم ہو گیا۔

غزل

جس راہ میں قاتل بیٹھا ہے وہ ملک عدم کا رستہ ہے
پھر دل کی بستی اب بستی ہے جس بستی میں وہ بستا ہے
کچھ ایسی گھڑی میں بچھڑے تھے ملنا نہوا جب بچھڑے
اب ہم تو دلکو ترستے ہیں اور دل اب ہمکو ترستا ہے
اے قاتل ہمکو دنیا میں تیرا ہی اک سہارا تھا
تو ہم سے خفا ہے مرتے ہیں لے اپنی کمر کیوں کستا ہے
ہاں دلکو نہ توڑو دیکھو اسمیں دنیا ہے ارمانوں کی
اس بستی کو تم نہ اجاڑو جسمیں زمانہ بستا ہے

غرض کہ ایسے ہی ایسے متفرق اشعار اُس نے پڑھے۔ اور پھر وہ خوب رویا وہ اپنے خیال میں اس قدر محو تھا کہ اُسے یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ کوئی میرے پاس کھڑا ہوا ہے اور مجھے دیکھ رہا ہے۔ سچ ہے درد محبت وہ بری چیز ہے کہ اس میں آدمی مجنون و مخبوط ہو جاتا ہے اور خبر نہیں رہتی کہ کیا ہو رہا ہے اور کیا ہونے والا ہے کیا ہوگا۔ اپنے کام سے کام اپنے مطلب سے مطلب۔

غزل گانے والا قیدی نوجوان تھا مگر اس کی صورت سے یہ صاف صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ صدمات نے اُسے آدھا بھی نہیں چھوڑا ہے۔ اور اس کی حالت بہت ابتر ہو گئی ہے اُس کے رخساروں سے جن کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ ایک حسین اور خوبصورت آدمی اس سے زیادہ کچھ بھی خوبصورت ہو ہی نہیں سکتا ہے اب غم نے ہوا کے گرد گرد جھونکوں سے ایسے کملا گئے جنہیں دیکھ کر افسوس ہوتا ہے۔ اور ہر ایک شخص کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑتے ہیں۔

اودے سنگھ نے آ کے دیکھا اور دیکھتے ہی اسے پہچان بھی لیا۔ مگر وہ منتظر رہا کہ اگر یہ شخص گانے سے کچھ کھل جائے تو میں اس سے باتیں کروں۔ آخرکار مجنون قیدی کسی کے خیال سے باتیں کر کر کے اپنا جی بہلانے لگا۔ اسے جب اس میں بھی کچھ دیر گذر گئی تو اودے سنگھ نے کہا۔ کمار ہری سنگھ ہوش میں آئیے آپ کو کیا ہو گیا کہ آپ ایسی ناامیدی کی باتیں کر کے اپنا جی دکھا رہے ہیں۔ حالانکہ آپ کا خادم خادمان اودے سنگھ آپ کی رہائی کے واسطے سخت مصیبتیں اُٹھا کر آیا ہے۔

کمار۔ ہری سنگھ دفعتاً خوشی سے چونک کر بولے اودے سنگھ کیا یہ ممکن ہے کہ تم یہاں ہو۔

اودے سنگھ۔ ہاں ہاں میں ہوں اور یہ آپ کے سب خادم موجود ہیں

کمار۔ اے غریبوں کے دادرس مجھ سے تیرا شکر یہ ادا نہیں ہو سکتا کہ تو نے میری اس غریبی اور بے بسی میں سن لی۔ اودے سنگھ، وجیت سنگھ کہاں ہیں اور وہ کیسے ہیں۔ ہائے انھوں نے میری خبر نہ لی۔

وجیت سنگھ۔ آپ کا خادم وجیت سنگھ

بھی موجود ہے - میں نے عمداً اسوقت
آپ سے بولنا نہ چاہا تھا کیونکہ بہت
سی مرتبہ خوشی میں رنج ہوتے ہوئے
دیکھے گئے ہیں - یہ کہہ کر دلجیت سنگھ
آگے بڑھا - کمار کو قید سے رہا کیا
اور گلے سے لپٹ کر دیر تک روتا رہا -
ہم اس طول کو اب فضول
سمجھکر چھوڑتے ہیں اور مفصل قصہ
کا لکھنا ایسے موقع پر بیکار سے کم
نہیں معلوم ہوتا ہے لہذا یہی لکھنا
بہتر ہے کہ اودے سنگھ کے سب
ارادے پورے ہوئے اور انھوں
نے کمار مان سنگھ و رتنا وغیرہ اپنے
سب ساتھیوں کو چھڑا لیا اور آپس میں
یہ باتیں ہونے لگیں -
دلجیت سنگھ - آخر یوں سمجھو کہ
مگر افسوس اس شخص یا اس تالاب کے
نیچے کوٹھریوں میں قید کئے گئے تھے
مان سنگھ - خیر خدا کا شکر ہے کہ ہم
سب ایک جگہ جمع ہیں -
دلجیت سنگھ - اودے سنگھ یہ بتاؤ
کہ اس تالاب کی گہرائی کتنی ہے -
اودے سنگھ - اس کی کچھ حد نہیں ہے
دلجیت سنگھ - بہت گہرا ہے -
اودے سنگھ - ہاں -

دلجیت سنگھ - پھر تم کیونکر آئے -
اودے سنگھ نے وہی کھال دکھائی
اور کہا کہ اسی کے ذریعہ سے -
دلجیت سنگھ نے کہا کہ اب مناسب
اور بہتر یہ ہے کہ کھال کو پانی پر بچھا دو
اور پہلے دونوں کماروں کو اس پار پہونچا دو
اودے سنگھ - بہت اچھا -
چنانچہ کھال بچھا دی گئی اور فوراً
دلجیت سنگھ اور ہری سنگھ کو اس پر
بٹھا کر پار اتارا گیا - اسکے بعد
دوسرے عیاروں اور کمار مان سنگھ
کو پار اتارا اس کے بعد خود اور
نئے شخص دوسرے اس دروازہ
پر کہ جہاں سے تالاب میں داخل
ہوئے تھے آئے -
دلجیت سنگھ - مجھے یاد ہے کہ جب
میں یہاں آیا تھا تو اس طرف سے
نہیں آیا تھا -
مان سنگھ - میں بھی ادھر سے نہیں آیا
ہری سنگھ - غالباً میں بھی اس طرف
سے نہیں گیا ہوں گا -
غرضکہ سب نے انکار کیا کہ ہم
ادھر سے نہیں آئے ہیں - اس سے
مطلب یہ تھا کہ اودے سنگھ سے
پوچھیں تم کس طرف سے آئے ہو

اور اس بت کی کھوپڑی میں ایک ڈنڈا رسید کیا۔ فوراً کھوپڑی ٹوٹ گئی بت گر گیا۔ چاروں طرف آگ پھیل گئی اندھیری چھا گئی۔ اور آہ آہ کی آوازیں بڑے زور سے آنے لگیں تاریکی اس قدر بڑھ گئی کہ ہاتھ سے ہاتھ مارنے پر بھی سوجھائی نہ دیتا تھا اور بیحد خوف طاری تھا کہ اب دیکھئے کیا ہو جائے گا۔ اور ہم کیونکر اس بلا سے رہائی پاویں گے۔ جب اسی صورت میں دیر گذر گئی تو ذرا ذرا روشنی ہوئی اور آخر وہ روشنی بڑھتی گئی اور بڑھتے بڑھتے بالکل اجالا ہو گیا نہ وہ آگ پائی گئی اور نہ وہ آوازیں رہیں اب صرف ایک صندوقچہ پڑا ہوا تھا۔

ہری سنگھ نے اس صندوقچہ کو اٹھایا تالا بند تھا۔ کھولا تو دیکھا کہ ایک خط رکھا ہے اور ساتھ ہی ایک پتھر کا تراشا ہوا بڑا پھول ہے جو بنانے والے نے ہیرے سے بنایا ہے۔ کمار نے پہلے تو خط پڑھا۔ خط پڑھکر وہ اور بھی انگشت بدنداں ہوئے کیونکہ وہ انھیں کے نام کا تھا۔ اور اس میں یہ لکھا تھا۔ یہ خط صرف کمار ہری سنگھ کو لکھا جاتا ہے اور کوئی اُسے دیکھ بھی نہیں سکتا۔ تیرا یہاں آنا اور اس طلسم خانہ میں قید ہو جانا بغیر مصلحت نہیں ہے۔ یہ تکلیف اور یہ قید صرف بدل ہے ان چیزوں کا جو تجھے یہاں سے ملنے والی ہیں۔ سُن اس طلسم میں بیحد دولت ہے وہ صرف تیرے لئے ہے۔ مگر وہ اُن تاریخوں میں تجھکو ملے گی کہ جب کماری پھول وتی کا مبارک قدم تیرے یہاں چلا جائے گا بغیر اُن کے ملنا محال ہے۔ کماری پھول وتی ایک طلسم میں داخل ہو چکی لہذا تجھے کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ طلسم سے نکل آئے۔ یہ کنجی جو اسی صندوقچہ میں ہے اپنے ہمراہ رکھو۔ بہت سی جگہ کام آئے گی۔ کوٹھری نمبر تین میں جاؤ۔ وہاں ایک بت اسی صورت کا ہے اسے توڑ ڈالو اسمیں ایک صندوقچہ ہے وہ اپنے ہمراہ رکھو اس میں ایک تاج ہے جو راجکماری کو اُس دن پہننا چاہیئے جس روز کہ اُس کی تم سے شادی ہو۔ اس کی برکت بہت بڑی ہے ورنہ اس روز راجکماری اور خود تم پر بڑی بڑی آفت اور مصیبت

آئیں گی ۔ اور اس کی بدولت کچھ
اثر نہ ہوگا ۔ اب تم تیسری کوٹھری
میں جاؤ ۔
کمار ہری سنگھ اس خط کو پڑھکر
حد سے بھی کچھ زیادہ چکر میں آئے
کہ آخر یہ کیا معاملہ ہے کہ آج کی
تاریخ سے مدتوں پہلے مجھے یہ خط
لکھا گیا ہے ۔ غالباً یہ جھوٹ نہیں
ہے اور مجھے ہرگز ہرگز غفلت اور
بدگمانی سے کام نہ لینا چاہیئے فوراً
تیسری کوٹھری میں جاؤں اور اس
تاج کو اپنے ہمراہ لے آؤں چنانچہ
وہ کنجی جس کے اوصاف انھیں
ابھی ایک شمہ بھی معلوم نہ تھے
ساتھ لی اور تیسری کوٹھری میں چلے
اور وہاں سے بھی وہ صندوقچہ نکال
لائے ۔ انھوں نے اور کچھ چیز نہ کھی
اودے سنگھ کے ساتھ ساتھ پھر اسی
جگہ آگئے جہاں سے گئے تھے یہاں
دلجیت سنگھ نے بہت محنت کر کے
اس کل کو پا لیا تھا ۔ کہ جس کے
ذریعہ سے یہ سب لوگ اوپر
جا سکتے تھے ۔ اور انھیں دونوں
کے انتظار میں ٹھہرے ہوئے تھے ۔
جس وقت اودے سنگھ اور ہری سنگھ

پہونچے تو دلجیت سنگھ کہنے لگے ۔
اودے سنگھ کو اوپر جانے کا تو راستہ
مل گیا ہے ۔ اب رات بہت کم
باقی رہی ہے اگر تم مناسب سمجھو تو چلیں
اودے سنگھ ۔ ابھی رات ہے تو سہی چلو
دلجیت سنگھ ۔ اچھا چلو ۔
یہ کہہ کر اس نے فوراً ایک کل
کو گھمانا شروع کیا جس سے فوراً چھت
پھٹی اور شیر اوپر سے نیچے اتر آیا ۔
اس وقت وہی شیر بصورت ایک
کرسی کے تھا ۔ دلجیت سنگھ نے
پہلے اودے سنگھ کو اس پر بٹھا دیا اور آناً فاناً
میں اوپر کی برجی میں جا پہونچے
جہاں وہ مہرے کی بچی کماری تلوتما
موجود تھی وہ دیکھتے ہی خوش ہوگئی
اور پوچھا ۔ کہ کہو اودے سنگھ تم بازی
لوٹ کر آئے ہو یا نہیں ۔
اودے سنگھ ۔ جب آپکی مہربانی ہوگی
تو کیوں نہ سب کام بن جائیں گے ۔
بعد اس کے مان سنگھ نکلے اور
اسکے بعد سب کے سب نکل آئے ۔
تلوتما ۔ ایں یہ سب کون ہیں ۔ تم تو
صرف کمار مان سنگھ کو لینے گئے تھے
اودے سنگھ ۔ اسوقت آپ چلیئے
پھر کچھ دیر میں میں آپ کو سب کچھ

دلجیت سنگھ۔ افسوس ہے کہ آپ ایسا فرماتے ہیں۔

ہری سنگھ۔ کیوں اگر ایسا کہتا ہوں تو بیجا کیا کہتا ہوں۔

دلجیت سنگھ۔ اگر آپ کا خیال صحیح ہوتا تو آج میں بھی آپ کی طرح سے قیدخانہ میں سے نہ نکلتا۔

ہری سنگھ۔ مگر آخر ان کوششوں کا نتیجہ کیا ہوا۔

دلجیت سنگھ۔ یہ نتیجہ ہوا کہ ہزاروں طرح کی مصیبت جھیلنے اور طرح طرح کی تباہی کرنے کے بعد میں پھول وتی کو شیومان سنگھ ظالم کے قبضہ سے نکال کر راجگڑھ لے پہونچا اور اب تک وہ وہیں ہوگی۔ جتنا میں اسی کے پاس سے میں دوبارہ آپ کو ڈھونڈنے نکلا تھا میں نے ضرور گذشتہ میں پتا لگایا کہ آپ وہاں ہیں تو میں شہر گلگتہ میں آیا۔ اتفاقاً یہاں میں اور میرا ساتھی باسدیو دونوں دشمنوں سے گرفتار ہوئے۔

ہری سنگھ۔ کیا پھول وتی۔ پیاری پھول وتی سچ مچ راجگڑھ میں ہے۔

دلجیت سنگھ۔ تو کیا میں آپ سے جھوٹ بولتا ہوں۔

ہری سنگھ۔ آہ اگر یہ سچ ہے تو میری سب کلفتیں اور میری سب تکلیفیں راحت سے بدل گئیں۔ اور میں اپنے تمام غموں کو بھول گیا ہوں میرے خدا نے میرے دشمن شیومان سنگھ کو نیچا دکھایا۔ اب تک میرا یہ ارادہ تھا کہ میں اس سے بدلہ لوں گا۔ مگر اب کیا ضرورت ہے کہ میں اپنا وقت ضائع کروں۔ یہ سچ ہے۔ وہ بالکل سچ ہے کہ اس نے مجھے دغا دی۔ اور اس نے مجھ پر وہ ظلم اور بے وفائی کی تھی جس کی مجھے امید نہ تھی۔ مگر اب میں اس کو صرف یہی سزا دینا کافی جانتا ہوں کہ پھول وتی سے شادی ہوگی تو اسے ایک رقعہ لکھ بھیجوں گا کہ تم بھی شریک ہو جاؤ۔ میں خوش نصیب ہوں کہ تم جیسا نمک خوار دوست مجھے ملا کہ اتنی کوشش کی وضع سے اطلاع مجھ کو سنتا کون ہے قید خانے میں گیا مجھے اندیشہ ہے کہ اس وقت طلسمی قید خانہ میں مجھے ایک خط جس کے بعد ایک کنجی۔ اور ایک تاج بھی ملا ہے۔ وہ میں اپنے ہمراہ لایا ہوں۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے

کہ پھول وتی کسی طلسم میں پھنس گئی۔
دلجیت سنگھ۔ ذرا وہ مجھے بھی دکھایئے
کمار۔ لو یہ خط پڑھ لو۔ اور یہ کنجی
اور تاج دیکھ لو۔

دلجیت سنگھ نے سب چیزیں
بغور دیکھیں اُس کو بھی شک پیدا
ہو گیا۔ مگر وہ اپنے آپ پھول وتی
کو راجگڈھ پہونچا آیا تھا تو پھر اُسے
کیونکر یقین آتا۔ اُس نے کمار سے
کہہ دیا کہ اکثر باشیان طلسم کا خیال
جھوٹا۔ اور اُن کا حساب غلط بھی
ہو جاتا ہے ممکن نہیں ہے کہ پھول وتی
اب تک راجگڈھ میں نہ ہو۔
راجکمار۔ خدا کرے یہ سچ ہو۔
دلجیت سنگھ۔ انشاء اللہ یہ سب سچ ہے
راجکمار۔ مگر دلجیت سنگھ اس کے
پتاجی کو بھی خبر ہوئی ہوگی۔
دلجیت سنگھ۔ یہ کیسے ممکن تھا کہ
انھیں خبر نہ ہوتی۔ آپ مدت سے
غائب تھے۔ اس پر کمار مان سنگھ
اور اودے سنگھ بھی وہاں نہ تھے
میں بھی نہ تھا پھر کیونکر انھیں معلوم ہوتا
راجکمار۔ اُن دونوں نے پیچارے
لئے حد سے زیادہ تکلیفیں اٹھائیں
ہیں اگر اودے سنگھ اس درجہ کوشش
نہ کرتا تو ہم ہرگز وہاں سے نہ نکل سکتے اور
بڑی مصیبت ہوتی کیونکہ تم بھی
پھنس گئے تھے۔
دلجیت سنگھ۔ یہ سب تلوتما کی مہربانی
ہے جو اُنھوں نے کمار مان سنگھ کی
وجہ سے کی۔
کمار۔ شاید میری خوشی کا یہ موقع
بجا ہے کہ ہمیں ہماری بھاوج جلد
ملے گی۔ مگر مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں
کوئی ایسا واقعہ نہ ہو جائے کہ انھیں
کوئی نقصان پہونچے۔
دلجیت سنگھ۔ نہیں ایسا کچھ نہ ہوگا
کمار۔ دلجیت سنگھ۔ مجھ سے تمھارے
بیجا احسان کا شکریہ ادا نہیں ہو سکتا
دلجیت سنگھ۔ ایسی باتیں کرکے
آپ مجھے محجوب نہ کیجئے میں آپ کا
داس ہوں۔
دونوں اسی قسم کی باتیں کرتے
جا رہے تھے کہ انھیں ایک درخت کے
نیچے دو آدمی بیٹھے دکھائی دئے۔ اور
اُن کو دیکھکر وہ اُٹھے۔
کمار۔ دلجیت سنگھ معلوم ہوتا ہے
کہ یہ کوئی ڈاکو وغیرہ ہیں اب ہم کو
ہوشیار رہنا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ
حملہ کر بیٹھیں۔

دلجیت سنگھ نے ایک طمنچہ نکال لیا۔ اور ارادہ کر لیا کہ ذرا سے اندیشے اور اشارہ پر بھی وہ اس کو سر کر دینگے۔

کمار۔ مگر تم پہلے وار نہ کرنا۔

دلجیت سنگھ۔ نہیں میں اتنا نادان نہیں ہوں۔

کمار۔ مگر مجھے یہ دونوں آدمی نہتے معلوم ہوتے ہیں۔ ان کے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے کہ یہ ہم پر حملہ کریں۔

دلجیت سنگھ۔ مگر ہم کو تو احتیاط برتنی چاہیئے۔

آنے والے آدمی اتنے میں قریب آ پہونچے۔ اور آتے ہی جھک کر کمار کو سلام کیا۔ کمار نے تو باوجود غور کے بھی نہ پہچانا کہ یہ کون ہیں۔ مگر ان کا ساتھی دوست دلجیت سنگھ زبردست عیار تھا وہ فوراً پہچان گیا۔ کہ ان دونوں میں سے مرد کوئی بھی نہیں ہے اور ایک کا نام سیتا ہے جسے وہ پھول وتی کے پاس چھوڑ آیا تھا۔ اور جو اس سے پہلے اس سے فقیر کے بھیس میں ملی تھی۔ اور اس کا یہ شبہ رفع بھی ہو گیا جس وقت اس نے یہ کہہ کر پکارا۔ کہ سیتا۔ تم یہاں کہاں

سیتا۔ خوب پہچانا۔ آخر ہو تو پورے عیار ہاں میں سیتا ہی ہوں۔ اور صرف آپ ہی لوگوں کے لئے مصیبت کی زندگی گزارتی پھرتی ہوں۔ اسکے بعد اس نے کمار کے قدم چھوئے۔ اور مزاج پوچھا۔

کمار۔ ایشور کا شکر ہے زندہ ہوں مگر تم یہاں کیوں ہو۔ اور یہ تمھارے ساتھ کون ہیں کہیں مجھے تمھارے حق میں کوئی بدگمانی کرنے کا تو موقع نہیں مل جائے گا۔

سیتا۔ یہ آپ کو خود بتا دیں گی کہ کون ہیں۔

ساتھی نے جھک کر سلام کیا اور کہا کہ جب آپ نے اپنی سچی خادمہ کو اس قدر جلد دل سے بھلا دیا تو پھر آئندہ کے لئے کیا امید کرے

کمار۔ اہا تم چمپا ہو۔ معاف کرنا میری ابتدائی نظر نے تم کو اس نئے لباس میں دیکھکر غلطی کی۔ آخر تم کہاں ہو اور یوں بے سر و سامان کیوں پھرتی ہو۔ معاف کرنا۔ مجھے آپ کو اور سیتا کو اس درجہ پریشان حال دیکھکر طرح طرح کے اندیشے پیدا ہو گئے ہیں

چمپا۔ بیشک ہمارا حال آپ کو اس

بدگمانی کا موقع دیتا ہے۔

ادھر دلجیت سنگھ کی سیتا سے یہ باتیں ہوئیں۔

دلجیت سنگھ۔ کیا تمھارے ساتھ کہیں راجکماری پھول وتی پر تو کوئی آفت نہیں آئی۔

سیتا۔ اگر آپ اب ہم کو مل نہ جاتے تو شاید ہمارے ملے بغیر آپ کو کبھی پھول وتی کا کوئی حال معلوم نہ ہوتا ایشور کے تمام کام حکمت کے ہیں۔

دلجیت سنگھ۔ کیا وہ راجگڈھ میں نہیں ہیں وہاں اُن کا جی نہ لگا۔

سیتا۔ جی جی تو اُن کا دنیا بھر میں اُس سے زیادہ کہیں نہ لگ سکتا تھا مگر آہ اُن کو دھوکا دیا گیا۔ اور میں اور وہ دھوکے میں آ کر۔ راجگڈھ سے نکل کھڑی ہوئیں اور اُس نے انتہا سے بھی کچھ زیادہ تکلیف اٹھائی کمار اور دلجیت سنگھ (بدحواس ہو کر) کیا کیا خیر تو ہے۔ سیتا کہو اور جلد کہو۔

سیتا نے۔ کمار نقلی کا آنا۔ اور طرح طرح کے سبز باغ دکھا کر دونوں کو راجگڈھ سے نکال لانا۔ اور یہ تمکر پھول وتی سے جدا ہونا۔ اور یہ پھول وتی کا دوبارہ طوطا گڈھ پہونچنا وغیرہ سب بیان کیا۔

دلجیت سنگھ۔ ہائے ہے

ہر دم زمانہ داغ دگر بر جگر نہد

یک داغ نیک ناشدہ داغ دگر دہد

سیتا۔ آہ کیا میں یہ سمجھ لوں کہ میری تمام محنت برباد ہو گئی۔ او بکارِی پھر فریب اور حیلوں سے طوطا گڈھ پہونچ کر نوشٹ بنومان سنگھ کے قبضہ میں پڑ گئی۔ اگر یہ میرا خیال سچ ہے تو میرے واسطے دنیا میں اس سے زیادہ دوسرا کوئی رنج نہیں ہے۔ صاف صاف کہو کیا وہ ابتک وہیں ہے جس وقت سے ہری سنگھ نے یہ منحوس الفاظ سیتا کی زبان سے سنے اس کے دل پر خنجر لگا اُس نے سنبھالنا چاہا۔ مگر اس سے نہ سنبھلا گیا اور وہ بےخود اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر گئے۔ چمپا اُن کے سر کو زانو پر رکھ کر بیٹھ گئی۔ اور سیتا اور دلجیت سنگھ میں یہ باتیں ہوتی رہیں

سیتا۔ نہیں دلجیت سنگھ تم اس سے اطمینان رکھو کہ پھول وتی کو دشمن کبھی اپنے قبضہ میں نہ رکھ سکا بلکہ اُس کو ایسا تخمینہ صدمہ برداشت

کرنا پڑا کہ اگر اس کی زندگی نہ ہوتی تو اس کا کام ضرور تمام ہو جاتا۔

دلجیت سنگھ۔ وہ کیا۔

سیتا۔ یہ کہ وہ کمار کی جانی دشمن رانی کے قبضہ میں پڑ گئی۔ وہ ایک حرافہ جادوگر ہے۔ بچاری پھولوتی کو وہ پیشہ سے زیادہ نہیں جانتی۔ لہٰذا اُس نے اچھی طرح سوتیا ڈاہ کا رشک پورا کرنا چاہا۔ اور ایسا پورا کیا کہ تو بہ تو بہ میرے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔

دلجیت سنگھ۔ (بدحواس) کیونکر کیا ہوا۔

سیتا۔ ہائے وہ اس کو بغیر ہنومان سنگھ کے ملے ہوئے چشم زدن میں اُٹھا لے گئی۔ اور ایک پہاڑی پر لے جا کر اُس ظاہری دنیاوی آگ سے پھونک کر اُس کی ہڈیوں کی راکھ (جن میں ہری سنگھ کی محبت سرایت کر رہی ہے) خاک کو ہوا پر چاروں طرف اُڑا دینا چاہا مگر اُس کی کسی وقت کی نیکی کام آئی۔

اتنا ہی کہنے پائی تھی کہ کمار کو ہوش آیا اور انھوں نے آنکھیں کھول دیں۔ آہ کی۔ اور یہ شعر

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

پڑھ کر دوبارہ غش ہونا چاہا مگر چمپا۔ سیتا اور دلجیت سنگھ نے ہاتھ جوڑے۔ قدموں پر سر رکھا اور سمجھایا کہ یہ وقت رنج کا نہیں ہے ذرا اپنے آپ کو سنبھالیے وہ بخیریت ہے اب اُس کے چھوٹنے کی تدبیر کیجیے تب کمار ہوش میں رہے۔ مگر پھر بھی اُن کی آنکھوں سے آنسو اسی طرح بہتے رہے جس طرح فراق میں بہنے چاہییں۔

دلجیت۔ ہاں سیتا پھر کیا ہوا۔

سیتا۔ اب اس کو ایک ڈاکو نے (جس کا نام کنور بہادر ہے) اس سے مانگ لیا۔ اور اس کو اپنے مکان پر لے جا کر اپنی خواہشوں کا اظہار کیا (جن کی نسبت پھول وتی کہتی تھی کہ میں نے انھیں کبھی نہیں سنا۔ اور اگر سنا ہوتا تو روتے ہوئے یا بیہوشی میں سنا) وہ خواہشیں یہ تھیں کہ پھولوتی مجھ سے شادی کرے۔

دلجیت سنگھ۔ کیا وہ اب تک وہیں ہے

سیتا۔ نہیں اب آپ میرا حال سنیے کہ اس سے جدا ہوتے پر میری چمپا

سے ملاقات ہوئی۔ اُنھوں نے
میری مدد کی۔ یعنے اپنے علم وغیرہ
کے زور سے معلوم کر لیا۔ کہ وہ وہاں
ہے اب کیا تھا۔ ہم نے عیاریاں کیں
یہ حال ہی کا ذکر ہے اور آخر ہم
اُس تہ خانہ میں پہونچے۔ ہم پھولوتی
سے ملے۔ اور کنور بہادر کو عیاری
سے دھوکا دیا اور ہم پھول وتی کو
ساتھ لائے (اب یہاں سے میں
دوسرا حال بیان کرتی ہوں) یہ کہ
چمپا ایک صندوقچہ لائی تھی۔ اُسے
کھولنے اٹھی۔ کماری کو نہ پایا۔
ڈھونڈا اور بہت ڈھونڈا مگر وہ
غائب تھی۔ لطف یہ تھا کہ اندر کی
کنڈی۔ اس مکان کی جسے ہم نے
اپنا قیام بنایا تھا۔ بدستور بند تھی
بعد کو ہم پر دوسری مصیبت پڑ گئی
یعنی ہم اور چمپا اسی میں مصروف
تھے کہ ہنومان سنگھ اور اُن کا
عیار اور موہنی رانی آ پہونچیں
اُنھوں نے بھی اُسکو گرفتار کرنا چاہا
یا بہ الفاظ دیگر اُس کو ہم سے جدا
کرنا چاہا (اس سے یہ بات ثابت
ہو گئی کہ وہ بھی اسکو نہیں لے گئے
ہیں) اب انھیں وہ نہ ملی تو جیسا کہ
آپ سمجھ سکتے ہیں کہ وہ ہم پر پچھتایا ہوا
کھائے ہوئے ہیں اُنھوں نے اپنے
غصہ کو اب ہم پر اُتارنا چاہا۔ ہم دونوں
مغلوب ہو کر وہاں سے بھاگ آئے
ہیں۔ اب ذرا اطمینان سے معلوم
کیا تو چمپا کہتی ہیں کہ پیاری پھولوتی
کسی طلسم میں پھنس گئی ہے اور اس
مکان میں کوئی طلسم ہے۔
کمار۔ اے ایشور تیرا شکر ہے۔ یہ
بھی غنیمت ہے کہ مجھے اس وقت یہ
نہ سننا پڑا کہ وہ میرے کسی دشمن کے
قبضہ میں ہے۔
دلجیت سنگھ (بہت تسلی سے) اب
آپ اپنا جی کڑا رکھئے یہ کتنی بڑی بات
ہے نجومیوں کے ذریعہ سے یہ معلوم
ہو سکتا ہے کہ اس مکان میں طلسم ہے
یا نہیں ہے۔ اور آثار سے میں خود
بھی معلوم کر سکتا ہوں۔
کمار۔ مگر تعجب ہے کہ ہنومان سنگھ
اور موہنی رانی کیونکر یکجا ہو گئے۔
دلجیت سنگھ۔ یہ کوئی تعجب کی
بات نہیں ہے کوئی نہ کوئی موقع ایسا
ہوا ہوگا کہ ان دونوں کو ساتھ رہنا
پڑا ہوگا۔ اور کچھ اس بارہ میں
آپ کا خادم دلجیت دیکھئے نہیں سنتا

کمار (چمپا سے) میری محسن چمپا مجھے
سچ سچ بتا دے کیا سیتا کے یہ سب
بیان سچے ہیں اور کیا پھول وتی واقعی
طلسم میں پھنس گئی۔
چمپا۔ فی الواقع ایسا ہی ہے۔
کمار۔ اب تم دونوں ہم کو اُس جگہ
لے چلو جہاں کہ وہ سوئی تھی۔ ہم
بھی کم سے کم اس جگہ کو دیکھیں ع
نہ سہی وصل تو حسرت ہی سہی
کچھ تو دے اے فلک نا انصاف
آہ و فریاد کی مہلت ہی سہی
دونوں رہبر بن گئیں اور اس
سندر بن جہاں سے پھول وتی غائب
ہوئی تھی لے چلیں۔ باسدیو اور دلجیت سنگھ
نے اچھی طرح سب موقع دیکھے اور
آخر کار اس جگہ پہونچکر جہاں کہ نقش قدم
ثبت ہوئے تھے۔ دلجیت سنگھ رُکا
اُس نے کچھ سوچا۔ اور کہہ دیا کہ یہ
ضرور طلسم ہے راجکمار تو پیشینگوئی
پوری ہوئی۔ اور سندر گڈھ کے
زندان خانہ طلسمی کا خط قریب
قریب صحیح نکلا۔
راجکمار۔ اب کیا کریں۔
دلجیت سنگھ۔ اب کچھ نہ کرو اسی طرح
رہنے دو جو کچھ مقدر میں ہوگا ہو رہیگا
پہلے راجگڈھ چلو اور وہاں چل کر
مہاراج سے مل لو۔
راجکمار۔ واہ دلجیت سنگھ یہ کبھی نہوگا
دلجیت۔ کیوں۔
راجکمار۔ اس لئے کہ ایک عاشق
اور سچے عاشق کا دل ہرگز ہرگز یہ
گوارا نہیں کر سکتا ہے کہ معشوق
تکلیف اور مصیبت میں ہو اور وہ
خود آرام سے رہے۔
دلجیت سنگھ۔ اس میں مصلحت ہے۔
کمار۔ کچھ بھی ہو۔ اچھا کیا مصلحت
ہے وہ بھی کہو۔
دلجیت۔ مصلحت یہ ہے کہ یہ ممکن
نہیں ہے کہ آپ کے رقیبوں کو یہ
معلوم ہو جائے کہ پھول وتی یہاں
ہے اور یہ معلوم ہونے پر یہ بھی سراسر
غیر ممکن ہے کہ وہ ایڑی چوٹی کا زور
نہ لگائیں۔ اور یہاں خون خرابہ ہو
دوسرے یہ کہ موہنی رانی سوہان سنگھ
کی ساتھی ہے۔ آپ خود جانتے ہیں
کہ وہ ایک زبردست جادوگر ہے
اور آپ کی دشمن ہے۔ اگر وہ یہاں
ہوئی اور اُس کو آپ کا ہونا معلوم
ہوا اور آپ تنہا ہوے تو وہ آپ پر
حملے کرے گی۔ اور اب معاملہ سنگین ہے

سواد پکا ہوا ہے اس سے بہتر یہ ہے
کہ راجگڑھ جائیں کچھ تھوڑے سے عیار
لائیں اور دو چار ہزار فوج اپنے ساتھ
رکھیں تب ایسے مخدوش مقام پر رہنا
مناسب معلوم ہوتا ہے اور اسطرح
بیکار پڑے رہنے سے تو کوئی نتیجہ
نہیں معلوم ہوتا ہے۔
کمار۔ آہ یہ سب کچھ صحیح ہے مگر
مجھ سے ایسا ہو نہیں سکتا ہے۔
چمپا۔ اگر سچ پوچھو تو صلاح وقت
یہی ہے۔
کمار۔ سب کچھ سہی۔ مگر مجھ سے یہ
ہو نہیں سکتا کہ میری پیاری یہاں
ہو اور میں گھر جاؤں۔
چمپا۔ یہاں رہ کر آپ کیا کر سکتے ہیں
کمار۔ کچھ بھی نہیں۔
چمپا۔ جب آپ یہ بھی جانتے ہیں
کہ یہاں بھی کچھ نہیں کر سکتا ہوں
اور وہاں بھی کچھ نہیں کر سکتا ہوں
عدالی دونوں جگہ کا لازمی نتیجہ ہے
پھر اپنے آپ کو ایک مخدوش مقام
پر رکھا جائے۔ اس مرتبہ اگر آپ
گرفتار ہوتے تو یہ مشکل ہے کہ آپ
کسی طرح سے چھوٹ جائیں۔ اور اگر
آپ نہ چھوٹے تو پھر یہ بھی مشکل

نظر آتا ہے کہ کوئی پھول دتی کو چھڑانے
آئے اول تو کسی کو غرض کیا ہے اور اگر کوئی
چھڑانے بھی آیا تو لامحالہ وہ آپ کا دشمن
بھی ہوگا کوئی دوست نہیں ہو سکتا ہے
تو اس صورت میں گویا کہ آپ اپنا نقصان
کر رہے ہیں اور اپنا بھی نقصان نہیں
ہے بلکہ اس کا بھی نقصان متصور ہے
جس کے واسطے یہ سب تکالیف آپ
برداشت کرتے ہیں۔ فرمائیے آپ
اس کے خیر خواہ ہیں یا نہیں۔
کمار۔ چمپا تم میری محسن ہو۔ اور
تم اپنے دلائل سے تشفیہ کر رہی ہو
چمپا۔ گستاخی معاف ہو یہ دلائل۔
اور یہ مجبوری بھی آپ کے کام آئیگی
اور آپ تن تنہا یہاں رہ کر کچھ بھی
نہ بنا سکیں گے۔
ہزار وقت اور سمجھانے بجھانے
سے ہیری سنگھ مجبور ہو کر چلنے پر اقرار
کرنے لگے کہ چلتا ہوں مگر وجیت سنگھ
اچھی طرح سن تو خواہ تم وہاں کچھ
کرنا۔ خواہ آرام کرنا۔ یا اور کچھ کرنا
مگر مجھ میں ہرگز یہ تاب نہیں ہے
کہ ایک رات سے زیادہ وہاں رہ سکوں
وجیت سنگھ۔ ہاں اس شرط کو میں بھی
منظور کرتا ہوں۔

کمار۔ تو چلو۔

یہ سب لوگ اسی وقت راجگڑھ روانہ ہوگئے۔ اور داخل ہوکر سب سے پہلے جو کچھ خوشی وغیرہ وہاں ہونی تھی ہوئی۔ مگر دوسرے ہی دن چند ٹکڑیوں۔ عیاروں اور دو ہزار فوج کو لیکر دونوں دوست اسی مقام پر واپس آگئے اور یہاں خیمے وغیرہ لگا دیے گئے تا۔ تدبیریں ہونے لگیں کہ کیونکر پھول وتی کو قید سے نکالا جائے۔

سترھواں باب

اب ہم ناظرین کو بدری ناتھ عیار کی طرف مخاطب کرتے ہیں کہ جس روز ہنومان سنگھ کی موہنی رانی سے گفتگو ہوئی تھی اس سے اگلے روز وہ سندر گڑھ پہونچا۔ اور آتے ہی مہاراج سندر سنگھ کو خط دیا مہاراج کو بھی چونکہ شیر سنگھ سے زیادہ بھروسہ تھا اور بات بات پر عیاری سمجھتے تھے سادہ آدمی بھی انھیں عیار ہی نظر آتا تھا۔ اس واسطے انھوں نے اس کو بھی خوب جانچ لیا۔ اور جب وہ اچھی طرح سمجھ گئے کہ یہ اصلی بدری ناتھ ہے۔ تب انھوں نے کہا کہ اچھا آج تم یہیں ٹھہرو کل انکو مع چند سپاہیوں کے تمھارے ساتھ روانہ کر دیا جائے گا۔ بدری ناتھ نے بوجہ اس کے کہ ایک دن اپنی ضروریات میں صرف کر چکا تھا اور وہ ہنومان سنگھ کی عادت سے اچھی طرح واقف تھا اس لئے بہت کچھ کہا کہ شاید کوئی نقصان ہو آپ آج ہی انھیں میرے حوالے کر دیجئے مگر مہاراج نہ مانے اور چار ناچار اسے تعمیل ارشاد کرنا پڑا۔

مہاراج۔ بدری ناتھ ہم نے انکے عیاروں کو بھی گرفتار کر لیا انھوں نے سندر گڑھ کو ایک معمولی جگہ سمجھ کر چاہا تھا کہ اپنے دم دلاسے سے کام نکال لے جائیں مگر یہاں یہ کب ممکن ہو سکتا ہے کہ کسی کی عیاری چل سکے۔

بدری ناتھ۔ وہ کون لوگ ہیں۔

مہاراج۔ دو عیار ہیں جن میں سے ایک کا نام دلجیت سنگھ ہے جو اُن کے دیوان کا لڑکا ہے دوسرا ابھی کوئی نیا عیار ہے نام معلوم نہیں

بدری ناتھ۔ خوب یہ آپ نے اچھا

بڑا سلوک کیا ہے وہ بڑا کامل عیار ہے
مہاراج - انھیں ایسی جگہ رکھا گیا
ہے کہ اب کوئی نہیں چھڑا سکتا -
بدری ناتھ - جی ہاں آپ کے یہاں
کا طلسمی قیدخانہ تو خاص و عام میں
مشہور ہے وہاں انسان تو انسان
فرشتہ کا بھی گذر مشکل سے ہو سکتا ہے -
مہاراج - اگر مناسب سمجھو تو انکو
بھی اپنے ہمراہ لے جاؤ -
بدری ناتھ - نہیں اگر حکم ہوگا تو
ایسا کیا جائے گا - سردست مجھے
اُن کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی ہے
بلکہ اُن کے وہاں ہونے سے بڑے
فتنہ کا اندیشہ ہے کیونکہ بیر اجگڈھ
کے عیار جب کوئی کام کرتے ہیں تو
بلائے بے درماں کی طرح سر ہو جاتے ہیں
مہاراج - خیر یہ تمھاری خوشی ہے -
یہ باتیں ہونے کے بعد مہاراج
اور عیار میں کوئی باتیں ہنسی کی ہوئیں
انھوں نے اس رخصت دربار برخاست
کیا اور دوسرے روز مہاراج نے
مشکل سے دیوان کو بلایا اور
حسب ذیل گفتگو ہوئی -
مہاراج - دیوانجی آپ سے اگرچہ ابتدائی
بہ لحاظ پردہ خفا میں رکھا گیا - مگر اب

معلوم ہو گیا ہے اور تم شمہ شمہ حال
سے واقف ہو گئے ہو تمھیں معلوم ہے
کہ ہری سنگھ ہمارے یہاں قید ہیں -
اس کی تم کو غالباً پہلے بھی خبر ہو چکی ہے
مگر پھر احتیاطاً بتلایا جاتا ہے کہ وہ بھی
اُسی طلسمی قیدخانہ میں ہیں جہاں کہ
دوسرے قیدیوں کو تم نے قید کرایا ہے -
دیوان - اچھا ان کے بارے میں کیا
حکم ہے -
مہاراج - عیار آیا ہے خط لایا ہے
انھیں پھر طوطا گڈھ کو واپس کر دیا
جائے گا - انھیں کل نکلوا کر بدری ناتھ
کے سپرد کر دو -
دیوان جی - اس میں بھی کوئی فریب
نہ ہو - کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی ہے
کہ انھوں نے کیوں بلایا ہے درحالیکہ
مجھے معلوم ہے کہ وہ ہری سنگھ کو
دائم الحبس رکھنا چاہتے ہیں -
مہاراج - ہم اس بات کو نہ پوچھیں گے
نہ ہمیں یہ پوچھنے کی ضرورت ہے کیونکہ ع
ہر کسے مصلحت خویش نکو میداند
دیوان جی کو چونکہ اس معاملہ سے
خاص تعلق تھا - وہ نہایت غور کرنے
لگے مگر کوئی خاص وجہ بادی النظر میں
سمجھ میں نہ آئی - انھوں نے اقرار کر لیا -

کہ بہت اچھا۔ تعمیل حکم کروں گا۔
مہاراج۔ اس میں غفلت نہو۔ ایک
خط لکھوائیے۔ کہ تمھارے کہنے کے
موافق معہ چند سپاہیوں کے خفیۃً آپکے
پاس اُن کو روانہ کیا جاتا ہے۔
دیوانجی نے فوراً خط لکھوایا۔
اور عیار بدری ناتھ کو دیدیا۔ آپ
دوسری فکر میں مشغول ہوئے۔ دربار سے
رخصت ہوکر مکان پر آئے۔ اپنے
عیار کو بلایا اور سب معاملہ چپلا نے
وغیرہ کا اُنھیں سنادیا اور پوچھا کہ
آخر تمھاری سمجھ میں کیا آتا ہے۔ کیوں
اُنھیں بلایا گیا ہے۔ یہ تو مجھے ہنومان سنگھ
کی ذات سے ہرگز اُمید نہیں ہے کہ وہ
اُنھیں چھوڑ دیں گے یا اور کوئی ایسی
صورت پیدا کریں گے جسمیں باہمی
رضامندی ہو جائے۔
عیار۔ یہ مجھکو بھی اُمید نہیں ہے۔
دیوانجی۔ پھر کیا بات ہے۔
عیار۔ غور کرتا ہوں مگر کوئی خاص
بات سمجھ میں نہیں آتی ہے۔
دیوانجی۔ میری سمجھ میں بھی نہیں آتا
تم یہ کرو کہ اس عیار سے معلوم کرو کہ
معاملہ کیا ہے اور اگر تم کہو تو اُنھیں
روانہ بھی نہ کیا جاوے۔
عیار۔ نہ روانہ کرنے سے کیا فائدہ ہے
دیوانجی۔ ایک ہی فتنہ کم ہو وہی اچھا ہے
عیار۔ مگر یہ ممکن بھی تو نہیں ہے
اس واسطے کہ جب اُن کا آدمی بلانے
کے لئے آیا ہے تو بھلا دیہ آپ کس طرح
نہ روانہ کریں گے۔
دیوانجی۔ خیر تم جاؤ۔ معلوم تو کرو کیا بات
ہے۔ کیا بدری ناتھ سے کچھ تمھاری
جان پہچان ہے یا نہیں ہے۔
عیار۔ بدری ناتھ سے میری یونہی
معمولی سی صاحب سلامت ہے اور
اگر نہ بھی ہوتی تو کیا تھا۔ عیاروں کے
واسطے یہ کونسی ایسی بڑی بات ہے۔
چنانچہ یہ کہنے کے بعد ان کا عیار
پھر روانہ ہوا اور وہ بدری ناتھ سے
ملا۔ تھوڑی سی گفتگو کے بعد سوال معلوم
پیش کیا کہ آخر اُنھیں وہاں لیجا کر کیا کریگے
بدری ناتھ بھی اول اول کچھ
یوں ہی سی کوشش کرتا رہا کہ راز
کو چھپائے۔ مگر بھید کھل گیا اور اصل
اصل حال کہہ سنایا۔ کہ ہومنی رانی
سے اس طرح معاملہ طے ہوا ہے کہ ہم
کملا کو اُن کے حوالے کردیں اور وہ
چھولونی کو مہاراج ہنومان سنگھ کو دیدیں
پھر کھو۔ تو کیا یہ اُن سے کئے ہو سکتا ہے۔

اور وہ کون ہے کیا وہی جادوگر جو مشہور و معروف ہے - اور سب اسکو جانتے ہیں -

بدری ناتھ - ہاں ہاں وہی بھائی اُس کے قبضہ میں کیا کچھ نہیں ہے وہ پوری پوری جادوگر ہے - اس وقت پھول وتی ایک طلسم میں پھنس گئی ہے بجز جادوگر کے اور کس کی طاقت ہے کہ وہ اُس کو وہاں سے نکال لے -

پرتھیو - اہا - کیا اب وہ طلسم میں ہے -

بدری ناتھ - ہاں - مگر تمکو کیا معلوم ہے

پرتھیو - ارے یہ پھول وتی کا نام تو بچہ بچہ جانتا ہے اور ہم تو عیار ہیں ہمکو کیا معلوم نہیں

بدری ناتھ - اہا میں سمجھا - ہاں تمھیں ضرور معلوم ہونا چاہیئے تمھیں بھی اس سے ایک لگاؤ ہے - یہ کہہ کر وہ ہنس دیا اور پرتھیو نے اس کا کوئی جواب نہ دیا -

ان دونوں میں اس کے بعد اس معاملہ خاص کی بابت کوئی گفتگو نہیں ہوئی - اور تھوڑی دیر ادھر اُدھر کی اور باتیں کرنے کے بعد منگل سین کا عیار رخصت ہو گیا -

مصنف - میں ناظرین کو یاد دلاتا ہوں کہ یہ وہ عیار ہے جو موتی نکر ہنومان سنگھ کے یہاں رہ بھی چکا ہے اور وہ اسکو وہاں سے نکال بھی لے گیا تھا - اور اُس نے ایک کنجی بھی پھول وتی سے نکلوائی ہے جو ہنومان سنگھ کے یہاں ایک تہ خانہ میں تھی -

پرتھیو اٹھا ہوا بدری ناتھ کے پاس سے رخصت ہو کر دیوان جی کے پاس پہونچ گیا اور سب آموختہ سبق از بر سنا دیا

دیوانجی - آہا کیا وہ وقت آگیا - جسکی ہم کو پہلے سے خبر تھی مگر یہ ہے تو فتح ہمارے ہی مقدر میں ہے - کیونکہ کنجی ہمارے ہی پاس ہے -

پرتھیو - یہ تو سچ ہے - مگر بہت سی چیزیں دوسری دوسری جگہ بھی تو موجود ہیں -

دیوانجی - خیر سب کچھ سہی - ہمارے پاس ایک چیز تو موجود ہے اور کسی کے پاس یہ بھی نہ ہوگی - مگر یہ بڑی بات ہے کہ ایک جادوگر ہنومان سنگھ کی طرف ہے - اس سے تو ہمیں یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ وہ کامیاب ہو جائیگا -

پرتھیو - ایسے طلسموں میں معمولی جادوگر سے کام نہیں نکلتا ہے -

منگل سین - میری سمجھ میں ایک بات آتی ہے کہ تم آج ہی رات برات میں موہنی رانی کے پاس پہونچ جاؤ - اور اسکو میرے پاس لاؤ - تو میں اُس کے

حوالے اسے کردوں اس سے مجھے
قطعی طریقہ سے یہ امید پڑتی ہے کہ
وہ ہماری امداد پر کمربستہ ہوجائے گی
پرکھیو - یوں تو میں آپ کا نوکر ہوں
ہر حکم کی بجا آوری میرے واسطے
واجب اور لازم ہے مگر یہ سوچ لیجئے
کہ میں اچھی طرح اس سے واقف بھی
نہیں ہوں اور پھر اگر واقف بھی
ہوں تو وہ آج کل خود شاہانہ پوش
ہے مجھے کیوں ملے گی اور اگر ملی تو
نہیں یہ کیا معلوم ہے کہ وہ ہمارے لئے
بھی اس شرط پر راضی ہوجائے گی -
آپ اطمینان رکھئے کہ میں بہت جلد
آپ کے واسطے کوئی اور بندوبست
کروں گا - آپ جلد سے جلد اپ رخصت
حاصل کر لیجئے اور رخصت بھی دیسی
ہونی چاہیے -
دیوانجی - رخصت ابھی سے کیا ہوگی
پرکھیو - واہ اس کی ضرورت ہے -
اس واسطے کہ اب یقینی سب طرف سے
آسی طلسم پر جاتے ہوں گے تو آپ کا
بھی وہاں ہونا لازمی ہے -
دیوانجی - اسکے واسطے تو ہم تیار ہیں
پرکھیو - آپ بے تکلف ہری سنگھ
کو بھیج دیجئے -

دیوان جی - مگر اس بات کا تو اب
ہم کو یقین ہوگیا کہ اپنے مقصد میں
ہری سنگھ ہرگز ہرگز کامیاب نہ ہونگے
بلکہ وہ ایک اور ہی بلا میں پھنس جائینگے
پرکھیو - ہاں یہ بالکل سچ ہے اور
ایسا ہی ہوگا - اب تو آپ اور مہوبان سنگھ
رہ گئے - مگر نہایت ہی نازک معاملہ
ہے کیونکہ آپ سندر گڑھ کے ملازم
ہیں اور مہوبان سنگھ سندر سنگھ کے
داماد ہیں -
دیوانجی - ملازمت کی خوب کہی میں
اس بارہ میں اپنی جان کی بھی پروا
نہیں کرتا ہوں یہ کہہ کر وہ اٹھے اور
عیار سمیت کسی ایک سپاہی کو لیکر
ایک دوسرے دروازہ سے اسی
زندان خانہ میں پہونچے جس کا ہم نے
ذکر کردیا ہے جہاں ہری سنگھ کو
پرہم خود اب تک نظر بند سمجھے ہوئے
تھے - اگرچہ ایک قصہ نگار کو چاہیے
کہ وہ دوسرے دروازہ کا بھی ذکر
کرے کہ وہ کہاں تھا اور کہاں نہ تھا
کیونکر تھا اور کیسا تھا - مگر اسوقت
چونکہ ہم سمجھے ہوئے ہیں کہ اسکا بیان
طوالت پذیر ہے اور بیکار بھی ہے
اسواسطے اسکو ہم ذکر نہیں کرتے ہیں

جس وقت یہ لوگ مذکورہ کوٹھریوں کے قیدخانہ میں پہونچے۔ جہاں سے وہ سب قیدی نکل چلے تھے اُن کی عجیب عجیب کھڑکیاں او کلیں جتنے تھے زینہ تھے اور مختلف جانوروں کی صورتیں بنی ہوئی تھیں سب ٹوٹی اور کھلی ہوئی پائیں تو وہیں سے کھٹکا لگنے اور اس وقت انھیں اپنی اپنی جانوں کا خوف ہوگیا جب اُن کے اندر پہونچکر خاک اڑنے کے سوا اور کوئی بات نہ دیکھی۔

یہ سب لوگ ایک دوسرے کا حیرت سے منھ تکنے لگے اور پریشان ہوگئے۔ جو لوگ طلسم پر قادر تھے اور اُن کے سب راستوں سے واقفیت رکھتے تھے انھوں نے ترتیب ایک ایک کونا دیکھ ڈالا۔ مگر ہر جگہ کا حال خراب دیکھا۔ سب طلسمی قفل ٹوٹے ہوئے دیکھے بہت ہی گھبرائے کہ مہاراج کو کیا جواب دینگے وہ ضرور ہم ہی لوگوں کی شرارت سمجھیں گے۔ کہ جو کچھ کیا انھوں نے کیا ہے۔

خاصکر دیوان منگل سین کو اس بات کا اور بھی افسوس اور خیال تھا کہ کمار مان سنگھ کو جو خود ہم نے قید کیا تھا۔ وہ کیونکر نکل گئے۔ بہرصورت یہ قیدخانہ سے نکلے اور مہاراج کو جاکر اس افسوسناک واقعہ کی اطلاع دیدی۔

مہاراج (افسوس سے زانو پر ہاتھ مارکر) ہائے یہ کیا غضب ہوا۔ آخر وہ کیونکر نکل گئے۔

دیوانجی۔ ہم نہیں جانتے کہ آخر کیا ہوا۔ اور کیونکر اُن طلسمی زینوں کو کھول کر وہ لوگ نکل بھاگے۔

دیر تک ہر ایک شخص اظہار افسوس کرتا رہا۔ مگر آخر اس کی انتہا تھی جب یہ ہوچکا تو پدری ناتھ کو خط لکھکر دیدیا گیا اور وہ بحکم طوطا گرپھ پہونچ گیا۔ سب سے پہلے دربار میں پہونچا خالی ہاتھ۔ اور تنہا دیکھکر ہیومان سنگھ کا ماتھا ٹھنک گیا۔ مگر کرتے کیا آخر سوال کیا۔ کہ کیوں تنہا کیوں آئے خیریت تو ہے۔

عیار۔ خیریت نہیں ہے۔ سب قیدی اُن کے زندان خانہ طلسمی کو توڑکر نکل گئے اور اب وہاں ان کا کچھ نام و نشان نہیں ہے۔

ہیومان سنگھ۔ ہائے۔ ہائے۔

قسمت کی کم نصیبی کو صبا و کیا کرے
سر پہ گرے پہاڑ تو فریاد کیا کرے
تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را
دیکھیے بد نصیبی کے یہ معنے ہیں
کہ ہم نے وہ محفوظ جگہ سمجھ کر ان کو
وہاں روانہ کیا تھا۔ مگر ہاے وہاں
سے بھی اُن کو اُن کی خوش نصیبی
اور ہماری بد نصیبی نے چھڑا دیا ہے
یہ سب مہاراج کی غفلت کا نتیجہ ہے
انھوں نے اس بات کو ایک سرسری
سمجھا مگر ہم اُن کو بھی کچھ نہیں کہہ سکتے
پادری ناتھ۔ یہ بات نہیں ہے بلکہ
انھوں نے بھی احتیاط سے کام لیا
ہے یہاں تک کہ انھوں نے اُنکے
بھائی اور اُن کے عیاروں کو بھی
گرفتار کر لیا تھا۔
سنوماں سنگھ۔ کیا وہ بھی نکل گئے
پادری۔ جی ہاں۔
سنوماں سنگھ۔ اب کیا کیا جائے۔
پادری کچھ جواب دینے ہی کو تھا
کہ چھم سے کوئی داخل ہوا جسے دیکھتے
ہی دونوں پہچان گئے کہ یہ موہنی رانی
ہے۔
موہنی آئی اور اُس کے آتے
ہی ان دونوں میں وہ باتیں ہوتی
موقوف ہو گئیں سنوماں سنگھ نے
معمولی سلام وغیرہ کے بعد اُس نے
سوال کیا کہ آپ نے ابھی تک
ایفائے وعدہ نہیں کیا شاید آپ
کا ارادہ نہیں ہے۔
سنوماں سنگھ۔ وعدہ خلافی کی تو
میری عادت نہیں ہے۔ بلکہ معاملہ
دگرگوں ہو گیا جس سے کہ میں مجبور ہوں
موہنی۔ وہ کیا ذرا میں بھی آپ سے سنوں
سنوماں۔ ہری سنگھ کو بیحد احتیاط
سے رکھا گیا تھا۔ مگر وہ نکل گئے شاید
کہ اُن کے عیار انھیں چھڑا کر لے آئے
موہنی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ کہاں ہیں
پادری ناتھ۔ یہ بھی معلوم نہیں۔ مگر
اتنی بات کا معلوم ہونا دشوار نہیں ہے
سنوماں سنگھ۔ خیر اب میں اور آپ
متفقہ کوشش کریں گے۔
پادری ناتھ۔ ہاں اس بارہ میں
اب اسی سے کام چل سکتا ہے۔ تنہا
کوشش کرکے کوئی شخص سر بر نہیں
ہو سکتا۔
موہنی۔ نہیں مجھے اگر پتہ چل جائے
تو میں سب کچھ کر سکتی ہوں۔
مگر میں جو اپنے ایفائے وعدہ میں

ناکامیاب رہا ہوں نہ صرف مجبوری
کی وجہ سے کیا یہ ہو سکتا ہے کہ آپ
کبھی اپنی بات سے پھر جائیں۔
رانی موہنی - نہیں میں نے ہی
تو خاص اقرار نہیں کیا تھا۔
بھوما ن سنگھ - ہاں تو میں تو
مجبور ہو گیا - اور آپ ابھی تک مجبور
نہیں ہیں -
بدری ناتھ - اگرچہ گستاخی ہے مگر
[illegible] عرض کر دینا ضروری معلوم
[illegible] کہ انسان کو اس وقت
تک کسی کام کے پورے ہونے کی
آس اور تمنا رہتی ہے جب تک
کہ اس کے دم میں دم ہوتا ہے جیسے
کہ کہتے ہیں جب تک سانس تب تک
آس - اور جب نہیں تو کچھ نہیں -
[illegible] کے ساتھ [illegible]
[illegible] کہہ سکتا ہوں
کہ میری شاخ بھی اس وقت تک
اپنی سعی اور کوشش سے باز
نہیں آسکتے جبتک کہ وہ چپولوتی
کو آزاد دیکھتے ہیں۔ اور نہ اسکے
مقابلہ میں انہیں آپ کی پروا ہو سکتی ہے
رانی - پھر میں اس میں کیا کروں
[illegible] - یہ سمجھیے کہ پہلے آپ چپولوتی
کو طلسم سے نکال کر بھوما ن سنگھ مہاراج
کے قبضہ میں دے دیجئے - بلکہ شادی
کرا دیجئے - جب اُن کی آس ٹوٹ
جائے گی وہ آپ کی ہر تمنا اور خواہش
کو پورا کرنے کے لئے تیار ہو جاویں گے
رانی - یہ آپ نے تجربہ کے خلاف
بات کہی ہے -
عیار بدری ناتھ - یہ کیوں -
رانی - صرف اس واسطے کہ ہر شخص
سمجھ سکتا ہے کہ اگر کسی آدمی کی
پوری ہوتی ہوئی تمنا کو خاک میں
ملا دیا جاوے تو اس کا ایک معمولی
سے معمولی آدمی بھی صدمہ کرتا ہے
اور بدلہ لیتا ہے چہ جائیکہ آپ یہ
فرماتے ہیں کہ وہ تمھاری تمناؤں
کو پورا کر دیں گے۔
رانی نے اس بارہ میں جو کچھ کہا
[illegible] بات تھی
مگر [illegible] دیگر بود کا مضمون تھا
بدری ناتھ نے پھر اپنے مطلب کا سا
جواب دیا - کہ جب آس ٹوٹ جاتی
ہے تو آدمی سب کچھ کرنے کے واسطے
تیار ہو جاتا ہے۔
اگرچہ [illegible] کا موقع [illegible] نہ تھا
مگر نہ معلوم کیا کچھ سوچ کر موہنی نے

اقرار کر لیا۔ اور کہا کہ اس وقت تم راج گڈھ جاؤ۔ اور دو گھنٹہ میں پتہ لگا کر لاؤ کہ وہ وہاں ہیں یا نہیں ہیں اگر وہ ہوں گے تو خیر۔ ورنہ میں تمھارے ساتھ چلکر پھول وتی کو طلسم سے نکالکر مہاراج ہنومان سنگھ کے حوالے کر دوں گی۔

ہنومان سنگھ (آداب کرکے) میں آپ کی اس عزت افزائی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

موہنی۔ مگر اب میں بھی آپ سے ایک شرط کرنا چاہتی ہوں۔

ہنومان سنگھ۔ میں بسر و چشم ہر حکم کی تعمیل ہمیشہ کروں گا۔

موہنی۔ موقع ایسا ہے۔ کہ اس وقت میں اپنے وہ تمام عملیات اور جادو کام میں لا نہیں سکتی ہوں۔ جو کچھ کہ مجھکو آتے ہیں۔ البتہ بہت سی عیاریاں۔ اور تحقیقیں کر سکتی ہوں اور کچھ معدودے چند جادوؤں پر اس وقت بھی قابض ہوں۔ مگر اس وقت بھی ایسی نہیں ہوں کہ معمولی معمولی باتوں میں معمولی لوگوں سے مغلوب ہو جاؤں۔

ہنومان سنگھ۔ یہ فرمانے کی آپ کو ضرورت نہیں میں خود اس سے واقف ہوں مگر اس فرمانے سے آپکا مطلب کیا ہے۔

موہنی۔ ہاں تو ان باتوں سے مجھے توجہ کی ضرورت پڑے گی روپیہ بھی درکار ہوگا۔ تو یہ سب آپ کو مہیا کرنی ہوگی۔ کیونکہ میں اپنی ضد کی پوری ہوں۔ یا ہری سنگھ کو جان سے مار ڈالوں گی اور یا میں خود نہ ہوں گی۔ یا اپنے مقصد دلی میں کامیاب ہوں گی اور یہ آپ بھی جانتے ہیں کہ اس [illegible] معرکے بہت سخت ہوں گے۔

ہنومان۔ ہاں [illegible]

موہنی۔ تو کیا آپ کو [illegible] باتوں [illegible] اقرار میں کچھ تامل ہے۔

ہنومان۔ تامل [illegible] ابھی جناب یہ میری جان حاضر ہے۔

موہنی۔ تو ہماری ناگنہ کو واپس آنے دیجئے اور خبر لانے دیجئے پھر میں آپ کے ساتھ ساتھ طلسم میں چلتی ہوں اور پھول وتی کو نکالتی ہوں۔ مگر ساتھ یہ بھی کہنا ضرور ہے کہ آپ کو چاہیئے کہ آپ لشکر لئے ہوئے میرے آس پاس لگے رہیں۔

ہنومان۔ میں اس کے واسطے بھی
تیار ہوں۔
موہنی۔ اب میں آپ سے اور کچھ کہوں
یہ ایک ایسی زبردست بات ہے
جسے سوائے دوست خالص کے میں نے
کبھی کسی پر اظہار نہیں کیا ہے۔
ہنومان۔ وہ کیا فرمایئے۔
موہنی۔ آپ مجھے اپنے مکان میں لیجاکر
وہ جگہ دکھایئے جہاں پھول وتی ہوتی
تھی اور جس جگہ کہ وہ اس آخری
رات میں سوئی ہوئی تھی جس رات کو کہ
وہ غائب ہوئی تھی۔ بتایئے اور جلد
بتایئے۔
ہنومان۔ اس سے کیا ہوگا۔
موہنی۔ اس سے فائدہ ہیں آپکو
بتاتی ہوں کہ یہ طلسم جس میں اسوقت
اتفاق سے پھول وتی پھنس گئی ہے
اس کے افتتاح کے سامان مختلف
جگہوں میں ہیں اور وہ جہاں جہاں
جائے گی وہاں وہاں کچھ نہ کچھ سامان
ہے یہاں بھی ایک کنجی ہے اگر وہ
ہو تو اس کو نکال لوں اس کے
ذریعہ سے مجھے بہت امداد ملے گی۔
ہنومان سنگھ۔ کیا ہمارے یہاں
واقعی کوئی طلسم ہے۔

موہنی۔ مجھے معلوم ہوا ہے۔ اور یقینی
یہ بات صحیح ہوگی۔ کیونکہ میرے معلوم
ہونے کا ذریعہ معتبر ہے۔
ہنومان۔ اچھا چلئے۔
یہ کہہ کر دونوں کے دونوں روانہ
ہوگئے اور اسی جگہ پہونچ گئے جہاں
پھول وتی رہتی تھی۔ موہنی نے غور
سے دیکھکر اس جگہ کو پہچان لیا۔
جس جگہ سے کہ نقلی موتی نے جوقت
کہ پھول وتی کے نقلی چچا آئے تھے
ایک کنجی نکلوائی تھی۔ اسے وہ سب
جگہ ملی مگر اس نے اوپر ہی سے
پتھر وغیرہ دیکھکر معلوم کر لیا کہ یہاں
اس سے پہلے بھی کوئی لگیا ہے۔ اسکی
ہمت ٹوٹ گئی اس کی عقل جاتی
رہی۔ یہ سب کچھ ہوا پھر بھی ہمت
کرکے وہ نیچے اتر گئی۔ وہ ان چکر کھانے
والی تصویروں میں پہونچے ہنومان سنگھ
بھی اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ مگر جس
غرض سے کہ وہ یہاں تک آئی تھی وہ
غرض پوری نہ ہوسکی کیونکہ آپ کو
معلوم ہے وہ کنجی پہلے ہی سے خود
پھول وتی نے نکال لی تھی اور اب
وہ پنگل سین کے قبضہ میں تھی جو اسکے
عیار رکھے ذریعہ سے اسے ملی تھی۔ اور

اب وہ انھیں کسی طرح ممکن الحصول نہ تھی۔ موہنی نے نہایت افسوس کیا اور کہا کہ اگر یہ کنجی مجھے مل جاتی تو نہایت ہی اچھی بات تھی۔ یہ نہایت کارآمد ثابت ہوتی۔ مگر اب بھی میں آپ کو نصیحت کرتی ہوں کہ آپ ان تعویذوں کی حفاظت کیجیے ممکن ہے اور بہت ممکن ہے کہ کسی وقت اُن کی بھی ضرورت پڑے۔ کنجی کے لے جانے والے کو شاید ان کی بابت کوئی ایسی بات معلوم نہ ہوئی تھی جس سے وہ ان کو بھی یہاں سے لے جاتا۔ یا کم از کم اگر اسے معلوم ہوا ہوگا تو وہ اُن کے لے جانے پر قادر نہ تھا۔

ہنومان سنگھ۔ اُسی روز جبکہ پھولوتی یہاں سے فریب سے نکال لے گئی ہے تو یہاں ایک گڑھا کھدا ہوا تھا جس کی نسبت ہم کو کچھ زیادہ تشویش کرنی نہ پڑی تھی۔ کیونکہ ہمیں پوری پوری معلومات ہی نہ تھی۔ اب آپ سے معلوم ہوا۔ کہ یہ خزانہ ہمارے پاس ہی تھا۔

موہنی۔ خیر آیندہ کے واسطے آپ اس کی حفاظت کیجیے۔

ہنومان سنگھ۔ معلوم نہیں کہ پھولوتی کو یہ راز کیونکر معلوم ہوگیا۔

موہنی۔ یہ اسے معلوم نہ ہوا ہوگا مگر جنھوں نے یہ صلاح بد اُسے دی کہ تم یہاں سے چلو تو انھیں یہ امر ضروری معلوم ہوگا۔

موہنی اور ہنومان سنگھ کچھ دیر تک یہ باتیں کرکے وہاں سے رخصت ہوگئے اور پھر اُسی جگہ آئے جہاں سے گئے تھے۔ اِدھر اُدھر کی اور اور باتیں ہوتی رہیں۔ اتنے عرصہ تک یہ باتیں کرتے رہے کہ شام ہوگئی اور ہرا گیا ہوا عیار راجگڑھ سے واپس آگیا۔

ہری ناتھ نے سلام کیا۔ موہنی نے حال پوچھا۔ وہ جیسا کہ معلوم کرکے آیا تھا کہ ہری سنگھ وہاں نہیں ہیں۔ ویسا ہی جواب دیدیا اور موہنی نے دوبارہ پوچھا کہ کچھ یہ بھی معلوم ہوا کہ آخر وہ گئے کہاں ہیں؟

عیار۔ یہ افواہ وہاں تمام طرفیہ سے پھیل رہی تھی کہ ہری سنگھ بہت سی فوج لیکر کسی طرف چڑھائی کرکے گئے ہیں۔

ہنومان سنگھ۔ پھر کیا یہ بات تو قیاس میں نہیں آتی۔ آخر وہ کہاں گئے

ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو غفلت میں وہ اپنی ہوس کا طوطا گڈھ ہی کو شکار بنائیں۔

سوہنی۔ نہیں نہیں میں سمجھتی ہوں یہ بات ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ شاید انکو بھی پتہ معلوم ہو گیا ہے اور وہ طلسم پر گئے ہیں۔ اور اگر یہ نہیں ہے تو میرا خیال ہے کہ وہ سندر گڈھ گئے ہوں گے اچھا اب آپ اپنی فوج کو حکم دیدیجئے کہ تیار رہو۔ اور ہمارے ساتھ ہی ساتھ رہے جہاں ہم چلیں۔

ہنومان سنگھ۔ بہت اچھا۔ یہ کہکر اسی وقت سیناپتی کو بلایا۔ اور معاً حکم دیدیا کہ علی الصباح یہاں سے کوچ ہوگا۔ سب فوج تیار رہنی چاہیے۔ انھیں نے بھی معاً سواروں کو حکم سنا دیا اور صبح ہوتے ہوتے یہ فوج روانہ ہو گئی اور ہنومان سنگھ معہ کئی ایک عیاروں اور سوہنی کے طلسم پر جا پہونچے راجکمار ہری سنگھ کا لشکر بھی یہیں تھا۔ یہ کچھ ایسی بات تو نہ تھی کہ معلوم نہ ہوتی۔ لہذا سب کو معلوم ہو گیا کہ ہری سنگھ معہ اپنے عیاروں کے یہاں پڑے ہوئے ہیں۔ اور افتتاح طلسم کا ارادہ کر رہے ہیں

اٹھارھواں باب

دوپہر کا وقت ہو چلا تھا۔ لوگ اپنے اپنے کھانے میں معروف و مشغول تھے۔ سوہنی اور ہنومان سنگھ کے سامنے بھی خاصہ چنا گیا تھا کہ سوہنی رانی کو خیال پیدا ہوا اور وہ ہنومان سنگھ سے کہنے لگی۔ دیکھیے میں بھی دکھاتی اور مجھے بھی معلوم ہو گیا کہ ہری سنگھ یہیں ہیں مگر میں آپ سے اقرار کرتی ہوں کہ اپنے قول کے موافق آپکی امداد کروں گی مگر شرط یہ ہے کہ پہلے میں ہری سنگھ کو گرفتار کروں

ہنومان سنگھ۔ آپ اپنے اقرار سے پھری جاتی ہیں۔

رانی۔ میں ہرگز اپنے اقرار سے پھرنے والی نہیں ہوں بلکہ جو کچھ میں زبان سے کہہ چکی ہوں اسے ضرور پورا کروں گی مگر اس میں بھی میرے نزدیک کچھ ہرج نہیں ہے

ہنومان سنگھ۔ اگر آپ کی یہی ضد ہے اور یہی خوشی ہے تو میں اس کی بھی ذمہ داری کرتا ہوں کہ ہری سنگھ کو گرفتار کرادوں گا۔ اور بہت جلد

آپ کے دام میں اسیر ہو نگے۔ میرے پاس عیار ہیں اور عیار بھی بہت ہیں۔ ہر ایک اپنے اپنے فن میں یکتائے زمانہ ہے۔ اُن کے نزدیک یہ کیا بڑی بات ہے۔

رانی۔ اچھا اگر آپ لطف ہوتے ہیں تو میں اسے بھی ماننے کے لئے تیار ہوں مگر میں کل سے اپنا کام شروع کرونگی ابھی کچھ نہیں کرسکتی۔ یہ کہکر اُسنے آہ کی۔ اور کہا کہ چھپانے مجھے مجبور کردیا ہے کہ میں سحر وغیرہ نہیں کرسکتی ورنہ دکھا دیتی۔ اور اُن کے سب عیاروں کو بھگت لیتی۔ خیر یہ بھی کچھ بہت دنوں کا معاملہ نہیں ہے اگر زندگی ہے تو بہت جلد وہ دن بھی آئے گا کہ میں اپنی گم شدہ دولت پھر پالونگی اور ہمیشہ جادو گی۔

یہ سب یہی باتیں کر رہے تھے کہ ایک سوار خیمہ کے دروازہ پر آکر کھڑا پہرہ دار سے کہا کہ کیا ہم اندر جاسکتے ہیں۔

پہرہ دار۔ بغیر اجازت نہیں جاسکتے۔

سوار۔ تو بہت جلد اجازت لیجئے

پہرہ دار اندر آیا۔ یہ کچھ سوار سے سنا تھا کہ ہنومان سنگھ سے کہا۔

ہنومان سنگھ۔ اچھا اندر بلاؤ۔

سوار اندر آیا۔ سلام کیا۔

ہنومان سنگھ نے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ وجیت سنگھ ہے اُسے دیکھتے ہی طرح طرح کے خیالات پیدا ہوئے تو بھی اسے پہچان بھی نہ سکی۔ مگر پھر بھی اس کی صورت سے وہ رعب برس رہا تھا کہ وہ بھی مرعوب ہوگئی اور بیٹھنے کے واسطے ایک کرسی پر اشارہ کیا۔ وجیت سنگھ بیٹھ گئے۔

ہنومان سنگھ۔ کہئے کیوں تکلیف فرمائی

وجیت سنگھ۔ میں کمار ہری سنگھ کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔ اور یہ خط لایا ہوں اس کا جواب دیدیجئے۔

ہنومان سنگھ نے خط لیا اور اُسے پڑھا۔ یہ مضمون لکھا ہوا تھا۔

بنام ہنومان سنگھ

آپ کو معلوم ہو کہ اب تک جو بے عنوانیاں آپ نے کیں اُن سے میں درگذر کرتا ہوں۔ اور سمجھتا ہوں کہ نادان دوست جو کچھ نہ کرے سو تھوڑا ہے۔ مگر بہتر ہے کہ آپ اس خیال خام سے باز آئیے ورنہ آیندہ میں بھی ترکی بہ ترکی جواب دونگا۔ بلکہ اس خیال میں ہوں کہ آپ کی ریاست کو

سخت سے سخت نقصان پہونچے گا
جس کے آپ ہرگز ہرگز متحمل نہ ہونگے
اور یاد رہے کہ یہ ایک تمنا سے
محال ہے ہرگز ہرگز پوری نہ ہوگی
مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ ایک بدکار
بدذات جادوگر عورت آپ کی
ساتھی ہے وہ جادوگر ہے اور
اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھتی ہے مگر
میں اب نہ اُس کی ہستی سمجھتا ہوں
اور نہ اُس کے جادو وغیرہ کی میری
نظر میں کوئی حقیقت اور وقعت ہے
میں یہاں پھولوتی کو چھڑانے
آیا ہوں اور مجھے اُمید ہے کہ میں
اُس کو طلسم سے چھڑاؤں گا اور
ضرور چھڑاؤں گا اور تم کچھ بھی نہ کر سکوگے
میں دلجیت سنگھ کو آپ کے پاس
بھیجتا ہوں۔ اگر آپ کو دشمنی کرنی
ہے اور اپنے خیالات کو چھوڑنا نہیں
ہے - تو دشمنی ہے اور کھلی دشمنی
ہے اور اگر آپ میری باتوں کو منظور
کرتے ہیں تو براہ مہربانی آپ اپنی
فوج کو یہاں سے لے جایئے مجھے
آپ سے کوئی سروکار نہیں ہے
اور جو لوگ میری مخاصمت پر کمر بستہ
اور آمادہ ہیں انھیں یوں ہی چھوڑ دو

جیسا کوئی کرے گا ویسا پائے گا۔
اگر تم باز آؤ اور چلے جاؤ تو اُس کی
وجہ سے میں مہاراج شیر گڑھ سے
بھی اس معاملہ میں کوئی بدلہ نہ لونگا
جواب کا طالب ہری سنگھ تاریخ سنہ

ہنومان سنگھ نے جب یہ خط پڑھ لیا
تو اُن کو سخت غصہ آیا - چاہا کہ
جواب لکھیں مگر اپنی مشیرہ اور رفیقہ
موہنی سے اول صلاح لینی مناسب
سمجھی لہٰذا خط اُن کے سامنے ڈالدیا
موہنی نے خط پڑھا اپنی بابت
جو چند فقرے دیکھے اس سے اسکے
بھی بدن میں آگ لگ گئی - مگر
خود اُس نے بھی کوئی جواب نہ دیا -
اور پوچھا کہ یہ خط لانے والا کون ہے
ہنومان سنگھ - یہ اُن کے دیوان
کے ایک لڑکے بھی ہیں - اور اُن کے
ایک زبردست عیار بھی ہیں صرف
انھیں کے بھروسہ پر انھیں یہ ناز ہے -
موہنی - پھر کیا وجہ ہے کہ ان کو گرفتار
نہ کیا جائے - ایک عیار کا گرفتار ہونا
بہت ہے -

دلجیت سنگھ نے یہ فقرے اپنے
کانوں سے سنے پھر بھلا اسے کیونکر
تاب ہو سکتی تھی اس کی آنکھیں سرخ

ہو گئیں اور فوراً بہادروں کی طرح اُس کا قبضہ شمشیر پہ ہاتھ جا پڑا۔ اور اُس نے اکدم سب کو تلوار کے گھاٹ اُتارنا چاہا۔ مگر موہنی نے زمین سے مٹی اٹھائی کچھ پڑھکر پھونکا۔ اُس کے اوپر پھینکی کہ اُس کے ہاتھ پیر کانپنے اور وہ لڑکھڑا کر زمین پر گر پڑا۔

موہنی۔ پھر اب کیوں دیر کی جائے انھیں ایک خیمہ میں قید رکھو۔

ہنومان سنگھ۔ مگر ایلچی کا گرفتار کرنا کچھ اچھی بات معلوم نہیں ہوتی۔

موہنی۔ اچھی اور بری کا کیا خیال ہے جب لڑائی ہے تو بہرصورت لڑائی ہے۔

یہ لوگ یہی کہہ رہے تھے کہ دھماکا ہوا۔ اور ایک گولہ چلا دھواں پھیلا اور یہ سب بیہوش ہونے والے تھے کہ موہنی نے فوراً کوئی دوا نکالی چاروں طرف اُڑا دی ہوا بدلی اور یہ دوا ان لوگوں کے دماغ میں سرایت کی اور سب کو یکلخت ہوش آگیا۔

اُنیسواں باب

دلجیت سنگھ اور کمار ہری سنگھ

اسی خاص مشورہ کی بابت کچھ باتیں کر رہے تھے کہ کوئی سپاہی آیا۔ اور کہا کہ سرکار۔ باسدیو عیار کو جو خط دیکر ہنومان سنگھ کے یہاں بھیجا گیا تھا کمبخت ظالم رانی نے یہ کہہ کر کہ جب دلجیت سنگھ ہری سنگھ کا رفیق جانی ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ اسکو گرفتار نہ کیا جائے باسدیو کو یہ سنکر غصہ آیا۔ اور اُس نے تلوار سونت لی۔ آخر اسکو بزور سحر گرفتار کر لیا گیا۔

دلجیت سنگھ۔ تو کیا وہ ترکیب نہیں کی گئی جو کچھ کہ ہمنے بتائی تھی۔

سپاہی۔ ترکیب کیوں نہ کی جاتی میں نے گولہ چھوڑا اور اسکے اثر سے کئی ایک دھڑام دھڑام گرے بھی مگر رانی کا جادو غالب رہا۔ اس نے کوئی چیز دوا وغیرہ ادہر ادھر پھینکی اور وہ اثر جاتا رہا۔ اور پھر میں چلا آیا۔

دلجیت سنگھ۔ (ہری سنگھ سے) میں آداب عرض کرتا ہوں آپ پیغام دے کر مجھے روانہ کرتے تھے۔ اور میں اُن کی بدنیتوں سے خوب واقف تھا۔ میں جانتا تھا کہ وہ لوگ مجھے آپکا خادم خادم جانتے ہیں اور

اس وجہ سے وہ سب کچھ میرے ساتھ کرنے میں دریغ نہ کریں گے۔

کمار۔ بیشک تمھارا خیال بہت درست تھا۔ کاش اگر میں تم کو بھیج دیتا تو مجھے اس وقت سخت افسوس کرنا پڑتا۔ مگر اب یہ معلوم ہوگیا کہ وہ لوگ ہمارے ساتھ اپنی کرنی میں کسر نہ اٹھا رکھیں گے۔

چمپا۔ مگر اب باسدیو کے چھڑانے کی کیا ترکیب ہے۔

دلجیت سنگھ۔ میں جاتا ہوں۔ اور آج ہی باسدیو کو ساتھ لیکر آتا ہوں۔

کمار۔ کہیں ایسا نہ کرنا کہ تم بھی انکے دام فریب کے شکار بنکر رہ جاؤ۔

دلجیت سنگھ۔ وہ کیا اُن کے بھی آئیں گے تو میرا کچھ نہ کر سکیں گے مجھے اپنا تو ذرا بھی اندیشہ نہیں ہے مجھے خیال ہے تو صرف آپ کا سو آپ کے واسطے بھی ایشور کی کرپا سے پوری پوری حفاظت کر دی گئی ہے۔

دلجیت سنگھ رخصت ہوگیا۔ اور یہاں کمار اور چمپا۔ سیتا۔ اور تھی ایک عیار رہ گئے اور چمپا اور کمار رہبری سنگھ میں تھا۔ حیہ قوتِ گفتگو ہوئی۔

کمار۔ چمپا میری بیقراریاں بڑھتی جاتی ہیں۔ دیکھئے رفتہ رفتہ یہ کیا رنگ لائیں گی۔

چمپا۔ جیسے آپ بیقرار ہیں ایسے ہی اور بھی بہت سے آدمی بیقرار ہیں مگر کوئی کیا کر سکتا ہے۔ جب تک وقت نہ آئے اس وقت تک سب کام موقوف ہیں۔

کمار۔ معلوم نہیں کب وہ ساعت نیک آوے گی کہ نجومی۔ ساحر۔ رمال مجھے طلسم توڑنے کی اجازت دینگے

چمپا۔ کمار ان لوگوں سے نپٹ لیجیے منگل کا دن بھی کچھ دور نہیں ہے بس وہی وقت مسعود ہے اور وہ ساعت طلسم کشائی کے واسطے موزوں ہے اگر بیقراری کیجیے گا تو کچھ نہ ہوگی۔ اور نہ کیجیے گا تو کچھ ہوگا۔

اب ذرا دلجیت سنگھ کا حال بھی سن لیجئے۔ کہ وہ کمار سے رخصت ہوا چمپا کی صورت بنا اور سیدھا شوبھان سنگھ کے خیمہ میں پہونچ گیا۔

موہنی نے دیکھا۔ بدستور جب آپ اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ اور وہ کچھ نا ملائم الفاظ کہنے والی تھی کہ یہ شوبھان سنگھ کے قدموں پر گر پڑے

اور کہا ایشور کیلیے آپ میری کچھ سفارش کر دیجیے۔ میں خطاوار ہوں۔ اور غدار ہوں۔ مگر میں آپ کو اپنا شفیع ٹھہراتی ہوں۔ میری خاطر سے میری خطا معاف کرا دیجیے۔

منوہان سنگھ نے موہنی کی طرف مسکرا کر دیکھا۔

موہنی۔ اس میں بھی کوئی راز ہے ؎
کب فلک کو یہ سلیقہ ہے ستمگاری میں
کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

منوہان سنگھ۔ وہ بھی معلوم ہو جائیگا مگر آپ اس کی خطا معاف کر دیجیے۔

موہنی۔ خیر یہ بھی آپ کی خاطر ہے۔ کہ میں اسے کوئی آزار نہ پہونچاؤنگی مگر اب میرا دل کبھی اس کی طرف سے صاف ہو نہیں سکتا۔

اب نقلی چمپا اٹھی اور اس نے اپنی پرانی سہیلی کے قدم چوم لئے۔ اور کہا کہ میں اس وقت سے حاضر خدمت ہوئی ہوں۔

موہنی۔ ہاں بھلا کس غرض سے۔

چمپا۔ مجھے کوئی کسی قسم کی تکلیف نہیں پہونچی۔ نہ مجھے کسی نے نکالدیا ہے میں نہیں جانتی کہ اکدم میرے دل میں محبت کا کیسا درد اٹھا۔ کہ مجھے مجبور کر دیا اور آخر صلاح دی کہ میں آپ کے قدموں پر گر کر اپنی خطا معاف کراؤں۔

موہنی۔ تم نے میرے ساتھ وہ دغا کی اور وہ ظلم کیا جس کا جواب نہیں۔ مگر خیر تم نے یہ بھی دیکھ لیا کہ میرے اندر کتنی بڑی قدرت ہے۔ اس پر کہ تم نے مجھے بیکار کر دیا ہے پھر بھی میرے سحر کا اثر دیکھ لیا کہ تم خود بخود کھنچی چلی آئیں۔ ؎
جذبۂ عشق سلامت ہے تو انشاء اللہ
کچے تاگے میں چلی آئینگی سرکار بندھی
کبھی تو کھینچ لائیگی اسے گودڑیاں تاسا
کہ مدت سے ہماری خاک دامنگیر پھرتی ہے

میرا دل صاف نہیں ہے تو نہ ہو مگر خیر میں نے تمہاری خطا معاف کر دی اب تم وہ بات بھی مجھے بتاؤ جس کے واسطے تکلیف کر کے یہاں تک آئی ہو۔

چمپا۔ میری کوئی خاص غرض نہیں ہے میں نے چاہا کہ تم کو تمھارے دشمنوں کے فریب کی مجھے جسقدر معلومات ہے اس سے آپ کو بھی مطلع کر دوں۔

موہنی۔ کہو۔

کمار ہری سنگھ اس فکر میں ہیں کہ وہ آپ پر وار کریں۔

موہنی۔ اس سے وہ اطمینان رکھیں
میں اُن کے وار میں نہ آؤں گی۔
بلکہ انھیں فکر اپنی چاہیئے کہ اب
بہت جلد وہ تمام عمر کے واسطے اس
عذاب میں پڑ جائیں گے جس سے انھیں
کبھی چھٹکارا نہ ہوگا۔
رند خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تو
تجھکو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو
کیا انھیں معلوم نہیں ہے کہ میں
باوجود اس محدود اختیار کے کیا کیا
کر سکتی ہوں۔ میرے جادوؤں کو
میری زبردست عیاریوں کو وہ دیکھنا
چاہتے ہیں۔ بہتر ہے کہ نہ دیکھیں
آسمان ہل جائے گا۔ زمین کانپ اٹھیگی
میں وہ عیار ہوں کہ زمانہ کے عیار میرے
سامنے ہیچ ہیں۔ میں وہ ساحر ہوں جسنے
مدتوں ساحروں کی خدمت کی اور
اُن کی جوتیاں سیدھی کی ہیں۔ جس
سے تم میرے ہی برابر واقف ہو میں
نے اب تک سختی نہیں کی ورنہ وہ
کانپ جاتے۔ ڈر جاتے۔ بلکہ مرجاتے
دوسرے یہ کہ میں نے کوئی بدسلوکی بھی
اُن کے ساتھ نہیں کی ہے
چمپا۔ خیر اس کی بابت تو نہیں کہہ سکتی
موہنی۔ چمپا کیوں تو آپ اڑ جاتی
اور زبان کھلواتی ہے میں سن چکی ہوں
اور یہ صحیح بھی ہے کہ میری طرح تم کو بھی
اُن سے کچھ محبت ہے۔ اور اسی
خانہ خراب محبت نے تیرے ہاتھوں سے
انھیں میرے قبضے سے نکلوا دیا۔ ورنہ
وہ کیا اور اُن کی ہستی کیا۔
چمپا۔ مجھے محبت بھی نہ ہوتی
اور میں اگر اُن سے نہ بھی ملتی
انھیں آزاد بھی نہ کر دیتی پھر بھی وہ
آپ کی قید میں نہ رہتے اس واسطے
کہ اُن کے عیار۔ بلا کے عیار ہیں۔
ستم ہیں۔ قہر ہیں۔ جہاں مصروف ہو گئے
اینٹ سے اینٹ بجا دی۔
موہنی۔ یہی عیار دلچسپ شاگرد۔ جنکی
عیاری ذرا سی دیر میں خاک میں ملا دی گئی
چمپا۔ کیا آپ نے دلچسپ شاگرد سے
بھی کچھ کیا۔
موہنی۔ وہ میرے یہاں قید ہیں۔
چمپا۔ مگر آپ نے خلاف شان کام کیا
ایلچی پیغام بر پر ظلم۔
موہنی۔ جب وہ بڑے عیار ہیں تو پھر
جان بوجھکر پیغامبر بنکر کیوں آئے۔
انھیں عیاری کی تمیز ہوتی تو وہ خود
پیغامبر ہو کر نہ آتے۔
چمپا منسوب ہوئی اور اس کی تیزی

سے موہنی نے بھی یہ سمجھ لیا کہ وہ دلجیت سنگھ
کو بیوقوف اور ناداں تسلیم کر چکی۔
چمپا۔ ایک بات میں آپ کو اور بھی
سمجھائے دیتی ہوں کہ ہری سنگھ اس
طلسم پر پورے انتظام کے ساتھ آگئے
ہیں۔ آپ کا سحر اُن پر تاثیر نہ کریگا
کس واسطے کہ اپنی حفاظت کے واسطے
بہت سے اسی قسم کے ساحر رمال وغیرہ
وغیرہ وہ ساتھ لے کر آئے ہیں اور
اب اُن سب کی حفاظت میں ہیں۔
موہنی۔ ہوا کریں میں اس کی بھی پرواہ
نہیں کرتی۔ لڑائیاں ہوں گی
معرکے پڑیں گے۔ اس سے بھی کام
نہ چلے گا۔ تو پھر اور تدابیر اختیار
کی جائینگی۔ مگر وہ سمجھے ہیں کہ پھولوتی
کا طلسم سے نکال لینا اور مال و دولت
کا ہضم کر لینا کچھ آسان بات ہے
یہ خبر نہیں کہ وہ ساحر جو اس طلسم
میں ہے بہت بڑھا ہے۔ اور مدت
سے [illegible] دم کئے ہوئے ہے۔ صرف
اسی اُمید پر بیٹھا ہے کہ اُس کا کسی سے
مقابلہ ہو۔ میں یہ کہتی ہوں ایسا ہی ہوگا
کہ یا تو وہ ساحر ان کے ہاتھ سے مارا
جائے گا۔ ورنہ آپ ان کی جان جائے گی
بہر حال پھولوتی اور دولت اُن کے
ہاتھ آنا بہت مشکل امر ہے۔
چمپا۔ اور کیا ہوگا۔
موہنی۔ پھولوتی۔ ایک مرتبہ
میرے ہاتھ سے زندہ بچ گئی ہے مگر
خیر وہ دوبارہ میرے پالے پڑے گی
اور اس مرتبہ میں اپنے سامنے اُسکی
منوہان سنگھ سے شادی کراؤں گی
نہ اُنھیں سحر میں میرے برابر دسترس
ہوگی۔ اور نہ وہ مجھ سے مقابلہ کر سکیں گے
نہ انھیں طلسم کا حال میرے برابر
معلوم ہوگا نہ پھولوتی اُن کے
ہاتھ آئے گی۔ یاد رکھو جس وقت
کہ میں ہر طریقہ سے عاجز ہو جاؤنگی
تب یہ کروں گی کہ ساحر طلسم کو عمل
سحر کے ذریعہ سے اپنا مطیع کر لونگی۔
اور اس سے اپنے سب مطالب
نکالوں گی۔ ان کے لئے یہی بہتر تھا
کہ وہ موہنی سے دشمنی پیدا نہ کرتے
اور اس سے دشمنی کر کے وہ کیا کامیاب
ہوں گے۔
چمپا۔ خیر میں تو یہ کہتی ہوں کہ اب
آپ اپنے آپ کو اُن کے حملوں سے
[illegible] طرح محفوظ رکھئے آج ہی کل میں
وہ کوئی نہ کوئی بھاری چال چلنے والے
ہیں۔ دراصل اگر دلجیت سنگھ بھی گرفتار

ہوگیا۔ تب بھی انھیں زیادہ پروا نہیں ہے کیونکہ بہت سے عیار اُن کے ہم پلہ اُن کے یہاں موجود ہیں۔

موہنی۔ اچھا چمپا تم کچھ دیر یہیں ٹھہرو۔ میں تمھیں ابھی ایک تماشہ دکھاتی ہوں۔

چمپا۔ کیا آپ کہیں جائینگی۔

موہنی۔ کہیں نہیں ابھی آتی ہوں ایک کام ہے۔

یہ کہکر وہ چلی گئی۔ اور چمپا کی ہنومان سنگھ سے جو قریب ہی بت بنے ہوئے بیٹھے تھے باتیں ہونی شروع ہوئیں۔

ہنومان سنگھ۔ چمپا۔ تم مجھ سے زیادہ اُن کی ہمراز ہو۔ تم تو خوب جانتی ہوگی کہ اُن کو بہت کچھ قدرت ہے اور یہ سب کچھ کر سکتی ہیں۔

چمپا۔ اس میں شک ہی کیا ہے۔ مگر خیر وہ تو کچھ کریں گی میں اب ہری سنگھ کے خیالات سے آپ کو اُن سے زیادہ مطلع کرتی رہوں گی کیونکہ میں ان سے زیادہ اُن کی باتوں سے واقف ہوگئی ہوں۔ میں اس وقت آپ کی امداد کی بہت مشکور ہوں۔

ہنومان سنگھ۔ اونہہ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ میں خوش ہوں کہ آج ایک چھوڑ دو دو مددگار میرے ایسے موجود ہیں جن کے ملنے کی مجھے کبھی امید نہ تھی۔ رانی تو خیر جو کچھ ہیں سو ہیں۔ مگر تم بھی اُن سے کم نہیں ہو۔ میں اُسی دن سے تمکو خوب جان گیا ہوں جب سے کہ تم سیتا کے ساتھ رانی کی دیکھتے آنکھوں اُڑ گئی تھیں۔ میرے جیسے آدمی کے عقیدے کو وہ باتیں بھی بہت ہیں۔

چمپا۔ ابھی کیا ہے دیکھتے۔ میں آپ کے احسان کا کس کس پہلو سے شکریہ ادا کروں گی۔

ہنومان سنگھ۔ چمپا۔ سیتا سے مجھے بڑا بھاری رنج ہے تم اس کو کسی طرح میرے پاس پہونچا دو۔ اسنے ہی یہ کام خراب کیا ہے۔

چمپا۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے۔ مگر ایک ترکیب کے ساتھ ایسا بہت ممکن ہے۔ آپ ایک سپاہی کو میرے ہمراہ کر دیجیے میں سیتا کو ابھی ابھی اپنے ساتھ لیکر آتی ہوں۔

ہنومان سنگھ۔ ضرور جاؤ۔ اور اُسے لاؤ۔ سپاہی ایک چھوڑ دو دو اپنے ہمراہ لے جاؤ اگر رانی آئیں اور پھوں نے

تمھیں پوچھا تو میں کہہ دوں گا کہ
میں نے اپنے کام کے واسطے بھیجا ہے
یقین ہے کہ وہ اس پر معترض ہونگی۔
چمپا۔ بس تو اب میرا دیر کرنا بیکار ہے
میں جاتی ہوں۔
ہنومان سنگھ۔ میں تو تمھیں اجازت دے چکا
چمپا نے پھر کہا کہ پہرہ دار سپاہی
ہوشیار۔ چست چالاک اور اپنے
کام میں مستعد معلوم ہوتا ہے صرف
اسی سے آپ کہہ دیجیے کہ جو کچھ چمپا
کہے اس کا حکم بجا لانا۔ میرا حکم اور
اس کا حکم برابر سمجھنا۔
ہنومان سنگھ کو چونکہ غرض تھی
اس واسطے انھوں نے بلا تامل سپاہی
سے وہی لفظ ادا کر دیے جو ابھی چمپا
کہہ چکی تھی۔
غریب آدمی ہاں میں ہاں ملانے
کے نوکر ہی ہوتے ہیں۔ انھیں نکتہ چینی
کا کچھ استحقاق کبھی نہیں ہوتا۔ سپاہی
بہت بہتر حضور کہکر چمپا کے ساتھ ساتھ
ہوا۔ اور ؎

رشتۂ در گردنم افگندہ دوست
مے برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

کی مصداق کے موافق چمپا کے ساتھ
جدھر وہ چلی چلا۔ تھوڑی دور تک سب
ہی گئے ہوں گے کہ باتوں کا سلسلہ
شروع ہوا اور ایک حد تک
باتیں ہوئیں پھر یکلخت چمپا حیران
و پریشان سی ہو کر کھڑی ہو گئی۔
سپاہی۔ کیوں کیا بھول آئیں۔
چمپا۔ کیا آج کوئی نیا قیدی تمھارے
یہاں قید ہوا ہے۔
سپاہی۔ ہاں دشمن کے لشکر کا ایک عیار
چمپا۔ وہ کس جگہ ہے۔
سپاہی۔ وہی پشت پر جو ایک
سرخ رنگ کا خیمہ ہے اسی میں وہ
قید ہے۔ کیوں کیا آپ کو اس سے
کوئی کام ہے۔
چمپا۔ ہاں اس سے نہیں اس کے
پہرہ دار سے ہمیں کچھ کہنا ہے۔
سپاہی۔ پھر فرمائیے جو کچھ آپ فرمائیں
میں اس سے کہہ آؤں۔
چمپا۔ نہیں۔ تمھارے کیے وہ کام
ہو نہیں سکتا ہے۔ میں خود جاتی ہوں
تم یہیں ٹھہرو اور جس وقت تک
کہ میں نہ آؤں تم ہرگز دوسری جگہ نہ جانا۔
سپاہی۔ بہت بہتر ہے۔ آپ ہو آئیے
چمپا نے جلدی جلدی قدم رکھنے
شروع کیے کچھ ہی دور چلکر وہ پھر
پلٹ آئی اور کہا کہ تم اپنا لباس مجھے دو۔

سپاہی دل میں کھٹک گیا۔ اور
طرح طرح کے خیالات جو قریب قریب
پورے بھی ہوتے اُس کے دل میں
پیدا ہوئے۔ مثلاً یہ کہ یہ دشمن کی
فوج کا کوئی عیار نہ ہو۔ یا اپنے ساتھی
کے چھڑانے کی غرض سے یہاں تک
نہ آیا ہو۔ مجھ پر کوئی الزام نہ آجائے
میں مورد الزام نہ ہو جاؤں وغیرہ وغیرہ
مگر جہاں یہ باتیں اُس کے دل میں
آئیں یہ بھی سوچا کہ مہاراج کا حکم بڑا
سخت ہے کہ جو کچھ یہ حکم دیں اُسکو
میرا حکم سمجھنا۔ اب اگر عدول حکمی کی
اور کپڑے ان کو نہ دئے تو کہیں
میرے اوپر کوئی آفت نہ آجائے
نیکی برباد گنہ لازم۔ لہذا مجھے حیلہ حجت
نہ کرنا چاہیئے اور کپڑے دے دینے
چاہئیں۔ پھر بھی بیچارے نے ڈرتے
ڈرتے یہ کہہ دیا کہ آپ میرے میلے
کچیلے کپڑے کیا کیجیے گا اور اگر آپ
یہ لے لیں گے تو پھر میں کیا پہنوں گا
مگر حسب اندیشہ جواب وہی سخت
ملا۔ یعنی چمپا نے کہا۔ کہ افوہ آپ کا
بھول کا مادہ بہت زیادہ ترقی پر ہے
یاد نہیں کہ مہاراج نے کیا حکم دیا تھا
سپاہی۔ مجھے مہاراج کا حکم تو یاد ہے

مگر کپڑوں سے کیا واسطہ۔
چمپا۔ اگر ایسی ایسی باتیں نہ ہوتیں
تو تم کو یہ حکم کیوں دیا جاتا۔ اور اگر
تمھارے بتانے کی وہ باتیں ہوتیں
تو اس وقت ہماری جگہ تم نہ کام
کرتے ہوتے۔ بہتر یہ ہے کہ تم اب
بھی اور آیندہ بھی جب تک کہ
ہمارے ساتھ ہو۔ بغیر سمجھے سوچے ہوئے
اور بغیر کسی پس وپیش کے ہمارے
حکم بجالاؤ۔ اور اگر ایسا نہ ارادہ ہو
تو ابھی وقت کیوں نہ کہہ دو۔ ابھی
بہت کم وقت ضایع ہوا ہے میں
جاکر مہاراج سے کہہ دوں کہ یہ ذرا
دور اندیش آدمی ہیں اس سے
کوئی دوسرا سپاہی مجھے دیدو۔
سپاہی غریب نے دیکھا کہ
دیکھو وہی بات ہوئی جو میں نے
سوچ رکھی تھی بینے کے دینے پڑ گئے
جان چھڑانی بھاری ہو گئی اتنی
سی بات پر ان کے غصہ کا یہ حال
ہے کہ آنکھیں لال پیلی کر رہی ہیں
اگر اور کچھ کہا تو معلوم نہیں کیا رنگ
لائیں اور آفت ڈھائیں۔ لہذا فوراً
بے پس وپیش راضی ہونا چاہیے
اور خیریت کے ساتھ کپڑے اتار کر دینے چاہیئے

چاہئیں۔ ایسا ہی کیا۔ کپڑے
اُتار کر دیدئے حسب الحکم چھپا کا
لباس آپ پہن کر اچھے خاصے مخنث
بن گئے اور جواب یہ سوچ لیا کہ کوئی
بات بگڑ گئی تو ہماری پاپوش کو کیا
پروا ہے۔ ہم تو صاف مہاراج
سے کہہ دیں گے کہ نہ آپ ہم کو یہ حکم
دیتے نہ ہم اپنے کپڑے لتے اُنہی کے
حوالے کرتے۔ اور نہ یہ کام ہوتا۔
مثل ہے کہ ہر کس بخیال خویش خبطے دارد
ادھر ان کے یہ خیال ادھر چھپا نے
کپڑے سلئے جلد جلد قدم اُٹھا خفیہ
خفیہ۔ بچی بچی۔ سنومان سنگھ کے
لشکر میں آ گئی خیمہ کے پاس جا کر
(جہاں قیدی تھے) پہرہ دار سے
باتیں کرنے لگی
نقلی چھپا جو اس وقت نقلی سپاہی
کی صورت بنی ہوئی تھی سنتے
پہرہ دار سے دوچار ہوتے ہی
کہنے لگی کہ کیا کوئی آج راجگڈھ کا عیار
تمہارے یہاں قید ہوا ہے۔
پہرہ دار۔ یہ تو مجھے معلوم نہیں
کہ راجگڈھ کا ہے یا کہاں کا ہے
مگر ہاں آج ایک جوان قید
ضرور ہوا ہے۔ کیوں تم کو اس سے
کیا کام ہے۔
نقلی سپاہی۔ اُس کے واسطے
بڑی سختی سے حفاظت میں رکھنے کا
حکم ہے۔
پہرہ دار۔ یہ تو ہمیں پہلے ہی سے
معلوم ہے۔
نقلی سپاہی۔ تمہارے بجائے پہرہ
کے لئے ہم مقرر کیے گئے ہیں اس
سے ہم کو بھی یہاں آنے کی ضرورت
پڑی ہے۔ اب ہم دھرے گئے۔
پہرہ دار خوش ہو گیا کیونکہ اُسے
اُمید تھی کہ اگر اسی طرح پہرہ رہا
تو رات کو بھی نیند آنا مشکل اور
محال ہے۔ کہا خیر یہ عہدہ آپ
ہی کو مبارک ہو۔ میں جاتا ہوں
مگر یہ تو بتاؤ میرے واسطے اور تو
کوئی خاص حکم نہیں ہے۔
نقلی سپاہی۔ سردست تو کوئی حکم
نہیں ہے۔ مگر امید یہ ہے کہ آج
بجائے میرے رات کو مہاراج اپنے
پہرہ پر آپ کو رکھیں گے۔
پہرہ دار۔ خیر وہ تو دیکھا جائے گا
مگر قسم ہے آج جب سے یہ آیا ہے
دم بھر کے واسطے کسی سے باتیں کرنے
کی بھی تو نوبت نہیں آئی ہے۔

یہ کہہ کر وہ چلا گیا اس کے جاتے ہی تھوڑی سی دیر بعد بہادر عیار دلجیت سنگھ نے اندر جانا چاہا مگر پھر چاہا کہ رات کی اندھیری میں ایسے کام کرنے بہت مناسب ہیں لہذا اگر ذرا اندھیری ہو جائے تو اپنی کارروائی کروں۔ یہ وقت بھی گذر گیا۔ اور آخر وہ خیمہ کے اندر گھسا تاریکی پھیلی ہوئی تھی اور کوشش کرنے پر کوئی آدمی کسی کو پہچان نہ سکتا تھا۔ مگر اتنا ضرور معلوم ہو گیا کہ یہاں سوائے ایک آدمی کے اور کوئی نہیں ہے۔ دلجیت سنگھ نے آہستہ سے آواز دی کہ باسدیو کوئی حرکت غصہ کی نہ کرنا میں تمہارا رفیق دلجیت سنگھ ہوں جو تمہاری امداد کے واسطے پہونچا ہوں۔

باسدیو۔ (آواز پہچان کر) نہیں یہ نہ ہوگا۔

دلجیت سنگھ۔ پھر بس اب دیر کیا ہے آؤ باہر نکلو۔ اپنی صورت اصلی بنا لو تاکہ کوئی تم کو پہچان نہ سکے۔

باسدیو۔ ایسا تو میں بہت دیر سے کر چکا ہوں۔

دلجیت سنگھ۔ اچھا چلو۔

چنانچہ دونوں وہاں سے نکلے اور ہنومان سنگھ کے لشکر سے نکل کر سیدھے اپنے لشکر میں پہونچے مگر وہاں پہونچ کر دلجیت سنگھ نے یہ نہ چاہا کہ پہلے اپنے خیمے میں جاؤں بلکہ خیال یہ پیدا ہوا کہ ہری سنگھ کو اس کی مبارکباد دیتا ہوا جاؤں چنانچہ وہ انھیں کے خیمہ میں گیا۔ مگر وہاں راجکمار کو نہ دیکھا۔ سیتا وہاں موجود نہ تھی اور کوئی بھی خاص مقرب نہ تھا کہ پتہ لگاتے لہذا پہرہ دار سے پوچھا کہ کمار کہاں ہیں۔

پہرہ دار۔ معلوم نہیں کہ کہاں تشریف لے گئے ہیں۔ ایک شخص کہیں سے آیا تھا میں نے اسی کے ساتھ خیمہ سے نکلتے ہوئے دیکھا تھا۔

دلجیت سنگھ۔ تو کیا تم اس کو نہیں پہچانتے ہو کون تھا۔ اور کہاں کا تھا

پہرہ دار۔ یہ ضرور ہے کہ وہ کوئی بڑا آدمی تھا۔

دلجیت سنگھ دل میں کھٹک گیا کہ کہیں ہماری طرح موہنی کمبخت نے ہم کو دھوکا نہ دیدیا ہو کمار آجکل ایسے دلوانے ہو رہے ہیں کہ وہ

ہر کسی کی مان لیتے ہیں اور انجام کار
کچھ بھی نہیں سوچتے۔
باسدیو۔ نہیں وہ ایسے نادان نہیں ہیں
کچھ دیر ان دونوں نے انتظار
کیا۔ مگر ہری سنگھ نہیں آئے اب
تو دونوں کو بیحد پریشانی نے ستانا
شروع کیا کہ رات کا وقت ہے آخر
اس وقت وہ گئے تو کہاں گئے
اگر کچھ دیر تک اور بھی نہ آویں تو
تلاش کرنا چاہیئے۔ ورنہ پھر معاملہ
طول پکڑ جائے گا اور سوائے رنج
کے کچھ نتیجہ نہ ہوگا۔

بیسواں باب

انکو میری فکر ہے اور مجھکو انکی فکر ہے
ایک کی نیت بری ہے ایک کا اچھا حال

رات کا وقت۔ ہو کا بیابان
جنگل سنسان۔ انسان نہ حیوان
آخر کمار گئے تو کہاں گئے وہ لوگ
تو اسی فکر میں ہیں۔ ڈھونڈیں یا کچھ
کریں مگر آیئے ہم آپ کو اُن سے پہلے
مطلع کر دیں۔
جیسے دلجیت سنگھ چمپا کی صورت
بنکر ہیومان سنگھ کے لشکر میں موہنی
کے ساتھ عیاری کرنے گئے تھے۔ ایسے
ہی موہنی اُس وقت سے یہ کہہ کر کہ
تم یہیں ٹھہرو۔ کمار کے لشکر میں آئی
تھی اور وہ اسی وجہ سے کہ وہ جانتی
تھی۔ دلجیت سنگھ ہیرے یہاں قید
ہیں۔ جو اُن کے مشہور عیار ہیں اور
عیاروں کو وہ ضرور سن چکی تھی
مگر انکی اوسے کچھ ایسی پرواہ نہ تھی
چنانچہ وہ کمار کے خیمہ میں ایک
آدمی کی صورت درانہ چلی آئی۔ اور
آتے ہی کمار کو سلام کرکے بیٹھ گئی
کمار۔ میں نے آپ کو نہ پہچانا۔
موہنی۔ آپ کو پہچاننا بھی نہ چاہیئے
تھا۔ میں آپ سے اپنا تمام حال
کہوں گا مگر تھوڑا سا توقف لازمی ہے
کمار۔ بہت اچھا۔ یہ بھی سہی۔
اس درمیان میں اُس نے
کمار پر کوئی ایسا عمل کرنا چاہا کہ وہ
بیہوش ہو جائے۔ اور یہ آسانی کے
ساتھ لئے ہوئے چلی جائے۔ مگر اُسے
فوراً معلوم ہو گیا کہ ان پر بہت سے
پہروں کے پہرے چوکی بٹھا دیئے
گئے ہیں۔ اور وہ اُن کی حفاظت
میں مصروف ہیں اور ان پر کوئی عمل
کارگر نہیں ہو سکتا اُس نے بہت

بہت زور لگانے مگر سب بیکار گئے
اب اُس نے عیاری کرنا شروع کی
اور کہا کہ میں اسوقت فرصت پاکر آیا ہوں
یہ صحرائے طلسم ہے مگر یہ آپ لوگوں کے
سب خیال غلط ہیں پھولوتی ابھی تک
طلسم میں نہیں پہنچی ہے اور اچھی ہے۔
کمار۔ پھر وہ کہاں ہے۔ اور آپ کون ہیں
موہنی۔ میں اس طلسم کا بادشاہ ہوں اور
اس کا ذرہ ذرہ میرے قبضہ میں ہے
مجھے آپ کی مصیبت کا خیال آیا۔
اور اسی واسطے چاہا کہ آپ کو مطلع
کر دوں اگر آپ چاہیں تو اسی وقت
اُسکو چھڑا سکتے ہیں۔
کمار۔ مگر آپ شاہ طلسم ہیں آپ
کو کسی کی ہمدردی سے کیا غرض۔
موہنی۔ مجھے غرض تو ضرور نہیں ہے
مگر آپ طلسم کے معاملات سے ابھی
تک واقف نہیں ہیں۔
کمار۔ طلسم کا اگر شاہ طلسم کے لئے
کچھ اچھا نہیں ہے وہ ہمیشہ ہر آدمی
چاہتا ہے کہ طلسم پر کوئی آنچ نہ
پہونچے اور طلسم کی عجیب و غریب
چیزیں برباد نہ ہوں۔
موہنی۔ ہم جانتے ہیں کہ آپ کا ارادہ طلسم میں
آنے کا پھولوتی کے لئے ہے مگر ہم سے تو آپ سن چکے

سے آپ مزہ طلسم میں جاویں گے
اور طلسم کے عجائبات اور طلسم کا تمام
مال و اسباب آپ کے قبضہ میں
آویگا اس واسطے ہم اسی کو بہتر اور
مناسب جانتے ہیں کہ تا وقتیکہ
پھولوتی طلسم میں نہ داخل ہو آپ
کو اس کے حال سے مطلع کر دیں کہ
آپ طلسم کا ارادہ نہ کریں۔
کمار۔ میں تو سچ سچ عرض کرتا ہوں
کہ اگر مجھے پھولوتی مل جاوے
تو نہ مجھے پھر اس کے سوائے کسی دولت
کی غرض ہے۔ نہ کسی مرتبہ کی ضرورت
ہے نہ مال چاہئے نہ اسباب۔
شاہ طلسم یا موہنی۔ اچھا تو دیر نہ
کیجئے آپ میرے ساتھ چلئے۔
کمار کو اس وقت جسقدر خوشی
ہوئی نہ ہمارے قلم میں طاقت ہے
نہ ہماری زبان میں قدرت ہے
کہ ہم اس کو بیان کر سکیں۔ وہ
اس خوشی میں اپنے تئیں خود فراموش
ہوئے کہ بغیر کسی ہتھیار کے لئے اور
اپنے سامان سے درست ہوئے
چل دئے۔ اور ایک جنگل کے جہاں
رنجیلی شاہ طلسم نے ان سے کہا کہ ہمیں
سمجھ جائیے اور مجھ سے چھٹکارا کیجئے

کمار۔ کیا اقرار اور کیسے اقرار
شاہ طلسم۔ دیکھئے وہ سامنے پھولوتی
بیٹھی ہوئی ہے۔
کمار۔ میں اسکو نہیں دیکھ سکتا۔
شاہ۔ آہا میں ہی بھول گیا تھا۔
ہاں سچ ہے آپ ابھی اُسکو نہ دیکھ
سکتے ہوں گے۔ اچھا لیجیے یہ پھول
سونگھیے پھر آپ سب کچھ دیکھ سکیں گے۔
کمار۔ مگر آپ تو فرماتے تھے کہ وہ ابھی
داخل طلسم نہیں ہوئی ہے پھر کیا سبب
ہے کہ وہ مجھے نظر نہیں آتی۔
شاہ طلسم۔ مگر یہ بھی تو میں نے آپ
سے کہہ دیا ہے کہ یہ صحرائے طلسم ہے۔
کمار۔ خیر اس سے کیا ہوتا ہے۔
شاہ۔ خوب یہاں اگر طلسم کا پورا
پورا اثر نہیں ہے تو کچھ کچھ تو ضرور ہے
کمار۔ اچھا پھول لائیے۔
نقلی شاہ طلسم نے ایک پھول
دیدیا۔ جس کے اندر بیہوشی تھی۔
کمار نے فرط شوق میں پھول کو سونگھ
لیا۔ اور وہ اکدم بیہوش ہوگئے۔
نقلی شاہ طلسم یعنی موہنی نے فوراً انکا
پشتارہ باندھا۔ اور خود بخود اپنی
تعریف میں خوشی کے نعرے بلند کرتی
اور گیت گاتی ہوئی ہنومان سنگھ
کے لشکر میں پہونچ گئی۔ ہنومان سنگھ
بدری ناتھ عیار۔ مہادیو عیار اور
بہت سے آدمی موجود تھے۔ موہنی
پہونچی اور سب نے اُسے تعجب
کے ساتھ دیکھا۔
ہنومان سنگھ۔ یہ کیا۔
موہنی۔ چمپا کہاں ہے۔
ہنومان سنگھ۔ میں نے اُسے ایک
کام کے لئے بھیجا ہے۔
موہنی۔ خیر لیجیے اب آپ کو اطمینان
ہوگیا۔
ہنومان سنگھ۔ کس بات کا اطمینان
موہنی۔ ؎
جلوے مری نگاہ میں کون و مکاں کے ہیں
مجھسے چھپیں گے وہ بھلا ایسے کہاں کے ہیں
یہ وہی ہیں جنھیں اپنے عیاروں
پر ناز تھا۔ دیکھیے کہ اب یہ
خود بھی گرفتار ہیں اور اُن کے
ساتھی بھی گرفتار ہیں اب مجھے
بھی یہ دیکھنا ہے کہ وہ کون سا
بہادر اور عیار ہے جو انھیں یہاں
سے لے جاتے۔ میری عیاریوں
کو پہونچنا آسان کام نہیں ہے
ایک ذرا سی دیر میں انھیں گرفتار
کرلیا۔

ہنومان سنگھ۔ کیا آپ ہری سنگھ کو
لے آئیں۔ واقعی بڑا کام کیا ہے
مگر آپ کیونکر وہاں تک پہونچیں
چمپا تو کہتی تھی کہ بہت سے انتظام
کئے گئے ہیں۔ پھر یہ کیا ہو گیا۔
موہنی۔ جی ہاں سب انتظام وغیرہ
رکھے رہے۔

یہی باتیں ہو رہی تھیں اتنے
میں رانی کا ایک عیار مہادیو جو ابھی
ابھی کسی کام کے واسطے کہیں
چلا گیا تھا واپس آیا۔ اور آکر رانی
سے کہا۔ کہ حضور آپ تو یہاں
عیش و عشرت میں مشغول ہیں۔
اور بے فکر ہیں کہ سمر اجکمار ہری سنگھ
کو اور دلجیت سنگھ کو گرفتار کر چکے
ادھر جو اس وقت دیکھا تو کچھ اور
رنگ ہے

ہنومان سنگھ۔ گھبرا کر۔ وہ کیا۔
مہادیو۔ جس جگہ کہ ان کو قید کرایا
گیا تھا میں اس وقت وہیں گیا
ہوا تھا۔ مگر میں نے دیکھا کہ نہ وہاں
کوئی پہرہ دار ہے۔ اور نہ کوئی قیدی
ہے بلکہ ایک پرچہ پڑا ہوا ہے۔
جسے ڈر کی وجہ سے میں اٹھا کر بھی
نہیں لایا ہوں کہ ایسا نہ ہو مجھ پر
کوئی الزام قائم ہو جائے۔
ہنومان سنگھ۔ غضب ہوا کیا دلجیت سنگھ
نکل گیا۔ میں تو پہلے ہی کہتا تھا وہ بڑا
بھاری عیار ہے۔ وہ بھلا کیلا کب
رہ سکتا ہے۔
موہنی۔ نہیں یہ بات نہیں میرا
خیال یہ ہے اور یہ صحیح بھی ہے کہ
کوئی عیار چمپا کی صورت بنا کر یہاں
آیا اور وہ اپنی طرف کے عیار کو
چھڑا لے گیا۔
ہنومان سنگھ۔ یہ بات نہیں معلوم
ہوتی چمپا کو خود میں نے ایک جگہ
کام کے لئے روانہ کیا ہے اور وہ
اب واپس آتی ہوگی۔
موہنی۔ اچھا وہاں پہرہ کس کا تھا
ہنومان سنگھ۔ رام بھورن سپاہی
کا تھا۔
موہنی۔ اچھا اسی کو بلائیے اس
سے کچھ پتہ چلے گا۔
ہنومان سنگھ نے فوراً ایک در
سپاہی کو حکم دے دیا اور سپاہی
جا کر ایک دم میں رام بھورن سپاہی
پہرہ دار کو بلا لایا۔ اور مہاراج کے
سامنے پیش کر دیا گیا۔ وہ کانپنے لگا
ہنومان سنگھ کو یہ خیال کر کے کہ دیکھو

اپنی اپنی جان سب کو کس قدر پیاری
ہوتی ہے ہنسی آگئی۔ مگر فوراً سوال
کرنے شروع کئے کہ ارے تیرا قیدخانہ
والے خیمہ پر پہرہ تھا پھر تو ادھر ادھر
کیوں پھرتا ہے کیا کوئی ہمارا خاص
حکم ملا ہے۔
رام بھورن۔ حضور مجھے تو آپ کے
خیمہ کے پہرہ دار رام چھپال نے
وہاں سے جدا کر دیا تھا۔ ناظرین
رام چھپال وہ سپاہی ہے جسے
نقلی چمپا اپنے ساتھ لے گئی ہے
اور وہ اب تک ایک جگہ چمپا
کے انتظار میں بیٹھا ہوا ہے
اور کہا تھا کہ تم سے یہاں کی پوری
پوری حفاظت نہ ہوگی لہذا
تمہارے بجائے ہم پہرہ دینگے
ہنومان سنگھ۔ تم اُن کے کہنے سے
وہاں سے کیوں جدا ہوئے۔
رام بھورن۔ مہاراج کیا سپاہی
سپاہی آپس میں جھوٹ بولتے ہیں
کہ میں اُس کی بات کو جھوٹ سمجھتا
میں نے تو روزانہ کا سا معاملہ سمجھا۔
اب ہنومان سنگھ اور اُن کے
عیار بدری ناتھ کے کان کھڑے
ہوئے اور وہ سمجھے کہ یہ جو کچھ کارروائی
کی وہ سب چمپا نے کی ہے وہ
ہم سے بہانہ اور عیاری کر کے
پہرہ دار کو اپنے ساتھ لے گئی
اور اُسے کسی جگہ پہرہ دار کو بیہوش
کر دیا اور آپ اس کی صورت
بن کر رام بھورن سے عیاری
کر گئی۔ اور وہ یقینی کوئی نہ کوئی عیار
تھا۔ اب اس قصہ کا رانی سے
چھپانا بے سود ہے۔ اسی واسطے
اُنھوں نے رانی کے دوبارہ اس
سوال پر کہ چمپا کو آخر آپ نے کہاں
بھیجا ہے۔ جواب دیا۔
ہنومان سنگھ۔ دراصل بڑی غلطی
ہوئی۔ ہم دھوکا کھا گئے۔
رانی۔ کیا کیونکر کہئیے تو۔
ہنومان سنگھ نے تمام قصہ سنایا
اب رانی نے بھی اُن کے خیال
کی تائید کی اور کہا کہ جو کچھ ہوا سو ہوا
اب چل کر ذرا اس پرچہ کو دیکھ لینا
چاہئیے جو اس خیمہ میں پڑا ہوا ہے
اُس سے پورا پورا پتہ چل جائیگا۔
رانی۔ مہادیو سے (تم خود جاؤ اور
اُسے لے آؤ)
مہادیو پرچہ لینے چلا گیا۔ اور
تھوڑی دیر میں پرچہ لیکر واپس آیا

پرچہ پڑھا گیا اس میں یہ لکھا ہوا
تھا۔ کہ نادان راجہ ہنومان سنگھ
اور بیوقوف رانی موہنی۔ دلجیت سنگھ
ایسا بیوقوف نہ تھا کہ اک دم
تمہارے جال میں آکر پھنس جاتا
جسے تم دلجیت سنگھ سمجھے وہ دلجیت
سنگھ کا ایک دوست تھا جو اسی کی
صورت میں تھا۔ مگر یہ واضح رہے
کہ تم نے ایک ایلچی کے ساتھ یہ ظلم
کیا ہے اس کا بدلہ بہت جلد تم کو
چکھایا جائے گا۔ سردست میں اسی
پر اکتفا کرتا ہوں کہ اُسے لئے جاتا
ہوں۔ آیندہ پھر کبھی دیکھا جائیگا
جس وقت کہ مناسب ہوگا۔ یہ
بھی یاد رکھو کہ میں چھپا نہیں ہوں
میں وہ دلجیت سنگھ ہوں جسے تم
اپنے ظن غالب میں اپنا قیدی سمجھ
رہی ہو مگر ایسا نہیں میں آزاد ہوں
آزاد رہا آزاد رہوں گا۔ فقط

یہ مضمون دیکھکر سب کے سب
دم بخود رہ گئے اور موہنی نے کہا کہ
خیر کچھ ہرج نہیں ہے اصل ہمارے
قبضہ میں ہے اب فرع کی ہمکو پرواہ
نہیں ہے آج نہیں تو کل اور کل
نہیں تو پرسوں وہ بھی ہری سنگھ کی
رفاقت کے لئے موہنی یا ہنومان سنگھ
کی قید میں ہوں گے۔ ؎

چار دن اور رہا باغ کی کھائے بلبل
پھر وہی کنج قفس پھر وہی صیاد کا گھر

اکیسواں باب

اب ہم آپ کو کمار رمان سنگھ
اور رتلو نما کی طرف متوجہ کرتے
ہیں جنکو آپ نے سندرگڈھ میں چھوڑ دیا
ہے اور امید ہے کہ آپ کو ان کا
انتظار رہوگا

ختم شد حصہ سوم۔

نام کتاب	قیمت
سندر شانتا - اسقدر دلچسپ ہے کہ اول سے پڑھکر آخر تک آپ چھوڑ نہیں سکتے	
حصہ اول -	۸/
حصہ دوم -	۸/
حصہ سویم -	۸/
حصہ چہارم -	۸/
خون ناحق -	۱۰/
خدائی فوجدار - ترجمہ کتاب ڈائن کوئکساٹ ڈی لامان در دو جلد	عہ/
جوہر انتخاب -	۸/
فسانۂ آزاد - کامل ہر چہار جلد	ہے/
متفرق جلدیں بھی فروخت ہوتی ہیں	
۱- جلد اول -	للعہ/
۲- جلد دوم -	للعہ/
۳- جلد سوم -	صہ/
۴- جلد چہارم	صہ/
سیر کوہسار - در دو جلد	ہے/
جام سرشار - باتصویر -	عہ/
فریب حسن -	۱۲/
طلسم خیالات -	۱۲/
فسانہ سکوزن عشق -	عہ/
فسانہ الوین ویسلی - ترجمہ ناول اسٹار آف سنگربلیا -	۱۴/
ویگزولبیٹ استرجمہ ناول دی وہرد لعنت	۱۲/

نام کتاب	قیمت
اسرار آصیہ -	۷/
روز الیمبرٹ - حصہ اول -	عہ/
ایضاً حصہ دوم	عہ/
الف لیلہ نثر - اردو بطرز ناول مصنفہ پنڈت رتن ناتھ - حصہ اول	ہے
ایضاً ایضاً حصہ دوم	عہ/
مجموعہ افسانہ دلپذیر - ترجمہ کتاب ٹیلس فرام شیکسپیر -	عہ/
ترجمہ اردو ناول ارنسٹ مالٹر ورس و الائس کامل	عہ/
جذبہ عشق	۸/
ہنگامہ عشق	۱۲/
لعبت فرنگ	عہ/
قصہ حاجی بابا اصفہانی	۱۲/
سفید خاص و عام	۱۴/
منارہ قیصری	۱۲/
گلاب کنور - عرف طلسم شرر	عہ/
ناول اسرار نیکر ومنیسر کا ترجمہ	عہ/
فسانہ مفقود الخبر	عہ/
حجاب عصمت	۴/
شاہد طرار	۶/
طلسم نارنج	۱۱/
ناول غریب الوطن	عہ/
ناول سیتا - در دو جلد	ہے/

نام کتاب	قیمت
ناول زن مرید -	عہ/
ناول پریخانہ -	عہ/
راز عشق - در حال خفیہ پولیس	عہ/
گناہ بے لذت -	۸/
نئے بگڑے -	۸/
رومنی ناول -	۱۰/
بنگالی دلھن -	۱۲/
مار آستین -	۱۰/
التمش -	عہ/
مہالنی -	۱۰/
فسانہ حسرت وصل -	۶/
نادر نامہ جلد اول -	۱۰/
دھوکا طلسمی فانوس -	عـ/
دلچسپ حصہ اول -	۸/
دلچسپ حصہ دوم -	۸/
شام جوانی - حصہ اول -	۶
ایضاً حصہ دوم -	۴/
خلق مجسم -	۴/
سبز باغ -	۸/
بوالہوس -	عہ/
پرتاپ -	۱۲/
بناس کماری -	۴/
تسخیر -	۱۰/
مہاتما بدھ دیو کی سوانحعمری	۸/

نام کتاب	قیمت
وقایہ نادری -	۱۲/
عیاروں کا عیار -	۶/
معشوقہ فرنگ -	۸/
حرمان خانم -	۶/
مارگیرٹ -	عہ/
خوش نصیب -	عہ/
جوش خون -	۴/
ہم خرما و ہم ثواب -	۱۲/
تکمڈم	عہ/

قصہ جات نثر

داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکی ترکیب و تزئین آٹھ دفتروں میں ہے اور اس کے ناموں کی تصریح حسب نقشہ مندرجہ ذیل ہے -

نمبر	نام دفتر	تعداد جلد
۱ -	نوشیروان نامہ	۲
۲ -	کوچک باختر	۱
۳ -	بالا باختر	۱
۴ -	ایرج نامہ	۲
۵ -	طلسم ہوشربا	۷
۶ -	صندلی نامہ	۱
۷ -	تورج نامہ	۳
۸ -	لعل نامہ	۲